

ہین کیا اور اکثر رسالے شریک و بدعت کے منع میں
 لکھا جہاں سبب ایمان بھائی جو راہ بھول گئے ہیں
 وے راہ پاویں مگر پھر بھی عوام لوگ شیطان اور
 آپ کے تابع اور نیک فریب اور وسوسہ دینے
 کے سبب سے راہ پر آئے مانگتے کہیں لگے کہ سب سے
 باتیں ہیں ہمارے باپ دادا کی رسم اور حال
 کے خلاف راہ پر آنا کون پوچھتا ہی عالموں کی صحبت
 سے کنارہ کرتے لگے اور ان کی وعظ و نصیحت سے بھاگنے
 لگے کہ کہیں ان کی بات ہمارے دل میں اثر نہ کر جاوے
 تب اس عاجز نے محض امید کن رہا اور ان کی بھلائی
 کے واسطے اس رسالہ میں بعض کلمہ طیب کے بیان
 کیا کہ آخر کلمہ گو ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے پہلے
 نہ سوچیں گے یا نہ جانے دل سے اس کو قبول کریں
 گے اور کلمہ طیب کی تفسیر کے ساتھ مطالب ضروری
 اس رسالہ میں واضح فصل کر کے لکھا اور نام اس رسالہ کا
 "توحید الایمان" رکھا پہلی فصل کلمہ طیب کی تفسیر میں اس
 ای مسلمان بھائیو! اللہ تمہارا ایمان کا مل کرے دل
 لگا کے سنو کہ بھلا تمکو حدیث قرآن کے واسطے میں اگرچہ
 ہم حق حق بیان کرتے ہیں مگر سبب ناواقفگی کے جو شہد

آٹا بھی اُڑا آسکوئی بات کہنے ہو تو لا الہ الا اللہ محمد رسول
 اللہ کے حق ہو سکے ہیں اور اُن کے قدیم لہو سے من تو شہد
 نہیں آفر تم سب کوئی جانتے ہو کہ یہ ہر انی بات ہی جسے
 آدمی مسلمان ہوتا ہے اور ترکا ہیں سے اپنے باپ یا
 بدھ ہی بدھ کی زبانی سنتے آئے ہو کہ یہ کلمہ مسلمانوں کا
 ہی اور جو شخص اسے کہتا ہے اور دل اور زبان سے
 کہتا ہے وہ مومن ہو جاتا ہے اور کلمہ گو بھائی اور کلمہ کا
 شریک کہلاتا ہے اور سب کوئی ایک منہ ہو کے کہہ
 رہا ہے کہ بھائی جسے کلمہ کہادو ہمارا بھائی ہوا اُس کے
 ساتھ کھانے پینے اور اُس کے جو تھے سے کوئی انکار کرنے
 نہیں تو ایمان نہیں خال ہو گا اور تم کو خوب معلوم ہے
 کہ جہان ترکا بولنے کا جہان اُس کے باپ ماسکھانے
 لگے کہ بھاکھو لا الہ الا اللہ او نہ یہ کلمہ تم کو ترکا گئی ہے
 پادھی بھلا یہ توئی بات نہیں بلکہ مسلمان پھر کیا قسم
 ہی ہندو بھی جان گئے ہیں کہ اس کلمہ سے آدمی مسلمان
 ہو جاتا ہے اس لیے اسے سب اُس کے پر تھئے
 سے انکار کرتے ہیں تو اب تم کو لازم ہے کہ اُن کا
 مضمون دیکھو یا فہم کرو اور جان دل سے قبول کرو
 اور اُن کے سمجھے ملوئے کی طرح کہہ رہے ہو گے تو مسلمان

ہونگے بھلا جو بے سمجھے کلمہ پڑھنے سے کوئی مسلمان ہوتا
 تو مینا طوطا مسلمان نہ کہلاتا مسلمان تب ہی ہوتا ہے
 جب زبان سے اُس کو پڑھنا ہی اور دل سے اُس کے
 معنی پر یقین کرنا ہی ❀ سوا کے مضمون کو دل میں آیا
 پایا جائے کہ دل میں دل مل جاوے جس طرح آتما
 ہانی سے سانس پین اور پھر چاہیں کہ آتمے سے ہانی جدا
 کریں تو جدا نہیں ہو سکتا اُس طرح کلمہ کے معنی کو
 دل میں پایا جائے کہ ہزار کوئی کاتے اور دل کو
 پھرے پھرے کرے مگر کلمہ کا مضمون دل سے
 جدا ہو اب کلمہ طیب کے معنی سَوَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہیں
 کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے یعنی معبود تو لوگوں نے
 پھرے پھرے تھرا لیا ہے مگر برحق ہیں ہیں باک وے سب
 جھوٹے اور ناحق ہیں محمد رسول اللہ محمد رسول ہیں
 اللہ کے ❀ یہ لفظی معنی ہوئے اور جامع تو ایسا
 خلاصہ یا و کر لے وہ یہ ہی اللہ کے سوا کوئی و وہی معبود
 نہ گئی کے لائق نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں ❀ معبود معنی جسکی
 بندگی کریں تو اور یہ معبود و جسے ہیں کوئی بندگی کے لائق
 نہیں کیونکہ سب اللہ کے مخلوق ہیں تو بندگی اپنے برابر
 والے کسی نہ شرع میں نہ سنت ہی اور نہ عقل قبول کرتی

انہی بابکہ برسی حرم کی بنیت تھی کہ اپنے پرانے والے کنی بندگی
 کر کے اور جو معبود اپنے ماتھے کے بنائے ہیں انہی بندگی
 کرتے ہیں تو وہ وہی مرنے کی بنیت ہی تھا جسے سامکو
 بنایا اس کی بندگی کریں اپنے بنائے کی اور اپنے بدلتے
 والے کی بندگی کیوں کریں کیا کچھ ہم دیوانہ بنیں؟ اپنے
 خالق کی جو بندگی کر رہے تھے وہ ہمیشہ راضی ہو گئے اور
 ہمارا بھلا کہنگاں اور دوسرے مخلوق جو ہمارے ساتھ ہیں
 وہ بھی مخلوق ہیں ان کی بندگی سے کیا جا بھیل ہو گا سو ارے
 مذہب اور بیوقوفی کے اور رسولی سے قاصد ہو۔ مقام
 اور چلتی لاوے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اللہ کے
 خاصہ ہیں کہ ان کی طرح سے پیغام اور چلتی لائے
 ہیں اور وہ کیا بھی قرآن تو جو کوئی اللہ کو اپنا خالق
 اور مالک اور ذات جانے گا اللہ ان کے قاصد اور پیغام
 کو مانے گا اور جو اللہ کو مالک جانے اور ان کے پیغام
 کو نہ مانے تو گو سیاہ و اللہ سے قہقہہ کرتا ہے باقی تر رہے
 کہ جو کوئی ایک معبود کے سوا دوسرا معبود نہیں۔ پھر نہ
 دیکھئے تو اپنے بوجھ چاہئے کہ وہ تو مخلوق اور بدلتے ہیں
 یا ان نہیں کوئی چھوٹا ہے الہی اگر ان میں کوئی چھوٹا ہے
 تو وہ اعدا و ابت کے لایق نہیں کیونکہ برتے ہوئے کو چھوڑنے کے

چھوٹے گئی غناوت کون ! حق نکر لگا اور ایگرہ و وٹوہر انہر
 ہیں تو تو بڑا فاسق ہوا کہ ہر ایک اپنا اپنا حکم جدا جدا
 کر کے اور اپنی اپنی غناوت کی طرف کھینچیں گے تو
 اسے اعتقاد والے کو دھو بی کا کتا بنا پر لگا جو یہ گھر کا
 نہ گھٹا کا سوا اب میرا سنی میں ہی کہ معبود ایک ہی ہو
 جیسا کہ ثابت ہے لا الہ الا اللہ ہے پس جو کوئی کلمہ
 طیب کو زبان سے اقرار کرے اور اس کے مضمون
 کو دل سے سمجھ جائے وہ مومن کامل ہے اور جو کوئی
 زبان سے اقرار کرے اور دل سے سمجھ جائے یا دل
 سے سمجھ جائے اور زبان سے اقرار کرے سو مومن
 نہیں بلکہ سب اسطے غیب و نبی کتابوں میں مذکور ہے
 کہ ایمان کے دو درجن ہیں اقرار کرنا زبان سے اور
 قصد حق کرنا یعنی سمجھنا یا دل سے جیسا کہ اس بات کو
 اللہ کے رسول نے صاف بیان فرمایا ہے دل و جان سے کان
 لگا کے سنو مشکوٰۃ مضامین میں کتاب الایمان گئی
 یہاں فصل میں حضرت کے اصحاب السابین مالک
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم ومعاذ ردفہ علی الرجل قال یا معاذ قال لبيك
 یا رسول اللہ وسعد یك قال یا معاذ قال لبيك یا رسول اللہ

وَسَعَدَ يَلِكُ قَالَ يَا مَعْزُودُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعَدَ يَلِكُ

ثَلَاثًا قَالَ تَمَامُنِ أَحَدُ يَشْهَدَانِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنْ مَتَّعَكَ اللَّهُ

اللَّهُ صَدَقَ قَلْبُهُ إِلَّا جَرَمَهُ اللَّهُ عَلَى الْخَارِ قَالَ يَا رَسُولَ

اللَّهُ أَفَلَا أَخْبِرْتَهُ النَّاسَ فِيهِ تَبَشِّرُوا قَالُوا إِذَا رَأَيْتَهُ وَافَاقَ بَرْدًا

مِعَاذُ اللَّهِ مَوْتَهُ بَاتِمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ تَحْقِيقًا نَبِيٍّ عَلَى إِيْسَاءٍ

وَالْمَوْضِعِ فِي جَسَدِ حَالٍ مَنْ كَرَّمَكَ بِيَتَّحِقَ نَبِيٍّ أَلَيْسَ بِسَمْعٍ

مَوَازِنِي بِهِ فَرَمَا يَا ابْنِي مَعَاذُ عَرَضَ كَيْفَا حَاضِرُ هُوَ يَا رَسُولَ

اللَّهُ أَوْ رَجُلًا مَوْجُودًا قَدْ رَأَى خِدْمَتَهُ كَوْنَهُ فَرَمَا يَا ابْنِي

مَعَاذُ عَرَضَ كَيْفَا حَاضِرُ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ رَجُلًا مَوْجُودًا

تَحْمِيَارِي خِدْمَتِهِ كَوْنَهُ فَرَمَا يَا ابْنِي مَعَاذُ عَرَضَ كَيْفَا حَاضِرُ هُوَ

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ رَجُلًا مَوْجُودًا هُوَ تَحْمِيَارِي خِدْمَتِهِ كَوْنَهُ

حَضَرَتْ لِي مَن مَرَّبَ مَعَاذُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ

شَخْصٍ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ

كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ

كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ

كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ

كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ كَوْنَهُ

یعنی عوام لوگ جو بات کے منکر کو نہ پاؤں گے سو
 بندگی عبادت چھوڑ دیں گے اسوقت مصاحبت کے
 واسطے حضرت نے یہ بات فرمائی اور زمین تو حقیقت
 میں بندگی عبادت کا بنارہا احکام اس کام سے نکلتا
 ہی کیونکہ جب اللہ کو معبود و برحق دل سے جانا ہو خواہ
 تم خواہ اس کی بندگی کیا جاوے اور بندگی نہ کرے تو دل سے
 اس کو معبود بنانا اور جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
 اللہ کا قاصد جانا تو اللہ نے جو اپنے قاصد کے ہاتھ خط بھیجا
 ہی اس پر عمل کیا جاوے اور اس خط میں ساری
 عبادت کا حکم لکھا ہے ﴿ پھر آخر اس بات کی خبر
 متعازت لوگوں کو سنائی اپنے مرنے کے قریب گناہ
 سے بچنے کے واسطے یعنی اللہ و رسول کے حکم چھپانے
 سے جو آدمی گنہگار ہوتا ہی اس واسطے متعازت اپنے
 مرنے کے قریب اس حدیث کو سنا دیا اور دوسرے
 یہ کہ بعد اس حدیث فرمائی کے دو منہ احکم حضرت نے فرمایا
 کہ مجھ سے جو کوئی کچھ سنے لوگوں کو اس کی خبر پہنچا
 تو یوں متعازت اس پر عمل کیا اور میرے یہ کہ
 اول اسلام میں لوگ کم واقف تھے پھر جب
 حضرت کی دوستی ہوئی کہ سنا اور قرآن کے

حارے مشیمون سے واقف ہوئے اور خوب فقہ
 کلمہ پر بھروسہ کرنا کہ یہ مصلحت کا جاتا رہا تب معاذ اللہ یہ حدیث
 بسنادی ﴿ غرض اے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلمہ
 کے مشیمون ہی گو اہی دل کی سبھائی سے دے ﴾ اور
 شہادت کے یعنی یہی ہیں کہ جس بابت کی گواہی
 دے اے اس بابت کا دل میں اے مستحکم رہا یقین ہو کہ
 اے سبہر قسم کھانے کے اے سبہو اسطے شریعہ میں
 گواہ پر قسم آتی ہی تو اے اس حدیث سے معلوم ہوا
 کہ ایمان اے سبیکانام ہی کہ کلمہ کو زبان سے بھی پڑھے
 اور اُس کے مشیمون کو دل سے سچ جائے ﴿ باقی برا
 آج کوئی مسلمان نہیں نظر آتا کہ وہ اپنی زبان سے
 کہے کہ ہم کلمہ کے مشیمون کو دل سے سچ نہیں جانتے
 جسے ہو چھوگے وہی کہہ گا کہ صاحب ہم کلمہ کو جان و دل
 سے جانتے ہیں اور کلمہ ہمارا ایمان ہی ﴿ تو بھائی حبیب
 لا اے اللہ محمد رسول اللہ کو زبان اور دل سے اقرار
 کیا یعنی اللہ کو معبود و برحق اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اے اس حدیث سے معلوم ہوا
 کہ لا اے اللہ محمد رسول اللہ کو دل سے سچا سمجھا تو اے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
 رسول کے فرمائے پر عمل کرو ﴿ سچ تو یہ ہے کہ جب اللہ
 مکنی عظمت یعنی برائی تمہارے دل میں نہ آئیگی اور

سمجھو گے کہ وہ محبوب و تمام عالم کا خالق اور مالک اور
 رازق اور سب پر غالب ہی اور سب حاکموں کا حاکم
 ہی جو چاہے جو چاہے ہی ہو کر تا ہی جو چاہے سو کر یگا
 جسکو چاہے تو از بے جسکو چاہے خواہ کرے جسکو چاہے
 بیٹھ میں نہ او بے جسکو چاہے جہنم میں جلاوے
 اُسکے اختیار میں سب کچھ ہی تہی البتہ اُسکے خط
 کو جو قرآن ہی دل جان سے قبول کرو گے اور اُسکے
 پیادے حکم بجالاؤ گے اور اُسکے حکم بجالائے میں حیلہ حوالہ
 کرنے اور دل پھرانے لگے تو معلوم ہوا کہ ابھی تک اُس
 محبوب برحق کی عظمت تمہارے دل میں نہیں سمائی
 نہیں تو کیا وجہ کہ اُس کا حکم نہ مانو ﴿ بھلا دیکھو تو اسوقت
 میں ابد تعالیٰ کا ایک اونا مخلوق قوم نصاریٰ جسکے
 مذہب سے سب کوئی ناراض ہیں حاکم ہی تو دیکھو
 اُسکی حکومت کی بزرگی جو سب کے دل میں سمائی ہی
 حالانکہ آپسے کرورن بادشاہ ہوں تو اُس حاکم
 معینی احکم الحاکمین کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتے
 بلکہ اُسکے سامنے ہوئے پھرتے آداب مقابلہ کی نہ لاسکیں گے
 بزور کا قصہ نہاد کر و اور عا و اور رثو و اور فرعون کا
 قصہ سوچو مگر ان نصاریٰ بھلاہ کی کیا حقیقت ہی سوچو

حال ہی کہ ایک اور مایہ ناز، جاہل اور کمبخت اور ریشہ
 قوم جو نصاریٰ کے پاس سے کمانہ لاکے کسی پر سے
 رئیس اور اشراف کے آگے ڈال دیتا ہی تو وہ
 رئیس کیسا اُس حکم کو مانتا ہی باوجودیکہ وہ پیادہ
 اُس کمانہ کا مضمون پر ہند کے سنا نہیں سکتا بس
 سناٹھے لاکے ڈال دیتا ہی کہ جس کو غرض ہو آپ پر ہند
 پر ہند کے تو جسے چاہے پڑھا کے اُسے مضمون
 پڑھ کرے سو جس کے پاس وہ کمانہ آتا ہی وہ بد جو اس
 ہو کے آپ نہیں پڑھ سکتا تو کو پھر دوبارہ پڑھنا
 پھر تا ہی اور خوب تحقیق کرتا ہی کہ اُس میں کتنے دن کی
 سبوتاہیں حاضر ہونا کھائی اور کیا حکم ہی اور دوتا ہی
 کہ کہیں مجھے حکم عدولی نہو چاہے اور اگر کسی سے
 خوں ہو تا ہی اور وہ ایسے گھبراہٹ میں آئے جیسے تا ہی
 سو جہاں تھانہ کا پیادہ اُس کے ذرا دے پڑ کر رفتار
 کرنے کو آتا ہی تو باوجودیکہ وہ جانتا ہی کہ اگر حاکم کے
 دوبارہ میں حاضر ہو گا تو یا خان مار لگا یا کالے پانی بھیجے گا
 یا راجہ اس جس کو لگا اور اُس کے جویر و جوتے سب دوتے
 نہیں پھرو، شخص حاکم کے حکم کے آگے نہ اپنے جان پر ہر
 لہتا ہی نہ جویر و جوتے کے دوتے پر رحم کرتا ہی لاچار

ہو کے بلا غم و پیا دے سے اپنی مشکیں بند ہوا کے
 جاوے بار میں حاضر ہو تا ہی بلانک کہیں اس ابھی ہو اہی
 کہ جب کہ کو نصار کے حکم سے بھابی کا حکم ہو اہی
 تو اس محمد م نے باوجود کہ جاتا تھا کہ بھابی گئے
 میں پری اور جان نکلی اپنے ہاتھ سے بھابی دال
 ہی ہی اب بھلا سوچو تو کہ اس بغلی حاکم کے حکم کو
 لوگ اس قدر مانتے ہیں کیونکہ اس کی بزرگی اُن کے
 دل میں سما گئی ہی تو اس حقیقی حاکم کے حکم کو جس کے
 دل میں اس کی پرائی سماوے گئی کیوں نہ مانے گا اور
 اس دنیا کے حاکم کے اور ناپسند قوم پیا دے کے
 ہاتھ سے جو زور اس پر نہ کاغذ کا پایا تھا اس کو در بدر
 تحقیق کرتا پھرتا تھا اب اس حاکم حقیقی کے عالیشان
 قاصد کے ہاتھ سے حوقر آن مجید پایا ہی اس کو کیوں
 نہیں تحقیق کرتا اور اس کی حکم عدولی کیوں کرتا ہی تو
 معلوم ہوا کہ اس کی عظمت ابھی تک اپنے دل میں
 نہیں سمائی تو پھر یہ مسلمان کس طرح ہوا مسلمان کا
 یہی نشان ہی اور کلام پر یقین آئے کی یہی پہچان کہ
 قرآن اور پیغمبر کے حکم کو جان دل سے قبول کرے
 اور اس پر عمل کرے بلانک لازم تو یہ ہی کہ اللہ کا حکم

جو سب حاکموں کا حاکم ہی دینا کے حاکموں کے حکم سے کروڑوں
 درجے ازیا و ماسے اور اللہ کا خوف دینا کے حاکموں کے خوف
 سے کروڑوں کو رہنے دینا دینا کہے ۞ تو وہ تو دینا کے حاکموں
 کو آپس میں لکھ لکھیں لکھی حکومت کے آگے کیا رتہ سگر ہم
 لو جاری ہر کتنے پیش کو لا رہیں تو بھلا حکم لکھا کمین کے حکم کو
 دینا کے حاکموں کے حکم کے برابر تو مانو او اگر یہ بھی
 ہو سکے تو ایسے ایمان کا نہ حافظ ۞ ات بھائی ایک
 بیچتے پڑنے فایزے کی ہی آس کو خوات دل لگا
 کے سٹو کہ اپنے جو رو جھون مایا تپ ہوں بھائی خالہ
 پھوپھو بھتیجی بھتیجی بھانجی چھوٹے کو کامہ طیب کے
 معے یاد کرو دو لفظی شیعہ یا اس کا خلاصہ کیوں کہ اگر
 کامہ کا رسموں نہ جانیں گے کہ اس کا کیا مطالب ہی اور
 اس کامہ سے کیا حکم نکلتا ہی تو اس کامہ کے پیغمبروں
 کو دل میں رہیں کہ ہر ہر ماورین گے اور کتبہ دل میں
 نہ پہلا تو اس کا گھر ابراہیم اس بات کی بنا کہ
 اللہ اس سے ہم کرتے ہیں کہ سبکدہوں مسلمان ہمارے
 اہمیت طرح کے نظر آئے ہیں کہ دیکھنے میں جو رتہ شکل
 بھلا آردا منی کسی کسی کہنہ ابھی آجٹا بانک۔ بعضے پر رانا و نیم
 نما سگر آل سننے جو کامہ کے اسے (پوچھا تو ہنسے لگے) ۞ اور

بعضوں نے تو عاجزی سے کہا کہ ہاجب ہم لوگ جاہل
 نہیں تہم ایسی ایسی بات کیا جائیں یہ شخص وہم بلا جانیں
 اور کلمہ کے معنی میں کچھ بھی نہ پڑھا اور بعضوں نے تیر شا
 پڑھا تو پھر ہا ہا کہہ کر دئے ہم نہیں جانتے اور بعضوں
 نے جو کچھ پڑھے سے نظر آتے تھے میں سب پڑھا اگر خدا
 ایک دو جاگہ اعزاب غلط کیا مگر معنی مطابق نہ کہہ
 سکے پھر اسیت غاصی نے اُنکے بچاؤ کے واسطے کہا کہ
 خیر معنی نہیں یا تو کیا ہو گا کلمہ کے خلاصہ پر تو سمجھا رہا
 ایمان بھی اور خلاصہ کلمہ کا یہی ہے کہ اللہ کے سوا
 اور کسی غیر کی بندگی اور سب سے بڑا اور بڑا سن بات
 کو نہایت بڑی سے کہا ایسن بات کا اللہ گواہی ہے کہ
 ایسہ خاک بار اپنے مقدور پھر بڑی بڑی کیا کرتا ہی سوا ہی
 بات پر بعضے بعضے لڑتے لگے اور کہنے لگے کہ مطہر آیت
 لگا کیا ہی سو کہنے آیت یہی چاہتے ہیں کہ تمیز یہ لڑتے ہو یہ
 قیاسات تک موقوف نہ ہو گا یہاں اتنا بھی شک نہیں کہ
 کلمہ کے مضمون سے اُنکو خود بخود معلوم ہو ا کہ تمیز یہ بنا
 منع ہی اسچان اللہ کیا کلمہ ہی کہ اُسکے آیت سے
 صراحتی بحث پر سنی سے منع ہو چھا جاتا ہی یا اللہ یا اللہ
 عجوب حال ہی تہم تو کہتے ہیں کہ کلمہ پڑھو وے کہتے

بیٹن دھرمیہ نہ موقوفہ ہونگے یا جسے بہتر ہو طوطا کہ اگر نام
 اُس کو کہنے کے بیان سے ہو گا کہ بہتر ہو تو وہ نام کو بھی کہنا کہ بیان بہتر ہو
 کا نہ بہتر ہو غرض کہ ان نکتہ پر یہ سببیں بیان کریں اب کہو
 لیکن شہام عین روین یا ہنسین کہ ان کو اپنے ایمان کا
 ارکان نہ موقوف تھا جسے آدمی مومن ہو تا ہی سہی نہ بتایا
 اس پر چاہتا تھا کہ ہمارے اہل ایمان مانتے کہ ان کے سبب
 سے ہم آج مسلمان ہوئے سو وہ آتے رہتے کو تیار ہوئے
 اور ہم نے ان کو کچھ لکھا تھا فقط ان کے سامنے کلمہ طیب کا
 مضمون پر ہوتا تھا سو اس مضمون کے معنی ہی کو تیار
 ہوئے آئے یہ کہہ سکتے مسلمان ہیں کہ اور احکام
 پر لانے تو ذکر کلمہ طیب کے اقرار کرانے پر
 چھڑ گئے کو تیار ہوئے اب ہم ان کو کیا کہیں یہی دعا
 دیتے ہیں کہ یا اللہ یہ دعا بھولے ہیں ان کو اپنی سیدھی
 راتہ دکھلا اور دین کی سمجھ دے آخر دعویٰ یہ ایمانی
 کا کہتے ہیں کہ ان کے ذریعہ ایک مری اور ملایمیت
 دے ان سب کو سمجھاؤ کہ کلمہ اہل ایمان ہی ہے لیکن ایک
 کوئی مسلمان نہیں ہوتا اور حضرت آدم علیہ السلام
 سے لیکر ہمارے یہ شمیر علی علیہ السلام تک جتنے
 نبی آئے اسی کلمہ کے جاری کرنے کو آئے اور ایک

سوچو وہ آیا کچھ از یاد رکھم کتاب جو اُتری سو اسی کلمہ کے
 جاری کر دینے کو اور قرآن میں جو ایک سو چودہ سورہ
 ہیں سو اسی کلمہ کے جاری کر دینے کو اُتری ہی اور پینچمیر
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اور اپیلے ایہ حجاب کا لہو صان
 سان کلمہ کو جاری کیا ہی جیسا کہ جہاں کے میاں میں
 اُسر و غیرہ کی لڑائی کے حال میں دیکھ لو یا سن لو
 اور ابو سہید و ان کے واسطے پرے پرے و جہم ہیشا
 پورا سب واسطے کہ جو یہ کلمہ جاری کرتے تھے دین
 کے دشمنوں سے لڑتے ہیں اور جہاد کا نام ہی جو
 کلمہ طیبہ جاری کر کے واسطے ہو جیسا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ حدیث جاسعہ یہی میں
 ہی میں ابی موسیٰ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 عن الرجل یقاتل شجاعةً ویقاتل حمیةً ویقاتل ریاةً فای
 ذلک فی سبیل اللہ قال من قاتل لیتکون کلمة اللہ ہو
 العلیما فهو فی سبیل اللہ روایت ہے ابو موسیٰ سے
 انھوں نے کہا کہ لوگوں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے ایک شخص کا حال کہ وہ لڑائی کرتا ہی
 اپنی جو امر دسی مشہور نہ ہو نیکو اور لڑائی کرتا ہی
 اپنی برادری کی ہنج کے واسطے اور لڑائی کرتا ہی

لوگوں کو دکھلائے اور اپنی نمود کے واسطے سونا، ہیرا،
 سے کون، قسم اللہ کی یاد، کئی جتنا اور اپنی حضرت کے
 فرمایا۔ و شخص کا ذوق ان سے نہ اتنی کر کے بلکہ سونا سے
 کہ کار اللہ کا یعنی لا الہ الا اللہ اللہ اللہ ہو سو وہی شخص سب سے
 کیرنا ہی اللہ کی راہ میں ﴿نولسن احدیث سے دعاوم
 ہوا کہ صہاد سے بھیجے ہیں غرض یہی کہ اللہ کا کلمہ لا الہ
 الا اللہ محمد رسول اللہ اؤنچا ہوئے ﴿اب بھائیو ایک
 موجب مزید کا مضمون بیان کرتے ہیں خوب دل لگا کے سنو
 جب حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما مسلمان
 ہوئے تب قوم قریش کے اشراف کو حکم پتھر مار
 ہو کے ابو طالب کے ہا میں آئے اور کہنا کہ اتنی بیٹے
 عہد مناب کے تو ہم سب کا بڑا شریک اور عزیز رہا ہی سو ہم
 لوگ ترے ہا میں اس واسطے آئے ہیں کہ اگر اپنے
 بھتیجے اور ہم لوگوں کے درمیان ہمیں اختیار کر دے
 کہ وہ ہمارے قوم کے ہر ایک ناز و انوس کو عزیز بنا لیا ہی
 اور اپنا بنادیں اُکو سب کھلاتا ہی اور ہم لوگوں کی
 جماعت میں فقر نہ دال دیا ہی اور اب اللہ ہی کہ
 اس فاد کا مٹا نا مشکل ہو گا اور ہم لوگوں سے
 کچھ بن نہ پریگا تب ابو طالب نے حضرت کو بلا کے کہا

کہ اسی محمد نیز سے قوم آئے ہیں اور انکو سمجھو کہ
وعدی ہی ایک بار لگی اُسے انحراف مت کرو اور ذرا
اُنکے معاملے میں کچھ قائل کہ حضرت نے فرمایا کہ اسی گروہ
قریش کے مجھ سے تمہارا کیا مطلب ہے سبھوں نے
کہا کہ ہمارا یہیہ مطلب ہی کہ ہمارے دین تو تیرے سے
جہاں آؤ اور ہمارے معبود وہی کاہن کہنا ہو تو بت کر دو ہم
لوگ بھی اُنکو اور تیرے تابع داروں کو کچھ نہ چھتریں
تب حضرت نے فرمایا کہ تین بھی تم سے چاہتا ہوں کہ
ایک کلیمہ میں میرے ساتھ موافق ہو جاو تا کہ تمام
عرب تمہارے تابع ہو جاویں اور تمام سردارین عجم
کے تمہارے حکم بردار ہو جاویں سبھوں نے کہا کہ وہ
کون کلیمہ ہی حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا الہ
الا اللہ یہیہ کلیمہ پاک سنتے ہی تمام اشراف قریش
نے یکساں لگی حضرت کی طرف سے سہم پھیر لیا اور
جوابات سبھوں نے آپس میں کہا اُس کا ذکر اللہ تعالیٰ
سورہ ص میں فرماتا ہی و دینہ ہی اَجْعَلْ الْاٰیۃَ الْاِیۡہَا وَاَحِلَّ اٰط
اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ مُّبٰیۡنٌ ۝ وَاَنْطَلِقُ اِلَیْہِمۡ اِنْ اَمَشُوْا وَا
اصْبِرْ وَاَعْلِی الْہٰتِکُمۡ ۝ اِنْ هٰذَا الشَّیْءُ یُرَادُکُمْ مَّا سَمِعْنَا بِہِذَا
فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۝ اِنْ هٰذَا اِلَّا خِتْلَاقٌ ۝ کیا کر دیا محمد نے

اپنے تھا کروں کو چھڑا کے ایک ہی معبود بہت بھی تھا
 بڑی تعجب کی بات اور چار چل کھڑے ہوئے قوم کے
 مردار لوگ اُن میں سے یعنی جو ابو ظاہر کے گھم
 نیچا پت کو آئے تھے اور آپس میں کہنے لگے کہ چلو اور
 تھڑے رہو اپنے تھا کروں پر یعنی اُنکی ہند گئی کہنے چلاو
 پیش کش پر سات محمد کی ایک چھڑی چاہی گئی یعنی
 مرضی اس کے یوں مٹی میں چھڑی ہوئی بھی کہ اس کا دھن
 اُن کا ہو یعنی ایسی ہی بات تھی کہ ایسے ہی ایک بات
 سے سب کو قابل کر لیا تو انہو رشتہ کچھ جو اب نہ سوچھا کہ
 لگے کہ یہ تو انہیں سنا ہمیں اس بچھلے دین میں چھلا دین کہتے
 تھے اپنے تاپ داؤن شک دین کو یعنی آگے تو سننے
 نہیں کہ اگلے لوگ ابراہیم علیہ السلام وغیرہ ایسی
 باتیں کہتے تھے پر ہمارے بزرگ تو یوں نہیں کہہ گئے
 مایچھلا دین کہا حضرت عیسیٰ کے ذہن کو کہ اُنکی
 اُسٹ بھی گرا ہوا ہو کے تین معبود کے نمایاں ہیں ﴿نہن﴾
 ہی پر تو حیدو محمد کہتا ہی ہر بنائی بات کہ اپنی طرف
 جسے بنایا ہی غرض یہ کہہ کے اپنا جان چھڑا کے بھاگے ﴿نہن﴾
 اسب بھائیو سوچو تو کہوئے سب کہتے سنو کہ نہ
 کہ حضرت کا جمال ہیہاں آرائے دیکھا اور حضرت کی

زبان متبادر یک سے کلمہ طیب نہ سنا اور نہ لاجواب بھی
 ہوئے بلکہ پھر بھی مسلمان ہوئے سو اُنکو قسم کیا کہتے ہو
 اس سخت کا فر تھے یا نہیں ❀ آخر یہی کہوا گئے کہ سخت
 کا فر تھے سو ہر قسم سے کہتے ہیں کہ اُن سخت کا فر واز تے بھی
 سمجھا کہ اگر ہم نے یہ کلمہ پڑھا تو سبکی بندگی چھوڑنا پڑیگا
 اس سوا سطلے اُنھوں نے کلمہ پڑھا اور بھاگ گئے
 اور تم لوگ تو کلمہ پڑھتے ہو اور اس کو برحق جانتے ہو
 سو تم لوگ یہ کلمہ پڑھو گے پھر تو دوسرے کی بندگی
 کرو گے تو ہو چو تو تمھارا کیا حال ہو گا اور یہ اس سخت کون
 کہتا دیکھا دے یا تم ❀ اس سطلے اللہ کے اپنے اس کلمہ
 پڑھنے کی شرم کرو اور سو اللہ کے تو وہ دوسری بندگی
 چھوڑو ❀ اب اس کلمہ کو فرعون میں جو راہ بھولے
 ہیں اور کلمہ کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں سوا بے
 اللہ کے دوسروں کی بندگی تو بہت قسم کی جاری ہو گئی
 ہی ہے مگر جیسا تعزیر ہو جائے گا تو یہی ویسا اور
 دوسری بات پر سب ہی اور شرک کا نہیں کہ اس کو
 قانونوں نے دین سمجھ لیا ہی اس سوا سطلے و ایک
 بات مختصر اس کے چھوڑنے کے واسطے لکھتے ہیں
 اُسکو سنو اگر بات سمجھو ہو تو مانو اور تعزیر چھوڑ دو

نہیں تو تم جانو اور تمہارا کام فصل ۱۰ قسمتی تعزیر کے
 میل پر مل اور نئے ذلیل ہونے کے نوکر میں تعزیر کی ہے اسی
 اور اس کا بیان بہت مناسب جیسا کچھ چاہتا تھا و تارا
 یہ ایت الیمو نہیں میں عالم غالب سے ملے اور لا رہیں
 قذو جی مرحوم مغفور نے غور کی پیفصل بیان فرمایا یہی
 ایت احتیاج ہے لکھتے کی نہیں ہی مگر ایک باعث کام کی
 ہم لکھتے ہیں اس کو خود ا خوب غور و قیاس سے سوچنا
 چاہئے جو لوگ تعزیر بناتے ہیں اور اس کے بنائے کو
 کار او اس بات کہتے ہیں اس لئے کہنا چاہئے کہ بھائی یہ کام
 میں کا ہی آیا نہیں اگر کہیں کہ یہ کام دین سے کچھ
 جلاو نہیں رکھتا تو تم چیکے چھوڑ دیتے ہو گوشت خروند ان
 سنگ اور اگر کہیں کہ تعزیر بنانا دین کا کام ہے
 تو تم کہو کہ بہت خوب ہم تو دین کے کاموں کی تلاش
 میں ہیں نہ مانیکہ ہے ہیں اگر یہ کام دین کا ہی تو ہم مقرر
 بناؤینگے بانگ ہم سے ایک ہاتھ بہت ہے اس کے
 دوسرے کرنے کو تیار ہیں مگر ہم اشاعرے کے دے ہیں
 کہ ہم جو کام دین کے کرتے ہیں اس کو تحقیق کر لیا کرتے ہیں
 قرآن یا حدیث یا فقہ سے اور جو کام ان ہینون میں
 ہم نہیں پاتے تو اس کو ہم دین کا کام بھی نہیں جانتے

دیکھو دیکھو جو کرتے ہیں تو کتاب بموجہ جن جن علو
 کا دیکھو تا فرمایا ہی اُنہیں کو دھوئے ہیں اور جس
 عضو کو جہاں تک دھوینا حکم ہی وان ہی تک دھوئے
 ہیں اور زیارہ ہو جائے کو موجب کناہ کا سمجھتے ہیں دیکھو
 ہاتھ اور ہونہا کہنیوں تک ہی تو اُن سے کو باندھتے ہیں
 دھوئے اور ہاتھوں و ہوتا جو پنجوں تک ہی تو اُن کو
 زرا نو تک نہیں دھوئے اور سہلہ دھونا امر کے بال
 چھنے کی جگہ سے تھد ہی تک ہی تو اُن کو کر دین
 اور چھاتی تک نہیں دھوئے اس بطرح نماز و تہ
 وغیرہ عبادات حسب بموجب کتاب کے کرتے ہیں
 اور ہم جو کام دینی کرتے ہیں اُن کو پہلے خوب تحقیق
 کر لیتے ہیں سو ہم جانتے ہیں کہ جس کو تم برہم عالم سمجھو
 اُس کے پاس جا کے کہو کہ خیرا تعزیرہ ہمارے کا مسئلہ
 صاف صاف تمہارے آن حدیث یا فقہ سے لکھو کہ تعزیرہ
 جو بناوین تو اُس کا تھات کس چیز کا ہو لکڑی کا یا
 بانس کا یا یہ گالا اور اُس میں تھتری کا بند کس چیز
 سے باندھیں ہے یا دھانگے سے یا سن سے یا زشم
 سے پھر اُس کے اوپر کیا لگاویں کاغذ یا کپڑا یا برک
 یا حکم گایا اور کوئی دوسری چیز پھر وہ تعزیرہ لہا کرتا ہو

[illegible]

چکا تے کی مقرر ہی شاید کسی سبب سے اُس
 مارینج کو نہ گاتر سسکین تو پھر کیا کمین یہ سب عال
 مفصل لکھ دیجئے اور اُس فتویٰ کے تیلے ایسا نام
 اور جس کتاب سے لکھا اُس کا نام اور ہٹا لکھ دیجئے
 تو بھلا آپ کے سبب سے ہم بھی داخل ثواب
 ہوں اور مومنوں میں داخل ہو کے جاوے تو بھریت
 کھاویں اور اگر اُس کا بیان کتاب سے نہ لکھو گے
 اور اُس کی اصل کہیں کسی کتاب میں نہ ملے گی تو تو
 ہم بنائے کے نہیں بلکہ ہم بھی منع کریں گے اور
 پھر تعزیر کے واسطے جو ہمارا قہر آن حکم کر یگا اُسکے
 مجالے میں قصور کریں گے اب زیادہ کیا لکھیں اتنا
 کہہ ہی پڑی کہ اگر کہیں قرآن حدیث سے تعزیر نہ بنا پاؤں
 تو پھر جو لالہ الاہد سے ہم نے سمجھا ہی کہ اہد کے سوا
 کوئی دوسرا مدعیو دیندگی کے لائق نہیں وہی سمجھیں گے
 اور تعزیر پرستی کو بت پرستی ہو جمہین گے
 کچھ بت پرستی کے واسطے سیکھ نہیں دے کار
 ہی جو چیز اللہ کیسے اپوجی گئی وہی بت ہی اور یہ
 بھی ضرور نہیں کہ اُس میں صورت ہو تب ہی بت
 کہلاوے عری جو بت مشہور ہی اُس میں تو کچھ

صورت مشکل نہ تھی ملک و و ایک درخت تھا کہ
 ذیلہ غطمان کے اُسٹ کو پوجتے تھے اور اُسکے پاس
 ایک مکان بنایا تھا حضرت جلی اللہ علیہ وسلم نے خالد ابن
 ولید کو بھیجا کہ اُسٹ گھر کو توڑا اور اُس
 درخت کو جلا یا تو پھر جو تعزیر کا بنا یا نہایت کمزور گئے
 تو وہی مسئلہ عزی کا سا سمجھیں گے اب چاہیے کوئی
 ناراض ہو چاہے راضی کہا تو ہمیں سچ ہی ہے * اب اگر شاید
 کوئی یون کہے کہ تعزیر تو عبادت کے واسطے نہیں
 ہوتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ جس بات کے واسطے
 اُسکے سناغے کا حکم ہو وہی گھر و کسی کتاب سے *
 اور اگر کوئی کہے کہ تعزیر کوئی پوجنا نہیں اور اُسکی
 عبادت کوئی نہیں کرتا تو ہم کہتے ہیں کہ عبادت
 جسے کس چیز کا نام رکھا ہی ہم تو یہی جانتے ہیں
 کہ عبادت کے معنی نہایت ورجے کی تعظیم کرنا اور
 اگر عبادت کے معنی فقط رکوع سے رکوع کے سمجھیں
 تو ہندو بھی بتو کہ آگے سب کہیں اور سب پوجے
 ہیں سجدہ رکوع نہیں کرتے کہیں گال بجاتے کہیں
 پاجا جاتے ہیں کہیں گیت گاتے ہیں کہیں بھول
 یاں پتر ہاتے ہیں کہیں پنجاولی چرھانے ہیں کہیں

ہاتھ جو رہتے ہیں کہیں دندوث کرتے ہیں تو وہ
 بھی بت پرست نہوئے اور اگر وہ ان کاموں سے
 بت پرست ہیں تو تم پہلے بت پرست کہلاؤ گے چاہو
 خوش ہو جاؤ یا راض کیونکہ یہ سب باتیں تعزیر
 کے آگے بھی لو گب کرتے ہیں اور مسجد بھی کمرے
 ہیں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہی جس خیر صلاح
 احوال معلوم ہوا ﴿﴾ سلما تو ہوشیار رہنا اپنے کلمہ پر
 عمل کرنا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﴿﴾ اللہ کے سوا
 کوئی دوسرا معبود بندگی کے لائق نہیں ہی اور محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول برحق ہیں کلمہ طیب کنی برکت
 سے اسلام جاگا اور کفر نکل بھاگا اور اللہ تعالیٰ ہی
 بشارت چھیک ہوئی فرمایا اللہ صاحب نے پند رہیں
 سپارہ سورہ نبی اسرائیل میں وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ
 الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿﴾ اور کہہ تو آیا
 صبح یعنی دین اسلام اور قرآن آیا اور نکل بھاگا
 چھوٹھ یعنی شرک کفر اور شیطان نکل بھاگا
 بیشک چھوٹھ ہی نکل بھاگنے والا جس کے دلمین
 کلمہ ہمارے کے دل سے کفر نکل بھاگا اور جس ملک
 اور شہر اور گھر میں کلمہ طیب جاری ہو وہاں سے کفر

نکل بھاگلوں میں مکمل وہی ہے جسکے دل میں کلمہ ہا اور
 ایسی کو قرآن بھی قائم کرنا ہی جیسا کہ ایسی
 آیت کی اگلی آیت میں لکھا بیان ہے وَنَزَّلْنَا
 الْوَحْيَ الْاِنْشَاءَ وَرَحْمَةً لِلْعَوْنِ وَلَا يَزِيدُ الْاَلْمِ
 الْاَحْسَارَ اور ہم اُنارے پیش قرآن میں سے
 جس سے روگ چنگے ہوں اور مہر ہی ایمان والوں
 کو اور نہیں زیادہ کرنا ہی قرآن قائلوں پرے کافروں
 کو مگر نقصان یعنی قرآن کی ہر کثرت سے مومن کے
 دل کے زوگ یعنی شک اور شبہ اور بدن کے
 روگ بھی دفع ہوتے ہیں اور جسکے دل میں کلمہ
 ہا نہیں اُس کو قرآن کیا قائم کرے گا بلکہ قرآن
 کی حکم عید و کی کے سبب اور بھی سزا کے قائل
 ہو گا سو مومن تم اپنے دین پر ثابت رہو اور رکھنا کرو
 لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ محمد رسول اللّٰہ فصل یسری نماز کے خواہش
 دلانے کے بیان میں ﴿ جب مومن کلمہ طیب پر ثابت ہوا تو
 ضرور رہا کہ اللہ محبوب و برحق کی مددگی کرے کیونکہ بندگی بہ
 کرے گا تو مجاہد ہو گا کہ کلمہ کا مضمون اُسکے دل میں نہیں ہا
 اور اللہ کی عظمت اُسکے دل میں ابھی تک نہیں
 سمائی نہیں تو اُس کا حکم کیوں نہ مانتا اُسکے رسول نے تو صاف

[illegible]

کھڑی تھی اور بازار رکھتی ہی بیچائی کے کام سے جتنے
 اس کام سے جو عقل کے نزدیک بد ہی اور اس
 کام سے جو شرع کے نزدیک بد ہی یعنی ہمارے کا خواص ہی
 کہ بندے کو گناہ سے باز رکھتی ہی اس واسطے کہ ہمارے
 ہمیشہ ادا کرنے کے سبب سے اللہ کی پاؤ اور اسکا
 ثبوت ہمیشہ بندے کے دل میں لگا رہتا ہی ﴿روایت
 ہی کہ ایک جوان انصاری جماعت کی ہمارے ہمیشہ حضرت
 کے ساتھ رہتا تھا اور کسی وقت جماعت میں نہ یک
 کرتا تھا اور اس جوان سے کوئی گناہ مجھے نہ تھے
 جو گناہ نے حضرت سے اسکا حال عرض کیا تب
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہی کر آسکی
 ہمارے اسکو گناہ سے باز رکھے گی پھر تھوڑے دن
 کے بعد اپنے آسکو توبہ کی توفیق دی اور وہ
 جوان صحابیوں میں برازا ہوا ﴿اور حضرت نے فرمایا
 ہی کہ مسلمان اور کافر میں بھی فرق ہی کہ مسلمان ہمارے
 پر ہما ہی اور کافر میں شکوہ مصالیح میں کتاب
 الصلوٰۃ کی پہلی فصل میں جابر سے روایت ہی اُنھوں نے
 کہا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْيَتِيمِ وَالْيَتِيمِ
 وَالْكَافِرِ تَرْتِ الشُّلُوعُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

فلیہ وسلم نے درمیان بندے کے اور درمیان کفر کے
 جو نہ مقرر رہی کہ وہاں تک پہنچے تو کفر میں جا پڑے
 چھوڑ دینا نماز کا ہی یعنی بندے کے درمیان اور کفر
 کے درمیان نہیں نماز ایک ویواری سنی کھڑی ہوتی
 ہی کہ بندے کے پاس کفر کو آئے نہیں وہی پھر جب
 وہ ویواری گئی تب بندہ کفر میں پڑا اور ایسا کیا
 اس کو مسلم بنے اس حدیث میں تہی و ہمکنی
 ہی نماز چھوڑتے پڑا اور اس میں اشارہ ہی اس
 بات کا کہ نماز چھوڑنے سے نزدیک ہی کہ کافر ہو جاوے
 اصحاب ظواہر کے نزدیک نماز چھوڑنے والا کافر ہی
 مگر اس حدیث سے صاف کافر ہو جانا نہیں سمجھا جاتا
 کیونکہ نماز آتی ہی کہ کفر کو بندے تک آئے نہیں وہی
 توجہ آرا تھم گیا تو اب کوئی چیز کفر کی روکے
 والی نہ باقی رہی اس الگتا ہی کہ کفر آ جاوے باقی
 رہا یہ کہ اگر تک پہنچے چھوڑ دینے کے کہیں کہ کوئی
 شخص نماز کو چھوڑ دے کہ ہم سے کچھ کام نہیں نماز
 سے ہمنے اس کو چھوڑا تب شک کافر ہو گا ﴿ اللہ
 مسلمان کو نماز چھوڑنے سے محفوظ رکھے جو مسلمان
 ہو گا وہ نماز کو کب چھوڑے گا امام شافعی اور امام مالک

و اجنبہا اس کے نزدیک نماز چھو رہی ہو ایسے کا قتل
 واجب ہی اگرچہ وہ کافر نہیں ہو تا اور اگرچہ ایسا
 حنیفہ کے نزدیک اس کو مار پیٹ کرانا اور قید کرنا
 واجب ہی یہاں تک کہ نماز پڑھے اور نماز چھو تے سے
 یہاں بھی مطالبہ ہے کہ جھلا بٹکا قصداً قضا کرے اور
 اگر سو گیا یا بیہوش ہو یا ایسا کسی کافر نے قید کیا اور
 نماز سے منع کیا اس وقت سب سے نماز قضا ہوئی تو
 وہ اس وقت عید نہیں و اقل ہی بات جو لوگ
 ایسے ہیں کہ نماز نہیں پڑھتے اور جو کوئی ان سے کہتا ہے
 کہ نماز پڑھو تو کہتے ہیں کہ ہم سے نماز کہاں ہو سکتی ہے
 اب ہم پیٹ کی مرڈ و زنی کر رہے ہیں یا نماز پڑھیں یا بعضے
 پڑھیں اس طرح کے ہیں کہ ان سے جو کوئی کہے کہ نماز
 پڑھو تو کہتے ہیں کہ آہ صاحب اب ہم قبر میں ہاں تو
 کھائے بیٹھے ہیں کیا نماز پڑھیں گویا ان کا ارادہ بھی
 نہیں ہی نماز پڑھتے کا تو ایسے شخص کے کافر ہونے
 میں کیا خلاف نہیں بلکہ بھالی ایک بات برے کام
 کی ہی دل سے یاد کر لیا جائے وہ یہ ہے کہ جس کو
 ایسا دیکھو تو اسے اس کی حکمت اور ملامت
 سے کہو کہ نماز کا اقرار کرے یا تک نماز شروع ہے

گھروں میں بیٹلا بسطرح کہو کہ سبحان اللہ انکی کیا ستر ک
 شکل ہی ہے تو نمازی معلوم ہوتے ہیں اور چہرے پر
 توالی کے نور نمازی کا معلوم ہوتا ہی ہے نماز پڑھتے ہوئے
 یا شاید انکو کسی نے سکھایا نہ ہو گا خیر کیا ہوا اب
 سے پڑھتے ہیں گے مگر وہ شخص نماز پر مستعد ہو جاوے
 اور نماز کا اقرار کرے بھائی یہ مقام نازک ہی اسی
 حدت سے اُسکا انکار ظاہر نہ تھا اگر ہم نے سخت بات
 کہا اس سبب سے اُس نے انکار کیا تو بری قیامت
 ہی گویا ہم نے اُسکو کافر کیا اور اُسی طرح نصیحت
 کرنے کا حکم ہے قرآن میں ﴿فَمَا يَأْتِيهِ صَاحِبُ
 جُودِهِمْ سَبَّارٌ سَوَّاهٌ﴾ اَللّٰهُمَّ سَبِّحْ رَبَّكَ
 بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَخَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ ط
 بَلَا اپنے نزدیک کنی راہ پر پکی باتیں سمجھا کر یعنی ایسی
 باتیں کہ آدمی کے دل میں چبھ جاوے اور حق ثابت
 ہو جاوے اور شہرہ جاتاری اور نصیحت کر کے بھلی
 طرح یعنی سیکھی زبان سے نصیحت کر اور نجات کر اُن سے
 اور الزام دے اُنکو بسطرح بہتر ہو یعنی نرمی اور
 خوش خوئی کے ساتھ اور ایسی مثالیں دیکر کہ دل
 میں سما جاوے اور ایسی دلیلیں بیان کر کہ پھر

مقام بھی نہ پہنچو دیگر سی لوبی ہمارا اور اگر بیگے بدلے میں نہ ہو
 یہہ مراہی اور مالکل جو نہ پرہیگا اُس کا کیا حال ہوگا
 یا اور مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے بعد دوسری
 حدیث حدیث حدیث اس شقیق سے جو ناہیں پیش۔ اور
 حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت عثمان اور
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے انہوں نے حدیث
 یہی ہی روایت کیا ہے کہ حدیث حدیث حدیث حدیث
 مَا كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا
 مِنَ الْأَعْمَالِ تَرَكَهُ كَفَرٌ عَمِلَ الصَّلَاةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ كَتَبَهُ
 اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں اعتقاد
 کرتے کسی جبر کو عملوں میں سے کہ چھوڑا اُس کا
 کفر ہو سوائے نماز کے روایت کی اُسکو نہ مذی نے
 اور مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے بعد ابودہر روا
 ابوصحاب سے روایت کیا ہے کہ ابودہر روا نے کہا ابوصحابی
 يَخْلِفُنِي اِنْ لَمْ تَشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا وَاِنْ وُضِعَ وَحَرْفٌ وَلَا
 تَشْرِكْ صَلَوةً مَكْتُوبَةً مَتَعَمَلًا اَوْ مِنْ مَرَكَبًا مَعْمَلًا اَوْ
 تَرَكْتَ مِنْهُ اَلِئَامَةَ وَلَا تَشْرِبْ اَلْخَمْرَ فَانَهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ وَا
 اَنْ يَنْ مَآحَهُ وَصِيَّتُ كِي مَسْكَو مَسْرَعِ طَانِي دُوسْتِ بَعْنِ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک بکر تو اللہ کا

سستی چیز کو اگرچہ تھکے تھکے کہا جاوے اور چلائے
 جاوے اور سب چھوڑ دینا فرض کو جان بوجھ کے
 پھر جسے چھوڑا جائے کو جان بوجھ کے شک نکل
 گیا اس سے زہ اور فحل و پیمان مسلمان کا اور
 سب ہی شراب پھر محقق و کتنی ہی عاری بی بیوں
 اور برائیوں کی اس واسطے کہ برائی سے عقل منع
 کہتی ہی اور شراب عقل کو کھو دیتا ہی جب عقل
 گئے تب ہر ہدی کا دروازہ کھلا اس واسطے شراب کو
 ام النجاشی کہتے ہیں یعنی سناری برائیوں کی ما کہ سناری برائی
 ایسے پیدا ہوتی ہیں روایت کی اس حدیث کو ابن ماجہ نے
 تو اب جگہ دل میں کلمہ پڑھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کو اللہ کا رسول سمجھے گا تو شرک کیوں کہے گا اور نماز کیوں
 چھوڑے گا اور شراب کیوں پیوے گا بغرض جو کلمہ پڑھا تھا
 رکھنے کا وہ ساری حکم اللہ رسول کے قبول کرے گا اور
 ساری بے منہیات سے روک رہے گا مومن کلمہ پڑھتی ہے
 یعنی اگر کلمہ پڑا ایمان سے لائے تو قرآن حدیث کہاں پائے
 اور ہر بات بھی باتیں کہاں سے سنئے یہ کلمہ جو تمہارے
 نصیب ہوا نوٹ کر لےو اور کہا کرو لا الہ الا اللہ محمد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تھی اپنی سنت کے مذہب کے

حق الہوت اور مشیتوں کے بعد ہمت کے تابع ہونیکے
 بیان میں ﴿جب آدمی کلہ طیب ہے ایمان لایا ہے تو﴾
 حق امن داخل ہوتا تو آفت جانیہ کے مہم ہمت حق پرست
 وہ سب ایمان کے واسطے ہو جاتا ہے جتنا ہمت سے رہے گا
 حکم ہی ایک دین میں ہے اسلام پر اور دو طریقہ ہمت
 حق پر اور مذہب حق وہی ہے جو قرآن اور رسول
 اللہ صلی علیہ وسلم کے فرمان سے نکلے دین اسلام کو
 پہنچا دین محمدی جبریل علیہ السلام اور روح سے سنا کر
 رکوع وغیرہ کا حکم ہی اور مذہب حق جسے شراعت دین
 اسلام کہی دکھائی دے ﴿مذہب اسعین راہ اور طریقہ
 یعنی جس راہ اور طریقہ سے احکام اسلام کے
 بحال دین اسلام کے لئے آئے ہیں کہ مذہب حق
 مذہب شافعی مذہب مالکی مذہب حنبلی یعنی ابو حنیفہ
 اور شافعی اور مالکی اور احمد جہل رحیم اللہ علیہ اسلام
 کے احکام کو اپنے سن کر اپنے سے پایا اور روئے مذہب
 کہان سے ملے ہی قرآن و حدیث سے لایا گیا ہے
 جو مذہب قرآن و حدیث کے مخالف ہیں تو مذہب
 برائے ہیں اور انہیں چھوڑنے کے لئے جسے روئے
 سرسبز بنیے ہوئے ہے ان کے آپ دیکھا بلا اعتبار

لوگوں سے بنا کر دیکھو یہ براہ آگے جا کے قرآن
 حدیث سے ملی ہی تو اتنی براہ پڑ جائے گی اور جس
 براہ کو دیکھا کہ یہ قرآن حدیث سے نہیں ملی ہی تو
 اس براہ کو چھوڑا۔ اب واسطے جو لوگ کلمہ
 طیب پر ایمان لائے ہیں انھوں نے رافضیوں کے مذہب
 کو چھوڑا ہی کہ وہ مذہب قرآن حدیث سے نہیں
 ملتا بلکہ اسے ضائع کر دیا ہے اس بات کی تحقیق قدیم
 کتابوں میں بخوبی ہی ہو کوئی چاہے دیکھ لے اور اس
 زمانہ میں اسٹیمر یہ جو تصدیق ہی حضرت مولانا
 شاہ عبد الغنی رحمہ اللہ واپس لے کر اس نے حضرت
 مذہب حق دریافت کر لیا کہ کفایت ہی نہ کر سکتا تو کسی
 خوشی کے واسطے دو ایک بات مختصر بیان کرتے
 ہیں کیونکہ یہ زمانہ بحث کے واسطے نہیں لکھا فقط دو
 ایک بات مسلمانوں کی تسلی خاطر کے واسطے لکھ
 دیا۔ اب سنا چاہئے کہ اپنے مذہب کو تو کوئی برا کہنے کا نہیں
 ہمارے ضائع کی بات کہتے ہیں کہ مذہب برا وہی جو قرآن کے
 خلاف اور مذہب حق وہی جو قرآن کے موافق ہو اور قرآن
 کے لفظی ترجمہ سے حکام طلب ثابت ہو کیونکہ تفسیر
 ایک مذہب والے کی تو دوسرے مذہب والا قبول

کہ نیکانین اور ربا منی طرح حدیث نبوی ﷺ عرض و
 استسکی، تفسیر حدیث کا انکار کر دیا گیا ہو اس کی تو
 معاملہ فیصلہ ہو گا و شواہد ہو گا استیصال سے ہم کہتے
 ہیں کہ الحجة علیہ کہ کلام اللہ و لوقد ہنس و الیہ باستل
 موجود ہے اس میں کیا خلافت نہیں ہے اور ربا منی
 و سب حق کہتے ہیں جو حسن بات کا جھگڑا ہوا اس
 بات کو قرآن کی طرف رجوع کرو اور تفسیر و تکیو بالی
 و خانہ رکھ کے کلام اللہ کے لفظ سے بظاہر نکالو جس کے
 موافق قرآن ہو و حق پڑھے اور جس کے مخالف قرآن
 ہو وہ باطل ہے مگر بھائی قرآن کے لفظ کے ہوا و مری
 کتاب کا لفظ پوچھنے سے وہ بیکہ بہت ہے تو ترجمہ لفظی
 ہو اور کہیں و ایسے باطن میں نہ چھپاؤ اگر بہت لاچار
 ہونگے تو اپنے مذہب کی تفسیر تفسیر کی بات پسندیں گے
 اور تمہارے مذہب کی تفسیر تفسیر کی بات پسندیں گے
 سناؤ میں گے سو بھی ضرورت کے وقت نہ ملا بحث کے
 مقام میں کہیں گے جہاں موقع دیکھیں گے کہ قرآنی آیت
 حضرت صدیق یا حضرت علی کی شان میں ہے اس لئے
 دونوں مذہب کی تفسیر و الیہ متفق ہیں پس اس سے
 زیادہ پوچھنے سے وہ بیکہ اور نہ ہم پوچھیں گے اور جس کا

مذہب قرآن سے نہ لگے گا تو پھر کیا منہ دُن کی ہو تھی
 سے لگا دیا جو مذہب قرآن سے نہ لگے تو اُس مذہب
 سے باز آنا چاہیے اور اس میں شک نہیں کہ
 علم التفسیر برحق ہی اور حدیثوں میں بھی اُس کا اشارہ
 ہی تاکہ بعض آیت کی حو و حضرت نے تفسیر کی ہی
 حدیث کی کتابوں کو دیکھو تو معلوم ہو اور صحابہ نے
 بھی تفسیر کی ہی مگر یہ کہ تفسیر قرآن کے ساتھ
 ہمیں اُتری اس واسطے مخالفت کی روایت دونوں
 طرف سے قبول نہ ہوگی اس واسطے ضرور ہو کہ فقط
 آیت سے و لیل لاوین کہ کیکو انکار کی جگہ نہ باقی
 رہے اور انہیں روایت سے علم دین کے من ثابت
 ہیں قرآن حدیث فقہ دینوں برحق ہیں مگر اپنے
 مخالف مذہب کی حدیث فقہ کوئی قبول کر نیکا ہمیں ❀
 اب ایک مسئلہ بیان کرتے ہیں سو کہ اہل
 سنت ابو بکر صدیق کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا
 اصحاب اور رفیق اور خلیفہ جانتے ہیں اور مشیخہ
 اس کا انکار کرتے ہیں اور انکو بد کہتے ہیں تو اہل
 سنت کا قول قرآن سے ثابت ہی فرمایا اللہ صاحب
 یث و سونین است پارہ سورہ توبہ بین الا تنصرون

فَقَدْ نَعَرَ اللَّهُ إِذَا جَرَّجَهُ الَّذِينَ يَكْفُرُوا ثَانِيًا ثَانِيًا إِذْ هَمَّ
 فِي الْعَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَعِزَّنِ ابْنُ اللَّهِ مَعَنَا ۖ فَانْزِلْ
 اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُودِهِ لَمْ تَرَ وَمَا فِي وَحَلَّ كَلِمَةً
 الَّذِينَ يَكْفُرُوا السَّعْلَى ۖ وَكَلِمَةً إِلَهُ هِيَ الْعَلِيَّاتُ وَاللَّهُ
 عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی تو اُسکی
 مدد کی ہی اللہ ہے جس وقت اُسکو نکالا کروں گا
 دو جاں سے یعنی یشمیر اور ابوبکر کو جس پر وہ تو نہیں
 غار میں جس کو کھنگا یشمیر اپنے رفیق کو تو ہم نہ کھا
 اللہ ہمارے ساتھ ہی ۝ پھر اللہ نے اُناری اپنی طرف
 سے لے لیں اُسپر اور مدد کو اُسکی بھیجیں دے
 تو جس کہ تم نے نہیں دیکھا ہیں ۝ پھر بھیجے والی بات
 کافروں کی ۝ اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہی ۝ اور
 اللہ زبردست ہی حکمت والا ۝ تو اس میں حضرت
 صدیق کی بڑی تری ہزرگی نکلی کہ اللہ ہے یشمیر کے
 ساتھ ابوبکر کا ذکر فرمایا کہ دو جاں سے یشمیر کو
 نکالا تو وہاں دو جاں کون تھے سوائے یشمیر اور ابوبکر
 کے اور یشمیر سے جو اللہ کے واسطے تکلیف اُٹھایا
 اور غار میں گئے اور اُس تکلیف سے اللہ راضی
 ہوا اُسکی تکلیف اُٹھائے میں بھی ابوبکر شریک تھی

اور اللہ نے ابوبکر کو پیغمبر کا رفیق کر دیا تو جس کو اللہ
پیغمبر کا رفیق کہے اُسے دشمنی کرنا عین پیغمبر کی
دشمنی ہی ہے اب جو ابوبکر کی دشمنی قرآن میں ثابت
کر دو تو سمجھ نہیں تو تمہیں سہو تھا تو اللہ ہی نے کیا ہی
جب اس آیت کے خلاف تمہارا عقیدہ ہوا
اور آیت سے منکر ہوئے تو کلمہ طیب سے بھی منکر
ہوئے پہلے مسلمان ہو اور صدق دل سے کلمہ پڑھو
تب تم سے دوسری بات کہیں اور اس بات کا
انکار شیعہ بھی نہیں کر سکتے کہ ابوبکر صدیق غار میں
تھے انکی فیسردن میں بھی لکھا ہی کہ غار میں رفیق
پیغمبر کے ابوبکر تھے اور اُس غار کی رفاقت جو
صدق نے صدق دل سے کی وہ ایک مقبول اور
مشہور ہی کہ لوگ بڑے سچے پار کو بولتے ہیں کہ
فلانا فلانا کا مار غار ہی یہ لفظ بفاق کی دوسری پر
کوئی نہیں بولتا شیعہ نہ کسی یہہ اُنکے اعتقادی
مسئلوں میں سے ایک مسئلہ بیان کیا اور اُس
مسئلہ کا خلاف قرآن کے ہونا ثابت کیا اب ایک
مسئلہ انکی فقہ کا بھی بیان کرتے ہیں اور اُس
مسئلہ کا مخالف قرآن کے ہونا ثابت کرتے ہیں وہ

بعد میں بھی کہ مشیہ لوگ منہ کرنا عہدہ توں سے
 درست طاعت ہیں اور منہ اس طرح ہر کرنے ہیں کہ
 پتھر کو ادا عورت کو کچھ مال دیکے ایک مدت بعد وقت
 بار و زمرہ رک کے واسطے راضی کرتے ہیں اور
 یہ مسئلہ قرآن سے ہر اس خلاف میں فرمایا ابد مہم
 ہے اتھارہویں مبارک سورہ مومنوں میں قَدْ أَفْلَحَ
 الْمُؤْمِنُونَ اَلَّذِينَ كَانَتْ حُلُمٌ لِّهِمْ اَمْرًا
 وَاللَّيَالِیُّ مَحْمُودٌ صَلَوَاتُہُمْ حَاشِعُونَ اَلَّذِیْنَ
 لَمْ یَسْئَلُوا عَمَّا لَیْسَ بِہُمْ شَیْءٌ اَوْ رَجُوْا
 عَمَّا یَسْتَبِیْہِمْ اَمْرًا وَاللَّیَالِیُّ مَحْمُودٌ لِّمَنْ
 اَوْ رَجُوْا کَوْنٌ لِّہُمْ اَمْرًا وَاللَّیَالِیُّ مَحْمُودٌ لِّمَنْ
 حَافِلُوْنَ اَلَّذِیْنَ اَرَادُوْا حِمْمًا اَوْ مَمْلُکًا اَسْمَیْنِمْ
 عَمْرًا مَحْمُودٌ لِّہُمْ اَمْرًا وَاللَّیَالِیُّ مَحْمُودٌ لِّہُمْ
 رُکْنِے ہیں مگر اپنے حواریوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر
 ہو اُن پر ہر اہل حق و راستی و راءد لَکَ مَا وَلَیْکَ
 ہُمْ اَلْعَاقِبَةُ وَنَظَرُوْا کَوْنِیْ رُکْنِے ہے اُس کے سوائے سو
 کوئی نہیں خدا سے ہر حق و راستی و راءد لَکَ مَا وَلَیْکَ
 صاف معلوم ہوا کہ کوئی سوائے اہل زوجہ اور لونڈی
 شرعی کے اور نہایت بیادح شہوت نکالے گا و خدا سے

تہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ خلاص ہو گا بلکہ جہنم میں پڑے گا
 فقط ترجمہ سے یہ بات صاف ظاہر ہے اور اس پر تعالیٰ
 نے سوائے زوجہ اور لونڈی کے تیسری عورت کا
 بیان نہیں فرمایا بلکہ اسٹی وہ نو بہر جسے کیا ہے
 ماندھ دیا اور اسی دونوں پر خم کیا سو اب تیسری
 قسم جو ہوگی تو وہ حرام ہوگی اور عورت بہتہ کی
 نہ زوجہ ہی نہ لونڈی تیسری قسم ہی دویشک
 حرام ہوئی جب پہلے ترجمہ سے متعہ کا حرام ہونا ثابت
 کر کے تو اب تفسیر کرنا ضروری ہے نہ اس سو اسطے
 تفسیر کر دینے ہیں کہ متعہ لوگ باواؤ کے ہکا نیکو
 تھا یہ کچھ تفسیر رکالین تو پھر حرام و ہا پرانے دو اب
 ایک بار گئی اس سے بھی فراغت ہو رہی ہے اور تفسیر
 ایسی کہ نہیں گے کہ کچھ عذر کی حکمہ باقی رہے بلکہ
 وہی تفسیر کہ ہیں گے جو لفظ سے صاف بوجھی جاویگی
 اب تفسیر میں اور خوش ہو کے کہو کہ حق
 آیا اور باطل بالکل بھاگا اللہ صاحب نے فرمایا (وَالَّذِينَ
 هُمْ لِفُرُجِهِمْ حَاٰقِلُونَ ہُوئے وے لوگ جو اپنے
 پیرنگا ہون کو شہوت کی جاہوں کو (حَاٰقِلُونَ) ہکا
 دھتے ہیں کہ کسٹی کی نظر اُس پر نہ پڑے ہاؤے

یا کہنسی کا بدن اُس پر نہ پہنچے یاوسے (اَلَا تَعْلَمُ اَزْوَاجِهِمْ)۔
 مگر اپنے خور و ران پر جفتوں پر * بقیے اُن سے اپنے ہر گاہ
 کا لگا کر کہنا ضرور نہیں اُن سے فراغت سے جماع کریں *
 زوجہ لغت میں جفت کو کہتے ہیں ہندی اُس کی جو ران
 تو چونکہ کار و بار گھر کا بغیر عورت مرد کی موافقت اور
 اُن کے ہمارے کے ور سیت نہیں ہوتا بلکہ ہوا سے عورت
 کو مرد کا جو ران اور مرد کو عورت کا جو ران کہتے ہیں
 جس طرح جو ران اور رانے کا جو ران یا پادش کا کہ ایک سے کام
 نہیں لگتا جب تک دو نہ آئیں اور عورت مرد کے جو ران
 ہوتے ہیں کئی شرط ہیں جب تک وہ شرط نہ ہو عورت
 مرد جو ران نہ کہنا ورنہ پہلی شرط یہ کہ اُس عورت
 اور مرد میں ایک خصوصیت ہو یعنی جو اُس عورت
 مرد میں ملائم ہو وہ دوسری عورت سے نہ ہو اور وہ
 ملائم بغیر ایجاب و قول شرعی کے جس کو عقد نکاح کہتے
 ہیں حاصل نہیں ہوتا دوسری شرط یہ کہ وہ خصوصیت اور
 ملائم خانہ دار تہی اور گھر کئی گز ران اور کار و بار کے
 واسطے ہو نہ کہ وہ ملائم فقط شہوت دفع کرنے کے
 لئے ہو کیونکہ جب تک کہ گھر کے خارجے کار و بار میں
 نہ لگتے نہ ہو گی شب تک وہ نوب کا نفع اور ضرر شامل

ہو گا تو اس شخص کو ریت میں جھٹھکا دینے کے
 لئے جانے لگے اسے یوں اس طرحی اور سب سے
 عورت کو جھٹھکا نہیں کہتے کیونکہ ان عورتوں سے
 فقط شہوات دفع کر لینا کافی ہے تاہی یہ سب سے سخت
 نہ کہ اس عورت سے نہ انسان اور اولاد کا لینا ممکن ہو
 یعنی اسے جو اولاد ہو وہ اس کی پھر سے کشتی
 و عمر کے کا حق اس عورت میں نہ لگا ہو تو اس سے
 عورت میں جو کوئی شخص کسی مرد کو اپنی لونچہائی
 سے جماع کر لینی پروانگی دے تو وہ عورت جھٹھکا
 دینے کہا دینگی جو تھے یہ کہ اس عورت سے ملاؤ میں اس
 نکاح کے علاوہ اور نہ بہت سے کوئی سو و نہ لازم
 زیادہ مضبوط ہو اسے یوں اس طرحی اور سب سے
 کو جھٹھکا مرد کی نہیں کہہ سکتے تو اس سے ان اس سے
 تقریروں سے معلوم ہوا کہ عورت سے جھٹھکا
 نہیں بھی اسے یوں اس طرحی جھٹھکا کی مدت میں اگر عورت
 مرد خاوند تو مرد اس کا وارث نہیں ہوتا اور نہ مرد خاوند
 تو عورت اس کی وارث نہیں ہوتی شیعوں کے نزدیک *
 یہ معلوم ہوا کہ شیعوں کے نزدیک بھی عورت مرد
 کی جھٹھکا نہیں بھی اور ازواج میں نہیں تو اہل ہی اگر ازواج

میں داخل ہوئی تو البتہ اُسکے لئے شیعہ لوگیت سب سے اشد اجماع
 کرتے کیونکہ ازواج کئی سب سے اشد اجماع ہے قبر آن سے ثابت
 ہے اور مذکور ایک اور دلیل اشد اجماع ہے عورت کا
 داخل حجب ہوتا ہی تا اور نہ اس شخص کے زنت کو گھر کے
 کام و بار میں کچھ داخل ہوتا اور نہ وہ عورت مراد کے
 فی شخص کے میں سے ایک ہوتی اور اس شخص کے زنت کے
 سے اس کے جو اس میں سے کوئی نکلتا ہوتی ہی اس کی
 کا قطعاً ممکن نہیں اور نہ اس کے زنت کے زنت کے
 صحاح و خطوط ہو سکتی ہی صحیح نہیں کہ اس کے منکر مانت
 سے اس کا نکاح ہو جاوے کیونکہ اس سے کئی حد تک گھٹا رہے
 بعد از انوار آئین میں لکھی ہوئے ہیں یہ بات
 جلی تائی و ما چھو بہا امتیاز کیو اس کے اور مشر ہی عورت
 جلی تائی اور وہ وہ ملنے کے مرد سے ہی لکھی اگر سب سے کئی
 حد تک میں اس سے عورت کے اس کے اس سے مرد سے حد تک
 رہا ہو گا اور کوئی نہ کا یہاں ہو گا تو یہ وہ لڑکا ایسے باب کو
 پہچان سکتا ہی اور نہ باب اس میں اس کے کا اور
 نہ وہ لڑکا باب تک پہنچ سکتا کہ حق اور زنت ہی کا اس سے
 طلب کرے اور نہ باب اس میں لڑکے کو ہاں سکتا
 کہ حق پڑا ہی ادا کرتے اور نہ بہت کرتے اور نہ جب

تو دکر کا پہچان نہ پڑا تو باپ کے رشتہ و آرزوں میں
 سے جو اُس پر حرام ہیں اور جن پر و ذرا م ہی نہ
 پھٹی نہ معلوم ہو گا تو آپس میں محارم کے ساتھ نکاح
 ممکن ہو اور کہتا بکر بنا پڑا ہے یہ نہ در ہی کہ کہیں
 بہتہ کا جانیٹا اپنے باپ کی بیٹی سے نکاح یا بہتہ نہ کر لے
 اور بہتہ کی جی بیٹی ہو تو کہیں اُس کا چچا یا بھائی نکاح
 یا بہتہ نہ کر لے نہیں تو پکارا ہے شیون کے گھر میں یہ بی
 کھل بھل پڑے اور زبیراقت میں داغ لگے بھائی
 بیٹہ ہو ناپیری مشکل ہی یہ بہتہ فحش کی
 برزداشت ہو سکتی ہی یہ بہتہ سب ہو چھ شیعون
 ہی سے اُتھتہ سکتا ہی تب تو اسل امانت مرحومہ محمد یہ پڑ
 ایدہ نے یہ ہو چھ نہیں رکھا علیٰ ہذا التقیاتین اس
 صورت میں نام و سبزی قیرا بہت و اسلے سے بھٹی یہی
 بہتہ ہی اور اولاد کے نکاح دلائے میں کہنو غیر کہنو
 کا نکاح نہ کرنا بھی بہتہ ہو اور لوگوں میں نیز اس کا
 افسوس کرنا بھی مطابق موقوف ہوا کیونکہ مستندہ سراج و ن
 کے و رہے تمام عالم میں پھیل گئے اس طرح معاوم
 کریں کہ اُس کے کہنے و رہے ہیں اور اُن کا کیا نام ہی اور
 کہان کہان اُن کا مکان ہی تاکہ ہر ایک کئی شیر اسے اُس کے

بائیس پہنچاؤ میں منہ کیا ہوئی ہر ایک بھیرا ہوا ۱۱ بھر
 اور دوسرے احکام زوجیت کے مثل عدت اور طلاق
 اور زاپلاء اور لعان اور ظہار اور شب بائیں کی
 و ماہی وغیرہ شیعوں کے اعتقاد بموجب بھی منہ
 ہوا ۱۲ عورت کے ساتھ نہیں جاری ہیں تو جب
 زوجیت کے سارے احکام منہ والی عورت پر جاری
 نہیں کرتے تو یہاں ظاہر ہوا کہ منہ والی عورت
 زوجہ نہیں ہے اور جب زوجہ نہ ہوئی تو حرام ہوئی ۱۳
 اب یہاں منہ کے طلال جاننے والوں نے اپنی گاہست
 خرچ کر کے کچھ جواب لکھا ہے اسکو ذرا سنو
 ان سب بھونے لکھا ہے کہ سب احکام کچھ زوجیت
 کے واسطے ضرور نہیں ہیں کہ ان کے نہ پائے جاتے
 منہ والی عورت کو زوجیت سے نکالے ہو کیونکہ
 جو راک اور پوشاک نکاحی جو روکا بھی اگر وہ اپنے
 شوہر کی تکمیل کرے اور اپنے شوہر کے گھر سے نکلے
 دوسرے کے گھر میں رہے ہو تو پتہ ہو جاتا ہے اور
 عورت نکاحی جیسے اپنے شوہر کو قتل کیا ہے اسکو بھی
 میراث نہیں پہنچتی اور ہونیکا نکاحی عورت کسی کی
 لونڈی یا مرغی مذہب ہی اسکو بھی میراث نہیں

پہنچتی اور جو کسی کی لونڈی سے نکاح کرے تو اُس
 لونڈی اور شوہر میں لگان بھی نہیں ہوتا اور شب
 باشی کی باری بھی پھر میں موقوف ہوتی ہی یہ
 شیعوں نے جواب دیا ❀ تو اب اُنکے جواب کو
 ہم رد کرتے ہیں ❀ چنانچہ میان شیعہ یہ جواب تو بہت
 نامعقول اور نہایت بوج ہوا اس واسطے کہ بے سب
 احکام جو نکاحی عورت سے موقوف ہوئے تو وہ ہرے
 شیعوں سے جو اُس میں اوپر سے آگے نکلے اصل
 نکاح کے سبب سے بے سب احکام موقوف ہوئے جیسا
 کہ کتاب میں ہے کہ اُسکے اصل ہی سے بغیر کسی
 دوسرے سبب کے بے سب احکام موقوف ہیں
 کیونکہ نکاحی عورت سے جب وہ سب اوپری سبب
 نکل جاویں گے تب پھر وہ سب احکام اُس پر جاری ہونگے
 مثلاً عورت ناسرہ یعنی شوہر کی ماتحتی کر نیوالی جب
 پھر اپنے شوہر کے گھر میں آوے گی تب پھر خوراک
 پوشاک کی مستحق ہوگی اور اگر لونڈی آزاد ہو گئی
 یا کافر عورت مسلمان ہو گئی تب میراث کی مستحق
 ہوگی اور اگر مرد سہرے پھر آویگا تب عورت
 اپنی شب باشی کی باری طلب کرے گی تو عقدہ نکاح

کا اصل میں اُن سب احکام کو نہیں منع کرنا بلکہ دوسرے
 سب اوپر ہی اُن سب احکام کو منع کرتے ہیں
 مخالف منع کے برخلاف خود اصل ہی سے اُن سب احکام
 کو منع کرتی ہیں بعینہ کسی دوسرے سب کے مثلاً
 پانی کی اصل طبیعت بھی جاری ہونا اور پتھر کی اصل
 طبیعت بھی جمنا تو اگر کوئی اپنی حماقت سے کہے لگے
 کہ پتھر بھی پانی کے قسم سے ہے سو اسطے کہ پانی میں
 پرست کے دیوں میں جم جاتا ہے یا کہنے لگے کہ پانی میں
 پتھر کے قسم سے ہے سو اسطے کہ پتھر بھی پانی
 میں ڈالنے سے پانی ہو جاتا ہے تو کوئی عقلمند اُس کے
 اس مذبذب اور سیہوہ کوئی کونہ قبول کریگا اور
 منع کے حرام ہو چکی ہیں واپس نہ ہی مضبوطی کے لئے
 تعالیٰ نے نکاحی رواج کو چار عدد پر منحصر اور ختم
 فرمایا ہے جیسا کہ سورہ نساء کے اول میں وہ آیت
 موجود ہے تو اگر منع والی عورت رواج میں داخل
 ہوتی تو اُن میں چار میں ہوتی مثلاً دو نکاحی ہوتیں وہ منع
 والی یا تین نکاحی ایک منع والی حالانکہ منع کے جلال
 چاندی والے دس دس عورت سے ایک رات
 میں منع کرتا دوسرے کہتے ہیں اور باوجود چار عورتوں

نکاحی کے پانچویں سے متعہ کرنا درست جانتے ہیں تو
معاوم ہو اگر اُنکے نزدیک بھی متعہ والی زوجہ نہیں
ہی تب تو چار کے سوائے دوسری عورتوں سے متعہ
تجویز کرتے ہیں اور ظالمکہ وہ لوگ بھی چار عورت

نکاحی کے موجود ہوتے پانچویں سے نکاح و رشتہ نہیں
جانتے تو صاف معاوم ہو اگر اُنکی کتاب سے بھی متعہ
والی زوجہ نہیں ہی تو جب زوجہ نہ ہوئی تو حرام ہوئی
اور شرع شریف میں مقہور ہی کہ جب کسی شخص
نے اپنی نکاحی عورت سے جماع کیا تب وہ شخص
محض کہہا یا پھر اب محض ہو نیکی بعد اگر زنا کر یگا تو
اُس کو مائیسار کرین گے اور اگر محض ہونے کے
قبل یعنی نکاحی عورت سے جماع کرنے کے قبل جو زنا
کر یگا تو سو کو رے مارا جاویگا ❀ اور متعہ کے حلال جاننے والے
خود کہتے ہیں کہ متعہ والی عورت سے جماع کرنے سے
محض نہیں ہوتا تو کسی صورت سے متعہ والی زوجہ
میں نہیں داخل ہی خود شیعوں کے قول سے تو
یشک متعہ حرام ہی (اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ) یا وہ چیز
کہ مالک ہوئے ہیں ہاتھ اُنکے اور وہ چیز کیا ہی کہ نوذیو نکاح
محل مخصوص ❀ البتہ تعالیٰ نے لفظ کافر مانا اور جامعے چیز

کے ہیں تو اسے کیا جائے۔ نکلا کر لوٹنے کے بدن میں
 جس چیز کے مالک ہیں اور وہ چیز وہی ہے جو تحم
 ہونے کے قابل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ
 میں جوہر ہون کو مرد کو کہتی فرمایا ہے کیونکہ مرد اُس میں
 اپنا تحم ہوتا ہے اور وہ اُس تحم کو اُگاتی ہے تو وہ سراسر مکان
 جو نجاست کا ہے وہ کھیتی نہیں ہے کیونکہ اُسے تحم نہیں
 اُگاتا تو اُس سے جماع حرام ہے کیونکہ اُس کا
 مالک ہمارا ہے نہیں فرمایا اور غلام کے وہ چیز نہیں ہے مگر
 لوٹنے کے وہ ہوتا ہے جو چیز تحم ہونے اور نسل لینے
 کے قابل ہے وہ حلال اور جو کھیتی کے لائق نہیں اور
 یہاں جس سے وہ حرام اور لغت میں مالک ہمیں
 کے یہ ہے یعنی ہیں کہ اُس کی ذایت اور کردن کا مالک
 ہو یعنی اُس کا بار بدن سے قدم تک اُس کا مال ہو
 اسے اس سے اُس کو بیسج ہوتا ہے اور جو وہ کو
 نہیں بیسج ہوتا اور عاریت یعنی منگنی کنی چیز کو لغت
 میں مالک ہمیں نہیں کہتے ہیں اس سے اس سے جو کوئی شخص
 اپنی لوہائی کو جماع کرنے کے لئے کسی ذریعہ کو عاریت
 دے دے تو وہ حلال نہیں ہے کیونکہ اُس میں مالک ہمیں نہیں
 ثابت ہے ﴿تو خلاصہ یہ ہے کہ مرد کو اپنی حاجت رفع کرنے

کے لئے دو قسم کی عورت حلال ہیں ایک زونا جو
دوسری مالک یمین کی عورت یعنی لونڈی تو جو لوگ
ان دونوں قسم کی عورت سے جماع کریں (فَانَهُمْ
غَيْرُ مَلُومِينَ) سو وہ لوگ نہیں ہیں ملامت کئے گئے
اور اس پر کچھ الام شائین (فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ
فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ) پھر جو کدئی و ہونڈھے سوانے
اس دو قسم یعنی زونا اور لونڈی کے سوا وہی
ہیں حد سے برے ہونے والے کہ اللہ کے باندھے حد سے برے
گئے یعنی آیت لوگ خلاص نہ ہونگے * اب اس مقام
میں ایک بڑا فائدہ لکھتے ہیں اس کو یاد کر لینا چاہیے
وہ یہ ہے کہ شہوت جماع کی جو ہی اس کے وقوع کرتے
کی کسی طرح ہی سو مشروع شریف میں وہ سب طرح حرام ہی
ہوئے ہستی و طرح کے جس کو اللہ نے حلال فرمایا
یعنی زونا اور لونڈی کے سوا وہی شہوت حلال نہیں
اور چونکہ سب طرح حرام ہیں وہ ہے ہیں ایک لواظت
یعنی جماع کرنا محل نجاست میں خواہ وہ محل نجاست مرد کا
ہو خواہ عورت کا خواہ اپنی نکاحی عورت اور لونڈی
ہو خواہ ناجنبی مرد و خدیجہ زن سوا جہ جس کو ہندسی نہیں
خرچی کی جو رجب کہتے ہیں تیسرے دن متصافہ

جسکو ہندی نہیں خانگی غوربت اور یارہی اوڑو و سہی
 اور آشتائی و المی عورت کہتے ہیں کہ وہ بغیر
 اجرت کے محض یاری آشتائی ہے یہ نہرا کام کروانی
 بھی جوتھے زن مکرہ ہے یعنی جس عورت سے زبردستی
 ہوتا ہر اکام کرین پانچویں زن منع کہ آٹھ ایک مدت
 اور اجرت متبر رہ کر کے یہ بہرا کام کرین ^{بہرا} ^{بہرا}
 عاریت کی اوڑدی کہ اس کے مالک سے اسکو
 اسنیں بدے کام کے واسطے مانگ لین سادہین
 زن صاحبہ کہ لواطت کے آتے ہی یعنی عورت سے
 عورت شہوت رانی کرے اچھوین اسنی نکالنا تھ
 سے جسکو چلق کہتے ہیں نوین نکاح کہ نہ محارم سے یعنی
 جن عورتوں سے اسنے نکاح کرنا حرام فرمایا ہے
 خواہ وہ محارم بہت بوالی ہو مثل ما اور بہن اور
 بھئی اور خالہ اور بہن بھئی اور بھائی و غیرہ کے
 خواہ وہ محارم سدران کے ناپے واپی ہو مثل
 ہاسیں اور جدو کے نکاح میں ہو جوڑو ناپے ہونے
 حورو کی بہن اور بھئی اور خالہ و غیرہ خواہ وہ محارم
 رضاعی ہونے و جدو کے ناپے کی مثل دو و بھہ پانچوالی
 ما اور اس کی جڑ اور شاخ و بہنیں وہ عورتیں کہ

و دوسرے شخص کے نکاح میں ہی کہ اسے نکاح بھی
 درست نہیں ہی کیا روہین زن مشترکہ کہ کسی آدمی
 شریک ہو کے اسے نکاح کریں باروہین فاحشہ عورت
 کہ اسے نکاح درست نہیں تو اسے سب قسم
 ماوراء ذلک کے لفظ سے حرام مطہر ہیں غرض
 سوائے اپنی زوجہ اور لونڈی کے بظاہر شہوت
 رانی کر جگاسب حرام اور موجب جہنم کی ہونگی
 الحمد للہ کہ قرآن سے مہذب باطل ہو احق آیا اور باطل
 توکل بھاگا موسون ہم اپنے گمہ پر ثابت رہو اور اللہ کا
 رسول جو کتاب لایا ہی اس پر عین گرو اور صدق
 دل سے پڑھ کر ولا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایک
 لکھ لکھ ہیں وہ بھی برے کام گاہی وہ یہ ہی کہ شیعہ
 لرگ جاہلون اور نادان کو اپنے مذہب باطل
 میں لانے کیواسطے بعض بعض مثالیں اور قصے کہانی
 اپنی عقل کے زور سے بنا چنا کے سناتے ہیں اور
 ان قصوں میں ایسی بات بتالیں ہیں کہ نادان
 لوگ گمہرا جاتے ہیں اور اپنے مذہب کی برائی کہ
 قرآن سے انکا مذہب صاف باطل ہی اور اسکی
 روایات سمورہ کی طرح ہر جگہ دی ہی جو میں ہوگا

وہ آئینہ ہی ہے سورج جاوے گا اُس کو چھپائے ہیں سورہم
 بھی اُن کے مذہب کے رد کرتے کے واسطے کچھ عقلی
 و دلیل بھی بیان کرتے ہیں کہ اُن سے ہر پر خدا و ان پر خدا
 اُن کے مذہب کی برائی دریافت کر لگا اور اس کے فضل
 سے ہمارے عقلی و دلیل بھی ایسی ہی کہ اُنہی اعلیٰ
 شراہت اور دو قابازی کو جس سے کھو دیا ویلی
 بانک حقیقت میں ہمارے ہی مذہب عقلی و دلیل بھی حدیث
 قرآن سے لکھی بھی جو کوئی خود کر لگا بوصاف پہچان
 جاوے گا پہلی دلیل یہ ہے کہ اہل دینس و بن محمد لگا
 کہ سغیرہ اور عرب سورہ ہی کہ دین و مان ہی سے لگا
 اور حضرت نے جو شجر ہی دی ہے کہ میرا دین قیامت
 کہتے کہ مذہب میں بانک سارے ہمارے ہیں ذہنیگا اور
 شیعہ کسی شے جانتے ہیں کہ دین محمدی کافی پس
 کہ مذہب ہی اس میں لکھو شہد نہیں اور ہر چیز کو
 اُس کے دینس والے خوب پہچانتے ہیں اور وہ جو
 اپنے دینس میں بہت ہوئی ہے وہ دینس میں وہاں
 ہی سے جالی ہی نو اب دین محمدی کو چسما کے مذہب
 والے پہچان گئے وہاں دینس والے گاہی کو
 پہچان گئے اور پہچان میں گئے تو وہاں ہی کے لوگوں

سے اُسکی پہچان سیکھ کے اور دین محمدی جیسا
 کہ مکے مدینے میں ہو گا ویسا اور دین میں کاہی کو ہو گا اور
 آیا ہو گا تو وہاں ہی ہے آیا ہو گا ﴿ تواب خودین کے مدینے میں
 ہی یا اسی طرح کا اور دین میں ہی وہی دین اصلی ہی
 اور جو اُسکے خلاف ہی وہ بیچ کا بنا یا ہوا اور نقی ہی
 تو الحمد للہ کہ مکے مدینے میں مذہب اہل سنت و جماعت کا ہی
 جو کوئی چاہے حقیق کر لے اور رہزاروں آدمی سے لے سکی
 گواہی لے لے جو جب متبع مذہب دین کے دین
 میں ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ مذہب بے اصل ہی اور
 مذہب سنت و جماعت کا حق ﴿ سچ ہی جہان خود
 کہ موجود ہی اور پیغمبر علیہ السلام خود آرام
 فرماتے ہیں وہاں کیوں نہ دین قیامت تک رہے جو ماثیر
 اور برکت کم حریفہ اور حضرت کے بدن تبارک
 میں ہی اُسکو کہا ہو جھٹا ہے یہ برکت اور ماثیر ظاہر
 میں ہی دیکھے ہیں کہ وہاں دین حق اب تک موجود
 ہی اور قیامت تک رہے گا اور دوسری دلیل یہ
 کہ بری عبادت صحیح ہی اُس عبادت ادا کروائے
 کی خدمت اللہ تعالیٰ نے کہ وہاں کو دی ہی اور
 وہ سب اپنے مذہب اور دین کے موافق لوگوں سے

صبح کے ارکان ادا کروا آتے ہیں بعد از غسل کب طہر
 قبول کرنے کو ایسی عبادت پر رکت کے ادا کروا آتے
 لکوا اللہ تعالیٰ بیدیتوں اور بندہ ہوں ان کے ماتھے میں
 دس پر دس کرے انور لاکھوں حاجیوں کی عبادت کو بید
 گناہ اور نقصان کے ایسی عبادت سے خراش کر دیا گیا ہے
 اور رکت کی خدمت اور بیکرانی کے واسطے یہ بیون
 لکوا اللہ تعالیٰ کیا اللہ کو خدمت میں کرید بیون ہو
 دکان کے وہاں دیند آرون کو بتاوتے اللہ تعالیٰ کی
 عبادت کی تو کتب پر ایسی ہی کہ آیت لکوا اللہ تعالیٰ
 کرید جو کفار آتے تھے تو ان کو بیون سے ہلاک
 کروا دیا اب کیا قصور ہو اگر کہہ کو ایہ بیون کے ساتھ
 میں شوبہا معاد اللہ آیت اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ
 بیکرانی دلیل بہتہ کو اگر کہہ بیون کے ساتھ دیند اور
 اللہ کی مرضی موافق ہوتے تو ان میں اپنے محبوب کو
 کیون رکھا اپنے بیٹے کو کوئی بدون کی صحبت میں نہ تھے گا
 اور اواد انہیں ہوتا سو جسا کہ باپ اپنے بیٹے کو پیار کرنا
 میں آتے کر ورون ورجہ برہہ کے اللہ اپنے رسول
 محبوب کو پیار کرتا ہی تو لا کر بدون کی صحبت میں
 کیون رکھا اور ان کی مصاحبت کے واسطے یہ بیون

اور زندہ رہے ہوں کہ کیوں ہلاک نہ کرنا اور اپنے رسول
 کو جو اور مراد و شکی طرح نہیں بلکہ خود زندہ رہنے کا
 حکم رکھتے ہیں کیوں کہ وہ سب کو خدا کے لئے لوگوں کو
 وقت آگئی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بقدرت نہ کسی
 طرح کے خلاف نہ مازدا و ان کے لئے اور نہ کسی حرم شریف
 میں بیٹھنے کے لئے تو یہاں کے خلاف بھی نہیں ہر دہائی
 مسلمانوں نے یہ کیا ہے؟ عقیدہ ہے ہر ایک حق یوں ہی کہ لوگ
 ایسے ہی دیکھتے اور ان کے ساتھ ساتھ نبی اور اس
 کی مرضی موافق ہیں کہ اس کے لئے زمینیں دینے اور قبول
 مقبول کو رکھا ہے جو زمین اور زمینوں کے لوگ
 کا ہی وہی حق ہی قبرستان انسان رسول کے اور قبرستان
 کے لئے نامہ اور یہ غرض کہ حدیث والے دین حق پر ہیں اگرچہ
 بشریت کے سب کوئی بدعت گناہ ان سے ہو جاوے
 نہ کیونکہ جو حضور کی زندگی میں آیا ہو جاتا تھا کہ
 مسلمانوں سے گناہ ہو پڑے تھے تو اسے کچھ آحضرت کو
 رکھ نہ پڑتا تھا تاکہ ان پر رحم فرمائے اور ان کے حق میں
 استغفار کرتے اور ان کے لئے استغفار کرتے رہتے تھے
 جس کو کہہ گویا کارِ غوثی ہو وہاں ہاتھ کو انصاف
 سے سونچے اور یہ بات کسی بھی حکم کے لئے اور اپنے باپ

رواؤں کی اس سہم راہ پر حال پر نیا کر کے تو انیسار اہل
تعالیٰ ہی باتیں رائے کو کام آویں گی کوئی کشتی کی خبر
میں سوئے گا نہیں یا ورنہ کوئی کسی کے بدلے عذاب آجھانیکا
آپنا لیکھا اپنے بڑا تھ لالہ الہ اللہ محمد رسول اللہ فصل

پانچویں اہل شائستہ کے چاروں مذہب کے برحق ہوئی کے سان
ہیں اور اس فصل میں چار مذہب ہیں یہاں

ہیں سان میں چار و اما یوں ہے کہ مذہب ہیں جو اختلاف

ہو انہیں راہ اور رسول کی خوشی اُنسی ہیں تھی اور

چار و اما یوں سے چیکے طریقہ کو کوئی اختیار کر لگاؤ

اللہ کی راہ پاویں اب سنا چاہئے کہ طریقہ اما یوں کا

حقیقت میں طریقہ صحابہ کا ہی کچھ اما یوں کے اپنے گھر سے کوئی

طریقہ نہیں نکالا پاک حقیقت یہ ہے کہ جس امام کو جس

اصحاب کی روایت کی حدیث پہنچی اُسے اُس حدیث

پر عمل کیا اور اُسے اُس اصحاب کی پیروی

کر کے اللہ کی راہ پائی اور اس بات کی اجازت

خود اللہ اور اللہ کے رسول نے دی ہے جیسا کہ

میں کو ہوا صحابہ میں یا باقی صحابہ کی پیروی

فصل میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے قَالَ مَعْتَرَسُوْا اِلٰہَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

يَقُولُ سَأَلْتُ رَبِّي عَنْ اخْتِلَافِ اصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَأَوْحَى
 إِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اصْحَابَكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ فِي
 السَّمَاءِ بَعْضُهُمْ أَقْوَمُ مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلِّ نَوْقٍ مِّنْ اخْتِلَافٍ شَيْءٌ
 مِّمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنْ اخْتِلَافٍ فَهُوَ عِنْدِي عَلَى هَدًى قَالَ وَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهِمْ
 اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ رَوَاهُ رِزِينَ بِهَا حَضَرَتْ عُمَرُ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ فِي سَامِعِينَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوْنِ
 فَرَمَاتِهِمْ كَرْتُوْجْهَا مِينَ فِي اِيْنِيْ رِبْ كُوْحَالِ اخْتِلَافِ
 اِيْنِيْ اصْحَابِ كَامِيْرِيْ بَعْدَ نَبِ وُحِيْ بِحَسْبِيْ اَللّٰهُ لِيْ سِيْرِيْ
 طَرَفِ كَرَامِيْ مُحَمَّدِيْكَ اصْحَابِ سِيْرِيْ سِيْرِيْ
 نَزْدِيْكَ بَجَائِيْ سَمَارُوْكَ هِيْنِ اَسْمَانِ هِيْنِ كَرَبْعِيْ
 اُنْ سَمَارُوْنِ هِيْنِ سِيْ رُوْشْنِ زِيَادَةُ هِيْنِ بَعْضِيْ
 سِيْ اُوْدِيْ هِيْ اِيْكَ لِيْ اِيْكَ رُوْشْنِيْ هِيْ سُوْجِيْ
 شَخْصِيْ فِيْ اخْتِيَارِ كِيَا كِيْ اِيْزِيْ كُوْشِيْ كِيْ عِلْمِ اُوْدِيْ
 هِيْنِ كُوْدِيْ اُنْ طَبِيْرِيْنِ سِيْ كُوْدِيْ لُوْكَ اُسْطِيْرِيْ
 هِيْنِ هِيْنِيْ اخْتِلَافِ مِيْنِ سِيْ رِيْنِيْ فُقْهِيْ سَلَامُوْنِ هِيْنِ
 جُوْصَابِيْ هِيْنِ اخْتِلَافِ هِيْ كَرُوْكَ كِيْ طَرَحِ فَعْلِ كَرَامِيْ
 هِيْنِ اُوْدِيْ كُوَانِيْ كِيْ طَرَحِ سُوْجُوْشِيْ هِيْنِ اُنْ مِيْنِ سِيْ
 كِيْ اصْحَابِ كِيْ سِيْرُوْكَ كَرِيْكَ نُوْوَ شَخْصِيْ سِيْرِيْ

کو کوئی جنوب کو کوئی شمال کو بلکے منزل مقصود
 ایک ہی ہی اور اسی رخ پر گئی راہ ہیں یعنی
 اصل دین اور ایمان اور عبادات میں جو فرض اور
 واجب ہیں خلاف نہیں ہی بلکے خلاف ہی توفیق و سع
 یعنی شاخوں میں اور اس کو فقہ کہتے ہیں اور شاخوں
 حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اصحاب لوگ بھی
 آپس میں چھوٹے بڑے ہیں مگر راہ پانے کو سبکی
 پیروی کفایت کرتی ہی مثلاً امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے
 رفع یدین نہ کرتے ہیں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ
 عنہ کسی پیروی کی ہی اور امام شافعی رحمہ اللہ نے رفع
 یدین کرتے ہیں عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کی ہی تو
 دونوں صاحبوں نے دین کی راہ پائی اور اس بطور
 جسے اُن صاحبوں کی پیروی کی دین کی راہ پائی اب اس کو
 دوسری راہ تلاش کرنا اور دیر پھرنا اور
 بدحواس ہونے کے ہر ایک سے پوچھنا ضرور نہیں ہی
 کیونکہ راہ مل چکی اب اس پر چلنا چاہیے کہ راہ کہے
 اور منزل مقصود پر پہنچے اس پوچھا پوچھی میں
 تو عمر گزر جائیگی پھر منزل پر کب پہنچے گا اور خود
 حضرت نے فرمادیا کہ پیروں صحابہ میں سے جس کے پیچھے

چلو گئے میری راہ باؤ گئے سو ہنگو یقین ہی کہ ہم
 جس اصحاب کی جو دین کے تارے ہیں بیرونی کریں گے دین
 کی راہ باوین گئے کیونکہ ان تاروں نے اُسبی دین
 کے آفتاب سے اروسبھی حاصل کی ہے کہ اندر چیری
 رات ہیں یعنی بعد غروب ہوئے آفتاب ہو تب تک
 کام آوے اور اُنسبھی ڈرنا ہی رحمت سے اپنی طاقت
 موافق نہ ہوئے ہائی بھر رکھائی گرجا جب داریا
 نہ ملے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات
 نہ ہوئی نہ آت اُس سے پیاسی چھاوین ۛ
 حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر
 فتح العزیز میں عجیب پاکیزہ و مستحسن بیان فرمایا ہے وہ
 مضمون ایسے مقام کے مناسب ہے اس واسطے
 ذکر کرتے ہیں اَوَّالِ الذَّلِيلِ اِذَا سَجَّیَ یعنی قسم کھاتا ہوں
 رات کی جب چھا جاوے اور اپنی تاریکی کے سبب
 چھپوون کو خلق اللہ کی نظر سے چھپا دے اور چھپانا
 رات کا اُس وقت ہوتا ہے کہ ماہتاب اور مشعل
 اور شمع اور چراغ کی روشنی اُس رات
 میں نہیں ہوتی تو اُس قسم کی رات نمونہ ہی
 جاہلیت کے زمانے کا اور جاہلیت کا زمانہ اُس

زمانے کو کہتے ہیں جو حضرت کے نبی ہونے کے پہلے تھا
 کہ اُن کے زمانے میں ابابکرؓ اندھیرا تھا اور وقت
 فوجی یعنی جاسٹ کا کہ وہ پوزے تو رکھتا تھا
 نمونہ ہی حضرت پر وحی آنے کے وقت کا کہ اُس وقت
 دنیا نور سے روشن ہو گئی تھی اور وحی کے موقوف
 ہوئے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات شریف
 کے بعد جب تک خلفای راشدین باقی رہے رات
 تو آئی لیکن ایسی رات کہ جس کے شروع سے آخر تک
 روشنی مانتاب کی موجود رہی اور جس طرح مانتاب
 آفتاب کا حلیفہ ہے کہ اُس کی روشنی اپنے درمیان
 میں حاصل کر کے جہان کے روشن کر دیتے واسطے
 بھائی آفتاب کے ساتھ ہی اُس طرح خلفای راشدین
 نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلی روشنی
 اپنے درمیان میں حاصل کر کے سارے جہان کو اپنے
 نور سے روشن کیا ہی اور خلافت کے زمانے کے
 موقوف ہوئے کے بعد رات کی تاریکی چھا گئی تب حق کے
 طالب جو فرقے ہیں اُن میں سے ہر کوئی اپنے عقیدہ و موافق
 چراغ اور شمع اور شعل کی روشنی سے مدد
 و ہدیہ لئے اور اُسی روشنی سے اپنا کام نکالنے

لگے ہٹن۔ اسی سبب سے مجتہدوں کا مذہب اور
 اولیاء اللہ کا طریقہ روہشنی اور نور جاہلی کرتے
 ہیں تباہت اور اختلاف پکھڑی یہاں تک تفسیر کا
 مضمون ہی یعنی کبکو چراغ کسی کو شمع کسی کو
 مشعل ناما اسی روشنی سے لوگوں کو راہ دکھائی
 اور اندھیرے میں تھوکر کھائے اور جگرتے ہیں گڑے کے
 ہٹا کر ہونے سے بچا یا ۞ تو اب جو کوئی اسنہ راستے
 میں تکرار تہیات آداب و نور و عرف ہو ا شمع و چراغ
 مشعل کئی روشنی سے انکار کرے گا تو وہ شہرہ
 تھوکر کھاتا بھڑیگا اور جگرتے ہیں گڑے کے اسلئے
 مسلمانوں کی جماعت کا اتفاق ہی کہ جسکو اجتہاد کی
 یاقوت نہ وہ کسی امام کی تقلید کرے اور انھیں کئی
 روشنی میں راہ ملے اور حقیقت میں ان بزرگوں
 نے یہ نہ روشنی حضرت کے اصحابوں سے پائی ہی
 اور اصحابوں نے خود حضرت سے پائی تو اس
 روشنی سے انکار کرنا تھوکر کھائے اور راہ بھولنے
 کی نکتہ الی ہی ۞ مسلمانو سوچو تو ہم جو کسی امام کی
 تقلید کرتے ہیں تو فقط اسلئے کہ ان کے پاس
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی امانت ہے

اور نہیں تو انہیں ہم سے کچھ دویزار سشتہ قرابت
 نہیں یہی حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
 شرع سفر السعادت کے اوایل میں مجتہدوں میں
 خلافت ہوئے تھے کہی وجہ اور چار دہا مومن کا ذکر اور
 انکی تقابلیہ کا بیان بہت خوب کے ساتھ لکھا ہے سو وہ
 مضمون اس میں ہر مقام کے مناسب ہی ہے سو اس لیے
 کچھ اس کا خلاصہ اور دو جزئیات پیش بھی کرنا اس
 مقام کے مناسب ہیں بخوبی شرح کر کے دوسری ہدایت
 میں لکھتے ہیں ہدایت دوسری مجتہدوں کے اختلاف کی

وجہ اور چار دہا مومن کے ذکر میں اور چار دہا مومن کی
 تقابلیہ اور تابعہ اسی کے حکم کے بیان میں اور اس
 ہدایت میں چھ فائدے ہیں پہلا فائدہ مجتہدوں کے
 خلافت کی وجہ کے بیان میں جانا چاہئے کہ کتابہ رضی اللہ
 عنہم کے درمیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 صحبت کی برکت سے اور ول کی روشنی اور
 عقیدہ کہی صفائی کے سبب سے کچھ اختلاف اور
 شبہہ تھا اور اس سبب سے کہ مضمون قرآن
 حدیث کا ان لوگوں پر خوب روشن تھا اور نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہا کرتے اور وحی اترنے کے

وقت میں سو تجو و تھے آنکھوں قیامتیں اور اجہاد کی حاجت نہ تھی مگر کئی مسلمانوں میں جو اہل ذہن حضرت کے کسی قدر خیانت ہوا سو ان کی یہ وجہ تھی کہ صحابہ میں سے ہر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے دریائی اور ان کے فضل کے چشمہ اور ان کی رحمت کے باران سے مانند ایک زندہ نہی یا عروض اور ہرز کے تھے کہ اپنے درمیان میں نبوت کے دریا اور چشمہ اور باران رحمت کا پانی جمع کر کے کھا تھا کہ اسی سے آپ بھی پانی پیتے اور وہ میرے پاس کو بھی پلاتے ۞ مگر چونکہ ان سب کا وقت حضرت کی محبت میں حاضر ہونے کا مختلف تھا اور اسب کوئی ایک ہی وقت نہیں تھا اس لیے شریف میں جمع نہیں رہتے تھے بلکہ کوئی کسی وقت مجلس شریف میں حاضر ہوا اور کوئی کسی وقت ہوا اپنے اپنے طرز ہونے کے وقت میں جب جو نعمت الہی ان کو اپنے سینہ میں جلا ہونے کے برابر نکلا، کبھی اچھے استیسی پر نہیں کرنا رہا ۞ اور حضرت کے فعل و افعال سے ان کے ہوا انہوں نے ان کو رہا ۞ سب کو ان کے فیصلے کے سامان میں ہمیشہ ایک دوسرے پر اثر تھا یہ کہ سوا سب کے کہ ان کی ہر کمال رحمت فقہان اور در رحمت کی کشتی د گئی سب کو رہی کہ

سمیں وہ لوگ تنگی میں نہ پڑیں اس واسطے کہ
 اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جس عہد کو حضرت ہمیشہ
 کرتے وہ واجب ہو جاتا اور حکم الہی اس کی فرغیت
 میں نازل ہوتا جب تک کہ تراویح کی حدیث سے طاقت
 ظاہر ہی کہ حضرت نے یقین رات پڑھی اور پھر پڑھی
 بلکہ عذر بیان فرمایا کہ اگر ملین ہمیشہ پڑھو لگاؤ جو
 ہی کہ کہیں فرض نہ ہو جائے اور پھر تمکو اس کا اور
 کرنا مشکل ہو تو بس اسی سبب سے جو ایک
 اصحاب نے پایا اور دیکھا وہ دو مرتبے نہیں اور
 یہی سبب ہوا اصحاب کے علم میں اختلاف ہو گیا پھر
 حضرت کے وفات شریف کے بعد ہر ایک اصحاب
 اسلام کے شہزادوں میں جو فیض اور علم اور رواشتی
 ان حضرت سے آئے حصہ لین آئی تھی اس کو بٹے
 ہوئے پھیل گئے اور انحضرت کے علم اور احکام کو
 پھیلا یا اور جاری کیا سو جسے جسے جس اصحاب
 سے جو جو سی راہ پائی وہی راہ حق تھی اور وہی راہ
 دین محمدی کی تھی اس میں سے کوئی راہ خیر کی
 نہ تھی اس واسطے اہل سنت و جماعت کے بار و مذہب
 کو حق جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بار و راہ ان حضرت

کہتی ہیں۔ پھر بعد اچکے عرس اور عجم کے جو لوگ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف
 ہوئے تھے اور سبوح اکرام نے ان کو دیکھے تھے وہ لوگ
 صحابہ کی خدمت میں آکر اسے اور اس کی صحبت میں
 حاضر باشن رہ کر صحابہ کے علم کی روشنی سے اپنے
 سینہ کو روشن کیا ان لوگوں کو نابینا کہتے ہیں۔
 پھر بعد اس کے جن لوگوں کو صحابہ کی ملاقات بھی
 میسر نہ ہوئی وہ لوگ نابینا کہتے ہیں۔ حدیث میں ظاہر
 ہے کہ ان لوگوں کو نبی فیض کامل کیا اور ان کا فائدہ ہوا
 ان لوگوں کو تبع تابعین کہتی ہیں۔ تو میرے پیروں گروہ
 یعنی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین میں سے کس سے
 ہیں اور تمام اہل سنت میں جہد و رافضی ہیں۔ اپنے
 درجہ اور مرتبہ کو کوئی نہیں پہنچتا جو حضرت سے
 ان پیروں گروہ کی محبت بیان کرتا ہے۔ مشکوٰۃ مصابیح
 میں باب مناقب صحابہ کی پہلی فصل میں حضرت
 کے اصحاب عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے کہ انھوں نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم خیر امتی قرنی قبل الذین یلوئہم ثم الذین یلوئہم
 ثم ان بعدہم قوم یشہدوہ ولا یشہدوہ ولا یثبوتوہ

وَلَا يَوْمَتُمْنُونَ وَيَنْفَارُونَ وَلَا يَقُونَ وَيُظْهِرُ فِيهِمُ السَّمَاءُ وَفِي
 رَايَةٍ وَيَسْلُتُونَ وَلَا يَسْتَلْقُونَ مَتَّقُوا عَلَيْهِ وَفِي رَايَةٍ
 لِمُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يَسْتَبُونَ السَّمَاءَ فَرَأَى
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبْعِ بَهَائِ أَسْت
 مِيرِ بَعْدَ زَمَانٍ كَ لَوْ كَ يَعْنِي خَيْرَ أَصْحَابِ هَيْثُ بَهْر
 أَكْبَرُ بَعْدَ سَبْعِ بَهَائِ أَسْت وَه لَوْ كَ هَيْثُ جَوْلِ هَيْثُ
 مِيرِ أَصْحَابِ سَبْعِ يَعْنِي تَابِعِينَ بَعْدَ أَسْتِ سَبْعِ بَهَائِ
 أَسْت وَه لَوْ كَ هَيْثُ جَوْلِ هَيْثُ تَابِعِينَ سَبْعِ تَبَعِ
 تَابِعِينَ ❀ اب جانا چاہئے کہ صحابہ کا زمانہ سنہ ایک سو
 بیس برس پہلے تک باقی رہا ❀ اور تَابِعِينَ کا زمانہ سنہ
 ایک سو سے ایک سو ستر برس تک باقی رہا ❀
 اور تَبَعِ تَابِعِينَ کا زمانہ سنہ ایک سو ستر سے
 دو سو آٹھ تک باقی رہا ❀ پھر اُسکے بعد پندرہ عین ظاہر
 ہوئیں اور معجزہ اور قسبی مذہبوں نے سر اُتھایا
 اور روز بروز احکام سنت میں نقصان ظاہر ہوتا
 گیا جیسا کہ مخبر صادق نے خبر دی ہے کہ پھر نیشک
 ایس میں زمانہ کے لوگوں کے بعد ایک گروہ ایسے
 رونگے کہ گواہی دینگے اور اُن سے کوئی گواہی
 نہ چاہیگا ❀ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر مانگے گواہی

دینا بڑا ہی اور بڑا دوسری حدیث میں آیا ہے کہ بہت
 خوش گو اور خوش شخص ہی کہ گواہی دے پہلے اُس کے
 کہ پوگیا اُسے پگو اُن کی جان میں ہو دینا چھوڑنا
 میمون اس طرح موافق ہونا ہی کہ جس مقام میں
 مشہور رہی کہ قاتلے مقدمہ کا قاتل شخص گواہی تو
 ایسے مقام میں بغیر پوچھے گواہی دینا بے فائدہ ہی
 اور لوگ شہرہ کر سن گئے کہ اسکو کچھ غرض ہی *
 اور جس مقام میں کوئی ایسا مقدمہ ہی کہ اُس کے
 گواہ کو معلوم نہیں اور یہہ شخص اُس مقدمہ
 سے خبر دار رہی اور اسکی واقفیت کسی کب کو
 خیر بہن حوالے سے گواہی جانتی تو ایسے مقام میں یہہ
 شخص خود بغیر پوچھے خبر دے کہ میں اس معاملہ
 سے واقف ہوں جب قاضی پوچھے گا تو گواہی دوں گا *
 اور جو لوگ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے
 بعد ہوئے اُن کا یہہ بھی حال ہو گا کہ خیانت کرینگے
 اور لکھوئی اُن کو اپنی ایمانت نہ سونپے گا اور اپنی کوئی اعما
 نہ بچا دے گا خیانت ظاہر ہو جاوے گی اور کھلی کہلا خیانت
 کریں گے اور اُن لوگوں کا یہہ حال نہ ہو گا کہ یہہ کسی سنت یا
 دیکھے اور اللہ سے غم نہ اور نہ بدنامی کریں گے پھر اُسکو وہ فائدہ دیں گے

اور ظاہر ہو گئی اُنہیں مومنائی یعنی مال جمع کرینگے اور
 دین کے کام میں غفلت کریں گے اور کھانے پینے
 عیش و عشرت میں مشغول رہیں گے اور
 جوہر رگی اور کمال اُمتیں نہوگا اُسکا دعویٰ کریں گے
 مشاخذتِ قرآن کی سمجھ نہوگی اور دعویٰ کریں گے
 کہ ہم بھی مجتہد ہیں ﴿ اور ایک روایت میں یوں ہی
 کہ سو گند کھاویں گے اور کوئی اُن کو سو گند نہ دلاو بگا
 یہاں تک بخاری مسلم کی روایت متفق ہی اور
 ایک روایت میں مسلم نے ابو ہریرہ سے یہ لفظ
 زیادہ روایت کیا ہے کہ پھر اُنکے بعد آویں گے ایسے
 گروہ کہ دوست رکھیں گے مومنائی کو اور مشکوٰۃ
 میں اُسی باب کی دوسری فصل میں حضرت

عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 اُنہوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْبَرُ مَوَ
 اصِحَابِي فَاَنَّهُمْ خِيَارُكُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ
 ثُمَّ يَطْهَرُ الْكَذِبُ حَتَّىٰ اَنْ الرَّجُلَ لَيَعْلِفَ وَلَا يَسْتَعْلِفُ
 وَيَشْهَدُ وَلَا يَسْتَشْهَدُ اِلَّا مِنْ مَرَّةٍ بِحُبُوحَةِ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزِمِ
 الْجَمَاعَةَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَيْنِ مَعَ الْفَقْدَانِ وَالْاَثْنَيْنِ الْبَعْدُ وَلَا
 يُخْلَوَنَّ رَجُلٌ بِمَرَاةٍ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ تَالِغٌ وَمَنْ سَرَّ

حَسَنَتُهُ وَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ رَوَاةِ النَّسَائِيِّ مَا بَا
 رِسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَرِّ رُكْبَانِهِ
 نَبِيْرُ الْأَعْرَابِ كَوْنِ سَوَاسِطِهِ كَيْسُكَتُ وَهُوَ لَوْ كَب
 اِبْنُ رِاقُولِ رِبَادَةٍ تَمَسَّ بِهِنَّ سَبْعَ نِيْ وَهُوَ لَوْ كَب
 كَيُونِ نَتَامِ أَسْتَأْذِنُ بِهِنَّ هُنَّ كَيُونُكَ وَهُوَ لَوْ كَب
 حَضْرَتِ كِيْ خَدِيسَتِ بَيْنَ حَاضِرَاتِ شَيْخِ تَحِيٍّ أَوْ حَضْرَتِ
 اَكِيْ صَحْبَتِ بَيْنَ هَرِ وَفَتْ بِرِيسَتِ بَالِيْ نِيْ اَوْ رُخُوْر
 حَضْرَتِ سَعْدِ عِلْمِ أَوْ عَمِلِ سَيَاكُمِيْ بَيْنَ مَالِكِ دُنْ لَوْ كَب
 فِيْ فِقْطِ اِيْكَ بَارِ اُسْ جَمَالِ بَاكِ كِيْ دِيْجَهْنِيْ سَع
 دِ اِنِّيْ اَنكِهْ كَوَارِ دُشْنِ كِيَايِيْ اَكْرَجَهْ هَرِ وَفَتْ اُسْ
 جَنَابِ كِيْ خَدِيسَتِ بَيْنَ حَاضِرَتِ تَحِيٍّ وَهُوَ لَوْ كَب
 كَرِ وَرُوْرِ وَرَجَهْ تَمَسَّ بِهِنَّ هُنَّ لَوْ كَب وَهُوَ اَنكِهْ
 كِهَانِ سَعْدِ لَوِيْنِ حَسْنِ اَنكِهْ فِيْ اُسْ جَمَالِ سَبَادِكِ
 كَوِيْ كِهَانِ بَاقِيْ رَايَهْ كِيْ سَبْ دِيْجَهْنِيْ وَابُوْنِ كِيَايِيْ وَرِو
 تِهِيْ هِيْ بَاكِ دِيْجَهْنِيْ اُنْهِيْنِ كَا مَعْبَرِيْ جَنُهُونِ بِي
 اِيْمَانِ كِيْ اَنكِهْ سَعْدِ دِيْجَهْنِيْ اَوْ رِيْهْ مَاتِ اَصْحَابِ كِي
 لَفْطِ سَعْدِ حَافِظِ ظَاهِرِيْ كِيُونُكَ اَصْحَابِ حَضْرَتِ كِي
 يُوْنِيْ لَوْ كَب كِهَانِيْ بَيْنِ جَنُهُونِ فِيْ حَضْرَتِ كَوِ اِيْمَانِ كِي
 حَالِيْتِ بَيْنِ دِيْجَهْنِيْ ۞ پھر بعد اَصْحَابِ كِي سَارِشِيْ اِيْمَانِ

سے بہتر اور افضل و مالوگت ہیں جو احباب سے
 ملے ہیں یعنی تابعین پھر بعد تابعین کے ساری اُمت
 سے بہتر اور افضل وہ لوگ ہیں جو تابعین سے ملے
 ہیں یعنی تابع تابعین * غرض صحابہ اور تابعین اور تابع
 تابعین مینون گروہ ساری اُمت سے بہتر اور افضل
 ہیں پھر بعد ان لوگوں کے ظاہر ہو گا جھوٹھ * اگرچہ
 بعض اہل حق مذہب مثال معشرہ وغیرہ کے اس
 مینون زمانے کے آخرین پیدا ہوا تھا مگر ظاہر ہوا تھا
 بعد اس مینون زمانے کے ظاہر ہوا اس واسطے
 مخبر صادق نے خبر دی کہ پھر بعد اس مینون گروہ
 کے ظاہر ہو گا جھوٹھ یہاں تک کہ قسم کھاؤ گا شخص
 اور اُسے کوئی قسم نہ چاہے گا اور گواہی دے گا شخص
 اور اُسے کوئی گواہی نہ چاہے گا سن رکھو جو شخص
 کہ خوش کرے اُسکو یا جو بیعت بہشت کا دے اُسکو
 خوش لگے کہ بہشت کے بیج میں جو افضل مکان
 ہی اُس میں جاگہ پاوے تو چاہئے کہ اختیار کرے
 جماعت مسلمانوں کی اور اُن مینون گروہ کی پیروی
 کرے اس واسطے کہ شک شیطان اکیلے کے ساتھ
 ہی * یعنی جو شخص جماعت کے تابع نہیں ہی اُسکے

یہاں تک کہ شیطان ہی اور شیطان ذو شخص سے دور
 رہیے۔ آپ اکیلے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور جماعت کی
 ایک ہی رکبت ہے کہ جب ایک سے دو ہوئے تب بھی
 وہ شیطان سے دور رہتا ہے۔ اور چاہئے کہ اگر اکیلا ہو تو
 یہ منہ اکٹری ہو گئی۔ عورت کے ساتھ اس لیے کہ اگر
 یہ گائیے عورت اور اکیلے لکھن ہاں۔ اکتھان ہو گئے تو
 ان کے دلوں کے ساتھ تیسٹ۔ شیطان ہو گا۔ یہ
 اس واسطے کہ ماویا کہ اوپر جو فرمایا تھا کہ جب ایک
 سے دو شخص ہوئے تب شیطان دور ہو جاتا ہے تو
 کہیں اکیلا ہو کہ کوئی بڑی عورت کے ساتھ اکیلا
 رہے اور سمجھے کہ ہم ایک سے دو ہوئے تب شیطان
 بھاگے گا۔ اس لیے کہ ایک ایک سو فیصد شیطان
 مقرر آویگا۔ اور جو شخص کو خوش کرنے اس کو
 نیکی یا نیکی یعنی اپنی نیکی سے خوش ہو اور نیکی
 کو نیکاشی رکھے اور غمناک کرنے اس کو بدی
 اس کی یعنی جو اسے کوئی بدی ہو جاوے تو اس کو
 غم ہو اور وہ بدی کرنے سے ڈرتا رہے تو وہ شخص مومن
 ہی یعنی یہ وہ نوبات کے ایمان ہونے کی نشانی ہے اس
 حدیث کو نشانی دینے روایت کیا ۛ پاس حدیث

سے معلوم ہوا کہ اصحاب اور تابعین ابو ذریعہ تابعین
 ساری امت سے بہتر اور افضل ہیں اور ان تینوں
 گروہ کی پیروی کرنے میں نجات ہی اور برائی میں تھنوں کے
 زمانے کے بعد جب جھوٹا ظاہر ہو گا اس وقت مسلمانوں
 کی جماعت کی پیروی کرنے میں نجات ہو گی یعنی
 حضرت بلال سے مسلمان کا ایمان ہو گا وہ راہ
 نجات کی ہی اور جس راہ پر تھوڑے لوگ
 ہو گئے وہ راہ خطرناک ہی جیسا کہ ہر مضمون
 دوسری جہتوں سے صاف ظاہر ہے ان جہتوں کو
 تیسری ہدایت میں لکھیں گے * اب جو مضمون اس
 مقام کے مناسب باقی رہا ہے اس کو مندرجہ
 رضی اللہ عنہم ہے جو حضرات کو کرتے دیکھا اور جو کچھ
 حضرات سے سنا اس پر عنہم کیا اس سبب
 سے ان کے وقت میں خلافت کی ہو گی کیونکہ اپنے اپنے
 کان کے لئے راہ آواز نہ کھنکے اور کھنکے پر مسلمانوں یقین نہ
 آئے ہی نہ عنہم نہ کرتے تھے نہ کسی مسلمانہ امیں اس کو
 شہرہ تھا اور نہ کسی سے پوچھنے کی احتیاج ہوتی تھی
 باقی بعضے مسلمانوں امیں جو بعضے اصحاب کو کبھی کبھار
 شہرہ ہوا اور انہوں نے اس پر سے اچھا سب سے پوچھا

ہی جس طرح جامع تربندی میں روایت ہی کہ سفرہ ابن
 جنید نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
 میں نہ و مقام میں چلے رہا تھا جھکو یا نہ ہی نب عمران
 ابن حصین نے کہا کہ نہیں چھکو ایک مقام میں چپ رہا
 یا نہ ہی نب و و نو حکایہ نے مدینہ منورہ میں لہلی ابن
 کلاب الغنایہ کے پاس لائیں مسئلہ کنی تحقیق
 کو لکھا تب ابی ابن کعب نے کہا کہ مشرہ کو تھیک
 یاد ہی لائیں طریقت کے راوی جو مسجد میں وہ
 کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد قتادہ سے پوچھا کہ
 یہ کنی و و تو مقام میں چپ رہا تھا تب قتادہ نے
 کہا کہ جب حضرات داخل ہوئے نماز میں اور جب
 پڑھتے وللا الصلین ﴿۱﴾ تو ایسا اتفاق ہو گیا کہ ہوا ہی
 لہو سہیلے لہو کو اختلاف میں نہیں شمار کیا ﴿۲﴾ لیکن
 تابعین اور تابعین کے و فب میں لہو و کی
 طر و بہت ہوئی اور اختلاف بھی ظاہر ہوا اور
 لہو اختلاف کی یہ وجہ تھی کہ تابعین نے جو صحابہ
 سے علم سیکھا تو خود اس علم میں اختلاف تھا کیونکہ
 جس جس مقام نے جو وہ کہ حضرت سے حاصل
 کیا تھا وہ تابعین کو تابعین کہلاوا و حضرت کے نقل

میں اُمت پر ہر شققت کے لئے اختلاف تھا جیسا کہ
 حضرت کے قبل میں اختلاف ہونے کی وجہ سے
 قائد کے شروع میں لکھ چکے اور وہ دوسرے یہ کہ تا بعین
 کے وقت میں وحی آتے آتے اور رجوت کا زمانہ ہوتا ہے
 وہ دہرا گیا تھا اور میں نے یہاں تک کہ رہیں ہوئے گئے
 تو آفتاب ماساب کی روشنی یعنی حضرت اور
 صحابہ کی روشنی ہو جو دوسری تھی پھر اپنے اپنے مشعل
 اور شمع اور چراغ کی روشنی سے لوگوں کو
 رہا دکھائی اور ان کو قیاس اور اجتہاد کی احتیاج
 ہوئی اور حقیقت میں اس اختلاف کے سبب
 سے اُمت کے واسطے دین کے کام میں بری کشادگی
 ہوئی اور حق تعالیٰ کی رحمت کی کشادگی نے اُمت
 کو نیکی سے نجات دی اور جو اللہ اور رسول کی مرضی
 تھی کہ اُمت کے واسطے دین کے کام میں کشادگی
 ہو سو ظاہر ہوئی اور ایک بات برے کام کی بھی
 اس کو یاد رکھنا ضروری ہے کہ مجاہد کی واسطے جو مکہ شریف کی قرآن
 اور حدیث کے معنی سے بخوبی خبردار ہو اور صحابہ
 کے قول اور فہم سے خوب واقف ہو اور ماسخ
 اور منسوخ کو خوب پہچانتا ہو تو اس واسطے

مجتہد ابوبکر فقیر تھیں۔ پیش اور محدث بھی ﴿ اور مجتہد
 ابوبکر اسن است ہیں است تھے ان میں سے
 چار مجتہد کا مذہب اہل بیت اور جماعت میں مقرر
 ہوا اور وہی چار مذہب مشہور ہیں اس واسطے
 کہ یہ چار مذہب اعتقاد ہیں اور دین کے اصول
 ہیں آپس میں متفق ہیں مگر شروع اور فقہ میں بعض
 بعض مقام میں آپس میں مختلف ہیں سو آپس
 میں تو بسبب مختلف ہوئے صحابہ کے علم کے فقہی
 مسائل میں مختلف ہیں مگر ہر ایک کے لئے حدیث
 کے موافق ہیں ﴿ اور چار مذہب مقرر ہو چکی ہیں وجہ
 یہی کہ حدیث اور قرآن سے جو مسئلے نکلے تو اسے
 بالاتر رائے پر نکلے یا جموں میں راہ کوئی نہ ملے اور اس
 چار مذہب کے مابین مسائل کو سمجھنے کا طریقہ
 یہاں بھی کوئی مسئلہ دینی جھوٹ نہیں گیا تو اسے
 احتیاج اور یا جموں میں مذہب مقرر کر چکی باقی نہ رہی ﴿
 اب بھی اگر کوئی مجتہد ہو اور اجہاد کر کے کوئی
 مسئلہ نکالے تو وہ مسئلہ اس میں چار دین سے
 ایک کے موافق ہو جاوے گا اور اس کو لوگ انھیں
 چار مذہب میں سمجھیں گے ﴿ و بعد ازاں چار اماموں

کے خال کے بیان میں ❀ ایک بات بتائی جائے گی۔ یہی یاد رکھنا چاہیے کہ اجتہاد کرنا چار مجتہد پر ختم نہیں ہوا۔
 بھی جسمین اجتہاد کی بشرط موجود ہو وہ اجتہاد کرنے
 باقی اس کی تقلید کرنے کے خواستہ جی تحقیق کرنا
 ہو گا کیونکہ اب وہ تینوں بہتر گروہ کا زمانہ باقی نہ رہا
 اور ان چار و امام کی جو امام تابعہ تھیں اور تقلید
 کرتے ہیں تو یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ اسی تینوں
 زمانے میں تھے اور مسلمانوں کی جماعت نے ان کی
 تقلید اختیار کیا ❀ اب چار و امام کے زمانے کا بیان
 کہ کون کس زمانے میں تھے سب کے پہلے امام اعظم
 ابو حنیفہ نعمان ابن ثابت کو اسی زمانہ میں وہ
 پیدا ہوئے تھے اسی ہجری میں اور وفات پائے تھے
 ایک سو پچاس میں بعض لوگوں نے اختلاف کیا ہے
 اس بات میں کہ امام اعظم تابعین ہیں یا تبع
 تابعین مگر اس بات میں سب متفق ہیں کہ امام
 اعظم کے زمانے میں کئی اصحاب زندہ تھے اس میں
 مالک بن انس ❀ اور عبد اللہ بن ابی اسحاق کو فہم

میں ❀ اور زہری بن سہیل بن سہید الساجی مدینہ منورہ
 میں اور ابو الطفل سہام بن وائلہ جزاکا وفات تمام صحابہ

کے بعد ہوا ہی کہ معظمہ میں اور بعضوں نے ان
 حاضرین صحابہ کے سوا ہے اور صحیح کلمہ بھی بیان کیا ہی
 صاحب جامع الاحوال نے کہا ہی کہ ابو حنیفہ کا لین چارو
 صحابہ سے ملاقات کرنا اور ان سے حدیث سنا لینا
 ارباب نقل کے نزدیک ثابت نہوا اور ابو حنیفہ
 کے اصحاب کوئی پیش کر ابو حنیفہ نے ایک گروہ صحابہ
 سے ملاقات حاصل کیا اور ان سے روایت کیا ہی
 اور ابو حنیفہ کی تصنیف ایک مسند ہی کہ چارو صحابہ
 سے اُس میں حدیثیں روایت کی ہیں حضرت شاہ
 عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ مسند
 عبدالحق بن سبیب اللہ بن ابی اسیر علیہ السلام اور
 یقین کی زیادتی نصیب کر بے گناہی کہ فی الواقع
 عقل کسی راہ سے بہت دور دکھائی دیتا ہی کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ابو حنیفہ کے زمانے
 میں موجود ہوں اور وہ انکی ملاقات کا قصد نہ کریں اور
 انکی ملاقات نہ حاصل کریں یا وجہ دیگر ابو حنیفہ کا
 شہر یثرب تھا نا ان شہر وں میں ثابت ہوا ہی اور
 انکی زندگی میں یہاں تک صحابہ باقی رہے ہیں
 یہ سوا بیٹے کہ صحابہ کی زندگی حضرت کے بعد تو یہاں کے

آخر تک صحت کو پہنچی ہی نہ تو اسے معلوم ہوا تھا
 کہ ابو حنیفہ کے اصحاب نے سب کچھ ہی کر لیا ہو جنہوں نے
 ایک جماعت اصحاب کی ملاقات حاصل کی تھی یہ
 خاکسار علی بن یحییٰ بن یحییٰ بھی کہتا ہے کہ ابو حنیفہ رحمہ
 اللہ اُسے اپنے لڑکے کو گونہ گونہ میں لے کر چلے جاتے
 تھے شاید اُس سے بہتر فرمایا تو ہر گز شک نہ
 ہے کہ صحابہ کی صحبت کی کیوں نہ خواہیں کہیں گے
 باقی رہا یہ کہ صاحب جامع الاصول کو یا خیر یا نہی
 تو کیا مضائقہ؟ اور اگر کسی مسند میں جو طریقہ مذکور ہے
 روایت میں یہ برائی حال میں جب ان کے چلنے میں
 ملاقات ہوئی اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس وقت قد پائی
 تا بعد کی ملاقات حاصل کی تھی اور فتویٰ باقرہ میں اسے
 جو جھانپا چھٹی کیا ہے اور اسے نہیں لے سکی تھی اس کی
 ہی عبد اللہ ابن مبارک اور ابو یوسف وغیرہ اور انصار
 ابن عباس رحمہ اللہ علیہم اُن کے شاگرد ہیں اور یہاں
 میں ہیں اگر ابو حنیفہ کی سناری صحیح ہے تو
 بات درست معلوم ہو جائے گی اور ان میں سے کوئی ایک
 تصدیق کرنا پڑے گا اور انہی اقوال میں سے
 ہندوستان کے تمام لوگ انھیں کے مذہب پر ہیں

[illegible]

منہ سے اقرار اپنے اسباب کا کرنا امام شافعی سے
 نہ پاگھنے تھے۔ امام احمد حنبل کہتے ہیں کہ شافعی مثل
 آذائب کے ہیں خلق کے واسطے اور مثل تدریجی
 کے ہیں لوگوں کے لئے بعد امام شافعی کے جو تھے امام
 ابو عبد اللہ احمد بن حنبل ہیں۔ ہذا ایک سوجھ بوجھ میں وہ
 پیدا ہوئے اور رہے وہ سوا کیا کہیں میں بوقت
 ہائے فقہ اور حدیث اور فائدہ اور تقویٰ اور قیادت
 میں امام کی قدرت کی ایک نشانی تھی صحیحہ اور
 ضعیف حدیثوں کے پہچاننے میں اور بار آوروں کی صفات
 اور قوت و ریاست کرنے میں ان کے زمانے میں کوئی
 ان کے ساتھ نہ تھا حجتہ اللہ علیہم اجمعین۔ تیسرا مقام

چار و اماموں کی تقلید اور ان بعد از ان کے حکم کے بیان
 میں۔ اے چار و امام جن کا ذکر ہوا ہے لوگوں میں ان کے
 امام اور مذہب کے پیشوا ہیں ان لوگوں نے حدیث
 اور صحابہ اور تابعین کے قول کو خوب حفظ کر کے
 اپنے قابو میں رکھا اور جہاں وہ حدیث ایسی نظر
 پڑی کہ ظاہر میں جو وہ تو آپس میں معارض ہیں یعنی
 ایک مخالف اور دوسری کے نبی تو ان دونوں حدیثوں کے
 مضمون کو مطابق اور موافق کر دینے میں اور اس کی

تفسیر اور تاویل لکرنے والے ہیں اور انہیں اسٹیج پر لے کر
 کے پہچانے میں بہت فنی کوششیں کر کے قرآن مجید پر دست
 بستہ قیام نہیں لے سکتے۔ اور اگرچہ ان کے پاس کمال کے
 ہر لوگوں کے واسطے عقلی مابے دو تیار کر رکھا ہی ہے
 مگر وہ لوگ مجتہد نہیں ہیں۔ ان کو جان آتا تو انکی تفسیر کے
 معنی اور کوئی راہ نہیں ملے۔ لہذا قرآن مجید کے مابین
 بعض غلط فہم کے قبضہ دار لوگ بر تاجر ہلا نہیں چاند
 کے درجہ پر پہنچنے میں انی اجساد مثل دان یا چارو
 لٹاؤں کے اجرتوں کا مروتہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اگر ان کے
 دیوانہ بنائے جائیں تو ان کے واسطے اجتماع کیا کرے تو
 ہوتا کٹا ہی ہے۔ مگر یہ بات بڑا فتنہ ہے۔ لیکن اگر ایک سو کام کا
 کام نہیں ہی کرنا ہو تو ایسا ہر ایک کر سکتا ہے۔ لیکن
 یہ سارے میں غافل ہیں۔ سے بھی یہ جشن کام کا نہ انجام پاتا
 مشکل معلوم ہوا تو مابھی ہوا، محمد الحسن سو چاروی داخل
 اسد انیس شرح مذکورہ میں لکھتے ہیں کہ جو کچھ حدیث میں
 صحیح سے ثابت ہو اس کو بیسٹرو چشم قبول کرنا
 جو جو چیزیں حدیث و نبی اور آقا و ائمہ کا ہی دیکھنا
 آخری رہا ہے۔ یہیں ہم کام نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے
 کہ وہیں کے مجتہدین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

حکایت کی حدیثوں کو اور تابعین کے قول کو خوب
 تلاش کیا ہی اور ناسخ کو منسوخ سے اور محدث
 کو ضعیف سے جدا کر کے اور اُسکی تحقیق اور
 تاویل میں بڑی کوشش کر کے اور حدیثوں کے
 درمیان تطبیق اور توفیق دیکھنے سے جو حدیثیں آپس
 میں بظاہر مخالفت معلوم ہوئی تھیں اُنکے متلون میں
 موافقت دیکھ کر ایک مذہب یعنی عمل کر سکی راہ
 مقرر کر دیا ہی عوام مسلمانوں کو ہلکا اُنکے
 مامونوں کو اس زمانے میں بہت قوت اور طاقت
 کہاں کہ یہ کام اُنکے ہو سکے ان لوگوں کو مجتہد و نہی
 تابعہ اری اور پیروی کے سوائے دوسری راہ اور
 چارہ نہیں ان باتوں کی تحقیق اُنھیں کا کام تھا اور
 یہ بات قدیم محدثوں کو سب سے بھی اور حقیقت
 میں اب بھی اگر کوئی حدیث پر عمل کرے گا تو بغیر اجتہاد
 اور قیاس کے کام نہ چلے گا آخر پھر قیاس اور
 اجتہاد کی حاجت ضرور پڑیگی تو اس لئے کہ
 شاہ عبدالحسن رحمہ اللہ کا یہی مطلب ہی کہ جب پھر
 قیاس اور اجتہاد کی ضرورت ہوئی تو قدیم مجتہد بھی
 پیروی کیوں نہ کریں کہ انکو ہم سے زیادہ علم اور تحقیق

حاصل نہیں اور وہ لوگ کہ بہنو قرآن میں نہیں سمجھا سکی ہیں وہی کہہ رہے ہیں
 ہیں۔ یہ بات اس لیے کہ یہ ساری باتیں کہ کوئی بات یا نصیحت نہ ہے
 اپنی طرف سے نہیں کسی کو کچھ سنا کر یا سوچ کر آج کے وقت سے
 بیان کیا جاتی ہے کہ وہ اجتہاد کا اثر نہ حاصل ہو اور وہ قرآن و
 اوروں کے پیش کو جو سید سمجھتا ہو تو وہ نہ سمجھا رہی ہے کہ ایسے
 وہ اس لیے نہ تھا کہ کیا کہیے کہ وہ اس لیے نہ سمجھتا ہو کہ شرع
 سفر اس پر اس بات میں شیخ نے کہہ دیا کہ کچھ ایسا اور مسلم کے
 فائدے کے لیے شرع میں ہے۔ یہ سمجھو کہ یہ کہہ کر کہہ رہے ہیں کہ
 جو کچھ قرآن و حدیث کا ہے اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ
 اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ
 کہ وہ اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ
 بیان ہوا ہے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ
 باقی رہے ہیں کہ قرآن و حدیث کی تفسیر کے واسطے
 کہ یہ علم ضرور ہے اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ
 قرآن میں ہے العزیز ہے تفسیر فتح العزیز میں ہے
 قرآن میں ہے تفسیر میں لکھا ہے کہ تفسیر کلام اللہ
 کہ اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ اس لیے کہ
 میں چیز کو دکھا رکھے کہ وہ چاہے نہ پاوے پہلے قرآن
 کے لفظوں میں اسے ہر لفظ کو اس کے حقیقی معنی یا اس کے

مجازی معنی پر جو مشہور ہیں سمجھنا اور لفظ رکھنا
 کر دہ معنی جاتے نہ پاوین حقیقی معنی کے یہہ جتنے کہ جو لفظ
 جس معنی کے واسطے اصل ہیں بنا ہی مثلاً لفظ اسد کا
 شیر کے معنی کے واسطے اصل ہیں بنا ہی تو اسد
 معنی شیر کے معنی حقیقی ہیں اور لفظ اسد کا جو ان امر کو
 کے واسطے معنی مجازی ہے مشہور ہی تو دہ لفظ
 رکھنا سیاق اور سباق انس لفظ کا یعنی اس کلام کو کس
 مطالب کے واسطے فرمایا ہی اور اس کے آگے
 کس بات کا بیان ہی اور اول سے آخر تک اس
 کلام کے نظم کا لحاظ رکھنا کہ کس وجہ پر وہ کلام
 جاری ہوا ہی ان باتوں کا لحاظ رکھنا اس واسطے
 چاہیے کہ جس میں اس کے مضمون میں خلل نہ ہو تیسری
 بات اس کا لحاظ رکھنا کہ وحی اُترنے کے وقت
 جو لوگ ہو جو تھے یعنی حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام
 اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سوائے انکی سمجھ کے مخالفت
 یا انکی سمجھ نہ جائز ہے بلکہ جس لفظ سے جو معنی
 انہوں نے سمجھا ہی وحی یہہ بھی سمجھے ﴿جس جو ان
 تینوں بات کا لحاظ رکھنا تو وہ نفسیہ رکھنا ویگی پھر
 اگر پہلی چیز کا لحاظ نہ رکھا تو دہری اور شری کا

لہذا رکھا تو یہ تاویل قریب کہلائی اور اگر دوسری
 چیز کا لحاظ نہ کیا اور پہلی اور تیسری کا لحاظ نہ کیا یا
 تیسری چیز کا لحاظ نہ کیا اور پہلی اور دوسری کا
 لحاظ نہ کیا تو یہ تاویل بعید کہلائی اور جب تینوں چیزوں
 کا لحاظ نہ کیا تب اسکو تخریفت اور مفسد کہیں گے
 یعنی کلام کو بے ذہب کیا اور بدل ڈالا اور کلام کو
 بکا رہا اسناد ایسے لوگ ﴿ہمان ذلک نفسیر فصیح
 العربیہ کا مضمون ہی تو ہے جس شخص کو یہ تینوں
 باتیں نہ پہنچیں ہو نگے وہ انہیں سیر کرنے کے قابل نہیں﴾
 پھر جب یہ بات حاصل ہوئی تب نفسیر کے قابل
 ہوا ﴿پھر اجتہاد کرنے کے واسطے کئی بات اور ورکار
 میں جیسا کہ شرح سفر لایقہ قادیان مشیخ
 رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ مجتہد کو قرآن
 اور حدیث کے معنی اور صحابہ اور تابعین اور
 تابع تابعین کے اقوال کے معنی سے خوب واقف
 ہونا اور فاسح اور منبہ کو بہا تشریط ہی
 اور حقیقت میں یہ بھی علم نفسیر ہی اور وہ ان
 کتاب کے مضمون موافق ہیں ﴿سو جسکو اس قدر علم
 ہو وہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اس کے واسطے

وہی راہ نجات کی ہی جیسا کہ حدیثوں سے معلوم ہو چکا
اور حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے تفسیر فصیح
العزیز میں یہ نصیح اور تعقل کی تفسیر میں لکھا ہی کہ تقایید
اور اجتناب و توفیق راہ نجات کی پہلے اور فلا تجعلوا اللہ
إنفاذا وانتم تعلمون کی تفسیر میں جسکی تقایید منع تھی
اُسکو منع لکرنے کے فرمایا بھی کہ جن لوگوں کی تابعداری
اللہ کے حکم سے فرض ہی ہو، چھوڑ کر وہ پہلے پہلے پیغمبر میں
کرا اطاعت اُ کی حقیقت میں اطاعت اللہ کی ہی بدولت ہے
مجتہدین سے اطاعت اور پیر میں طریقت کے کہ انکا حکم عوام
اُمت پر مانتا اور اجبت اور لازم نہیں آتا اس لیے کہ
لأنّ لوگوں کو شریعت کے مجتہدوں سے اور طریقت
کی پیروی کے باتوں سے خوب واقفیت تھی اور اُسکی
دلیل کے واسطے یہ آیت لکھی ہی فَأَمِّلُوا أَهْلَ
الْبَيْتِ إِنَّكُمْ لَا تَعْلَمُونَ ہو چھو تم عالم والوں سے
اور اُن سے سیکھو اگر تم نہیں جانتے ہو یعنی جو چیز
نیکو نہ معلوم ہو اُسکو فالہمون سے ہو چھو یہ آیت
جو قرآن میں سنارے سورہ نحل میں ہی اِس آیت
سے معلوم ہوا کہ عوام اُمت مجتہدوں کی تابعداری
کریں کیونکہ جو اُنکو نہیں معلوم ہی سو مجتہدوں کو معلوم

فہمی ہنسنے سے بار و شاہین اور امیرت میں اور از قاطعیت
 اور محنت و تلباتین اور ظالمین کو ان لوگوں کا کام اور منع
 بھی جو رسایا کے جن میں اس کے ساتھ ان کے واسطے
 فرماویں نہ تانسی و ابر و است لہر طرا و نور و غیرہ کہ میں
 اس کا بابت اور قبول کرنا عہد و واجب ہی ہو تھے
 شوہر کا حکم عہد و است کے جن میں وہاں سے بھی ملے جو میں
 و بابت کا حکم اور لایہ کے جن میں و واجب ہی تھے جو میں
 حکم و عہد و ظلام کے جن میں و واجب ہی تھے لیکن انہیں
 سو ایلان مانج اگر وہ کسی طاعت کر نہ کہ وہ سب سے
 اور قید شادی لینے لگا دی ہی و شرط یہی کہ ان سے پانچو
 گھر کا اہل و عیال نہ ہو عہد کے امر اور نہ ہی کے
 نو و جہاں کے حصے فرمایا ہی لایہ طاعت لایہ و فی جمعیت
 الخالق یاعنی نہیں و راست ہی تا بعد از کسی مہمان
 کسی سکنی خالق کی کہی ہیں اس لئے کہ نہیں لایہ و نہ
 طول تقریر ہی ہو کہ یہاں میں اس مقام میں اس کا خلاصہ
 لکھا ہی ہو جو کہ مفصل ہو لکھنا ہوتا ہے انہیں
 میں دیکھ لے پھر آگے لکھا ہی کہ اس کے حکم و عہد
 سے دریافت ہوئے ہیں کتاب اللہ و عہد و عہد
 یا مجتہد و عہد اجماع یا قیاس سن چلی سے بعد از قیاس

کہ آپت اور حدیث کے موافق ہو غرض اس شخص
میں یوں سے ذہنی یافتہ ہوا کہ مجتہد و فقیہ کی اطاعت
اور تقلید میں اور احکامات کی ہی حضرت مولانا محمد
اسحق محدث دہلوی نے جو نواسے اور جانشین ہیں حضرت

مولانا شافعیہ العزیز محدث دہلوی کے نوے سوالوں
کے جواب لکھا تھا ان سوالوں جوابوں کو اس خاکسار کے
استاذ حضرت مولانا احمد السہ محدث انامی نے اور بھی
دس سوال و جواب کے ساتھ مانا کے جمع کیا اور اس
رسالہ کا نام بابۃ التمسایل فی تحصیل الفضائل رکھا
ہی سو وہ عجیب کتاب ہوئی ہی کہ اس کے دیکھنے سے

سے یوں کے دل میں بے شک و شبہ باقی نہیں
رہتا اور جو استاذ موصوف نے اس رسالہ کی

توثیق میں لکھا ہی کہ اللہ تعالیٰ کے جانب سے توقع
ہی کہ جو کوئی انصاف کی نظر سے اس رسالہ کو غور
و تامل سے دیکھے گا تو وہ شخص بے شبہ شک اور
شبہ سے نجات پاویگا اور اس رسالہ میں جو مسئلے

لکھے ہیں ان مسئلوں میں تابعداری آن حضرت
عائین الصلوٰۃ والسلام کی صحابہ کرام اور اولاد عظام
اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور

ملکہ و صالحین اور اولیاء و سیدہ میں اور منافقین و مشرکین
 اللہ تعالیٰ کے طور پر اُن کے نصیب ہوگی سو حقیقت
 یہی وہ راستہ ایسا ہی پایا کہ جس میں ان کی جگہ میں
 ایسی کوئی کائنات نصیب ہوئی جو عجب کائنات اور
 مشیر میں اور بانی جسے ان میں رہا وہ ایسا ہی کئی بنائی
 ہی ابد انکو دواؤں و جہان میں جڑائی خیر دے اور ان کے
 و خالہ سے ہم نشین مومنوں کو فائدہ بخشے اور
 اس درخشاں کو تمام عالموں کے پسند کیا ہی ہو اس
 سال سیر کر میں بھی چاروں فریب لگتی تابلہ اور بنی کو سنت
 لکھا ہی اگستھوین سوال کے جواب میں بتو اس کا
 بھی ذکر کرتے ہیں جس میں چاروں ایمان کے عقائد
 کو اور بھی قوت ہو اگستھوین سوال چاروں مذہب
 بدعت حبشہ ہیں بلکہ اہل سیدہ جو اب پیروی
 چاروں مذہب کے سن لو کہی بدعت نہیں ہی نہ بدعت
 نہ بدعت بدعت ختم بلکہ پیروی چاروں مذہب کی
 سنت ہی اس واسطے کہ چاروں مذہب میں جو اختلاف
 ہی سو وہ اختلاف یا تو صحابہ کا اختلاف ہی اور
 صحابہ کے اختلاف کی پیروی کے واسطے حدیث
 اصحابی کا مجموعہ بیان ہے اقول یتم اتم وادہی

یا چارونہ ہب کا اختلاف قیاس کے اختلاف کے سبب ہے
 ہیں اور دینی مسئلے قیاس سے نکالنا اور قیاس کا معتبر ہونا
 بہت سی نص سے ثابت ہے یعنی آیت اور حدیث ہر یک
 سے ثابت ہے تو مجتہد لوگ جو مسئلہ قیاس سے
 نکالیں اُن کی پیروی کرنا عین پیروی نہیں کی ہے
 اور چارونہ ہب میں اختلاف ہو نیکی یہ بھی وجہ ہے
 کہ بعضے امام نے ظاہر حدیث پر عمل کیا ہے اور بعضے
 نے باطن پر یعنی اُن سے مسئلہ نکال کے اُس پر عمل
 کیا ہے اور یہ بات بھی حدیث سے ثابت ہے جیسا
 کہ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ میں روایت ہے
 کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت لوگوں
 کو یہی قرینہ پاسن بھیجا تب فرمایا کہ لَا یُصَلُّیْنَ اَحَدٌ
 صَلَوةَ الْعَصْرِ اِلَّا فِی بَنِی قَرِیظَۃَ نہ نماز پڑھے کوئی عصر کی سنگم
 ہی قرینہ میں تب بعضے لوگوں نے عصر کی نماز راہ
 میں پڑھی یا سوا اسطے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کو منظور تھا کہ جائے نہیں دیری بکریں کچھ یہہ منظور نہ تھا
 کہ نماز کو وقت سے فوت کریں اور بعضے لوگوں نے حدیث
 کے ظاہر لفظ بموجب راہ میں نہ پڑھی جب تک کہ
 ہی قرینہ میں نہ پہنچے پھر جس وقت آن حضرت

دینی مسئلہ ہو مسلم نے سنایا کہ جس پر ایسا کیا تو بھروسہ و دلوں
 ہو رہے ہیں۔ حدیث میں عرض کیے جا رہے ہیں کہ جو ایسا
 کرے گا وہ سب سے پہلے جہنم میں جائے گا۔ اختلاف ہی تو ہم
 چاہتے ہیں۔ یہ حدیث کی طرح ہو گئی ہوگی۔ یہاں پر مذہبوں
 کے سبب ایسا کیا گیا ہے کہ اس میں جو حدیث لکھی
 ہے اس کے ہم ان کے قصور سمیت ہم کو لکھتے ہیں
 شہادت والی باتیں ہیں۔ لکھی ہیں کہ ہماری اور دوسرے مسلم
 دونوں میں علم الہی اس علم سے ہوا ہے کہ ہم
 اَللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ فَرَمَا مَا لَا یَعْلَمُ لَیْسَ لِحَدِّثِ الْمَطُورِ وَاِیْرَ وَاِیْرَ
 اَلْصَّیْرَ اِلَّا فِیْ کَسْبٍ مُّزَیَّطٍ کَا لَمْ یَنْتَصِرْ قَامِرٌ اِلَّا ذُرَیْعَتَاہُ
 پر آئے کوئی طبع ہو سکتی ہو اور یوں نہیں ہوا کہ نہ ہوا
 پر آئے نہ کوئی نہ کہ کسی ملک میں قرآن میں یہ بات حضرت
 نے یہ مالی جہاں اجڑا اب سے کوئی وقت اس کی
 شرح یہ ہے کہ یہ قرآن میں ہوا ہی ہو گیا ہے۔ یہ سنو
 کہ یہ یہ وہ ہیں کہ اس میں ان کی اس نئی بارگاہ میں
 یہی حضرت ہیں اور ان میں ہمارے بھی جو یہ ہیں
 یہاں پر ہماری میں جہاں کے بعد تو ہم یہ ہمیں کے
 ہمارے یہ عرب کے ہمارے کام تو ہوں کو یہ ہمارے ہمارے
 یہ ہے نہ یہ وہی قرآن میں بھی حضرت سے قول

نہ تو اوروں کا فریضے شریعت ہوتے تو اس نے نہ جان سکوتا
 جنگ خندق اور جنگ ابسکوتے ہیں اس نے
 لڑائی میں کافروں کا شکر دس مرتبہ اتر چلا اور حضرت
 کا شکر دس مرتبہ اتر چلا تو کافر لوگ مدینہ کو گھیرنے
 رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرما دی اور ان کی تباہی کا
 نہ بھرتے تھے اور غلام سید ہوئے پلٹ گئے تب حضرت
 کو حکم ہوا کہ بنی قریظہ سے تیرے ساتھ آجوقت حضرت نے
 اہل بیت سے بہت دوستی فرمائی تھی اس حدیث کا
 یوں بھی کہ حضرت کے حکم سے ان صحابہ کو گفہج قریظہ
 کی طرف چلے گئے اور حضرت راہ میں جا رہے تھے کہ
 سے راہ میں رہا نہ ہو کہ حضرت راہ میں رہا نہ ہو کہ حضرت راہ میں
 نہ تھے کہ اگرچہ نماز کا وقت چلتا رہا مگر ان کو اتنی ہمت
 نماز نہ پڑھی بغیر بنی قریظہ میں پہنچے اور پھر ان کو
 گلاہم سے حضرت کی غرض تھی کہ جو وہ چاہتے تھے وہ
 بلذی ان صحابہ نے لیا اور ان سے ان کے لئے ایک کھانا
 تو بنی قریظہ میں جا کر نماز پڑھیں گے اگرچہ نماز کا وقت
 جا رہا ہے کیونکہ حضرت نے ان کو فرمایا تھا
 پھر یہ حال دیکھ کر حضرت نے ان کے لئے نماز پڑھنے کا
 سکے یہ پڑھیں کہ حضرت کے لئے یہ وہ نماز ہے

کہتی پر ناخوش نہیں ہوتے یعنی جو نوکری سمجھتی کہ وہ اب چھٹی
 جانا تو بس جیسا کہ حضرت کے اصحاب لوگ
 اس حدیث سے دو مطلب سمجھے بعضوں نے ظاہر
 حدیث پر عمل کیا اور بعضوں نے قیاس کیا اور
 اس میں سے حضرت کے رفقاء کے اسباب نکالا
 اس طرح مجاہد لوگ بھی بعضے مقام پر قرآن
 صریح کے کئی طرح مطلب سمجھتے ہیں اور وہ سب جن جن
 ہیں اسے اس واسطے باہل سنت و جماعت جاری
 ایسوں کے مذہب کو منجائے ہیں اور یہ جو بعض
 ناواقف کہتے ہیں کہ ایک دین۔ چھٹی دین کہوں
 اختلاف کیا اور چار مذہب ہوئے ایک نہیں ہے
 کہوں نہ ہوا تو انہیں حدیث سے معاف ہو کر وہ
 لوگ نادان ہیں اور حدیث نبوی سے ناخبر ہیں
 آج کے اختلاف میں کچھ قیاس نہیں خود حضرت کے
 روئے اور حضرت کے اصحاب میں ایسا اختلاف ہوا
 اور حضرت نے اس اختلاف کو درست رکھا اور
 منع نفر دیا اور حقیقت ان میں ایسا اختلاف نہیں
 ہے اور آسانی ہی جیسا کہ اوپر مذکور کیا گیا
 جو غایقہ ۱۰ میں یا مت کے متعلق جو چاروں مذہب

کسی بدعت کہنے نہیں **یعنی** تاوان جو لوگ مکی راہ جھوٹے
 ہیں سو ان جائز و مذہب کو بدعت کہتے ہیں اگر حضرت
 کے وقت میں یہ چار و مذہب نہ تھے بلکہ پچھلے ہوئے
 ہیں تو بے مذہب بدعت سمجھ رہے **تو** ان کو شایانہ
 چاہئے کہ ایسی بات کہنے سے **آ** تو علی گزرا ہو جاتا ہی
 اور یہ بات اُس کے واسطے موجب عذاب کی
 ہو گی **کیونکہ** حدیث سے ہم ثابت کر چکے کہ اپنے احار و
 مذہب موافق قبور ان کو عذاب کے ہیں اور حضرت
 کی مرقوم نہیں تھی کے قبر میں کشتیاں لگی ہو جائیں
 نہ سبب حشر طبل و آواز لکھیں **فکر** انوں پر بھی اُن کے قول
 کو کبھی دلیل سے ہم راوا کر دیتے ہیں **کان** ان کے حضور
 ہوئی اور دلیل یہ تھی کہ حضرت نے جو بدعت کا بیان فرمایا
 ہی **انہیں** حدیث سے غار و مذہب بدعت نہیں ہو چکے
 جاتے **وہ** حدیث یہ نہ ہی **مشکوٰۃ** مصابیح میں مذکور
 اجتہاد امام بالکتاب و السنہ کی پہلی اصل میں حضرت
 علیہ السلام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا
 مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ **محقق علیہ السلام** **ما** رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے جسے نئی چیز نکالی **ہمارے** دین میں کہ

مسلمان ہیں یا مسیحیوں میں ہونا ال کے جواب میں ایسے
 لوگوں کو گمراہ لکھا ہی * باب چھواں سوال چار و
 مذہب کے مقلد یعنی تابعہ اہل کو بدعتی کہیں گے یا
 نہیں * جواب ان کے مقلد کو ہر گز بدعتی نہ کہیں گے
 اس واسطے کہ انہی تقاضے یعنی تابعہ اہل حدیث شریف
 کی تقلید ہی کہ کسی نے ظاہر حدیث کو یا بعد ازیں کی
 اور کسی نے باطن کی تو پھر حدیث کے تابعہ اہل کو
 بدعتی کہنا گمراہی مانی اور موجب عذاب کا قسمی
 و لہل یہی بنی کہ بدعت کے معنی کسی طرح پر عالموں نے
 لکھا ہی سو کسی بموجب چار و ایمون کا مذہب بدعت
 نہیں ثابت ہو تا * اب بدعت کے معنی سنو حضرت
 شاد عبد الرحمن دہلوی نے شرح مشکوٰۃ کے شروع
 میں لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ
 کہ معلوم اور مشہور ہی اس کے خلاف جو چیز نئی
 نکالی گئی ہو اس پر اعتقاد رکھنا شہدہ اور ناجاہل
 کہی را د ہے یعنی جب تک اس خلاف چیز پر
 اعتقاد رکھے گا اس شہدہ سے کہ شاید یہ چیز بہتر ہی
 نہ تک بدعت کہلاو گی * اور جب انکار کی راہ
 سے اس پر اعتقاد رکھنا یعنی اسطرح پر کہ یہ

چیز بنیت کے خلاف ہی تو کیا ہو اس کے بہتر ہی ثابت
 پھر کفر ہو جاوے گا۔ تو ایمان کا کوئی مسئلہ اس طرح کا
 نہیں ثابت ہوتا کہ خلاف ہونا اس کے بہتر کے جو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہو اور بیشک وہی
 بالمشترک اس کے موافق نہیں جس کو حدیث کا ظہر
 ہو وہ دیکھ لے کہ اس لوگوں کا سارا اجتہاد ہی مسئلہ
 ایک حدیث سے نکلا ہو گا تو وہ میری سے نکلا ہو گا اور
 حدیث کے ظاہر سے نہ نکلا ہو گا تو اس کے باطن سے
 نکلا ہو گا اور یہی ہے سب کا یہ تھا جیسا کہ یہی قریب
 کنی حدیث سے معلوم ہو چکا اور پھر ازراہین میں لکھا ہی
 کہ بدعت وہ چیز ہے کہ جو چیز نئی نکالی گئی اس میں
 حکم اور عہد اور حال کے خلاف جو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے ثابت ہے اور وہ اجتہاد جوئی نکالی جاوے
 تو کچھ شہادت کے سبب سے اور اس کو نیک جان
 کے اور پھر اس کو درست دین اور سیدھی
 اور پھر وہ ہیں یہ تفسیروں اور شرح مشکوٰۃ کا
 تفسیر ہیں ایک ہی ہیں اور یہ مسائل میں شرح
 سنن بیہقی سے لکھا ہی کہ بدعت وہ چیز ہے جو
 نئی نکالی گئی ہو اور وہ چیز دین کے اصول پر قیام

نہ گزلی گئی ہو یعنی اُس کے موافق نہو تو امامون کا ایسا
 کوئی اجتہادی مسئلہ نہ لکھیں گے کہ اصول دین یعنی حدیث
 قرآن اجماع پر اُسکو قیاس کیا ہو گا ﴿ اور حضرت شافعی
 عبدالحق و ہنوی رحمہ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں
 کُلُّ بِلَاغَةٍ ضَلَالَةٌ کی شرح میں لکھا ہے کہ جو کچھ پیغمبر صلی
 اللہ علیہ وسلم کے بعد نکالا گیا بدعت ہی پھر اُس میں
 سے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور
 طریقہ کے موافق ہی اور اُس پر قیاس کیا گیا ہے
 اُسکو بدعت کہتے ہیں اور جو کچھ اُس کے مخالف
 ہی اُسکو بدعت اور ضلالت کہتے ہیں سو حضرت
 نے جو فرمایا ہے کُلُّ بِلَاغَةٍ ضَلَالَةٌ یعنی جس بدعت ہی سب
 گمراہی کا سبب ہی سو اُس بدعت کے نہیں دینے کہ جو کچھ
 حضرت کے دین اور طریقہ کے خلاف نہو ﴿ اور بعضی بدعتیں
 واجب ہیں جیسا کہ علم نحو صرف کا پرہنا پرہانا کہ
 اُس کے سبب سے آیت و حدیث کے معنی دریافت
 ہوتے ہیں اور حفظ کرنا قرآن و حدیث کے غرایب
 یعنی مشکل لغتوں کا اور دوسرے علم کا سیکھنا سکھانا
 جس کے سبب سے دین مذہب کی محافظت ہو سکے
 شان اصول فقہ اور عقائد وغیرہ کے اور بعضی

بدعتیں مستحب ہیں جیسا کہ مدرسے اور لکڑ خانے کا بنانا اور بعضی بدعتیں مکروہ ہیں جیسا کہ بعضوں کے قول بموجب مصحف اور مسجد و ن پر نقش و نگار بنانا اور بعضی بدعتیں مباح ہیں جیسا کہ لکڑی کھانے اور زہد کپڑے میں کشادگی کرنا بیشتر عوام کے ہوا اور اُن کے سبب سے شریعت اور فکیر اور برائی نکر نے یا چپ سے اُتر رہا ہے مباح جو حضور کے زمانے میں نہ تھے جیسا کہ بھڑیت کھانا کھانا اور پانی وغیرہ اور بعضی بدعتیں حرام ہیں جیسا کہ مذہب اہل بدعت و ہوا کا جو اہل سنت و جماعت کے خلاف ہو ﴿اور جو کچھ خلفاء راشدین نے کیا ہو اگر نہ اُن کا کام بھی اس معنی کی راہ سے کہ حضرت کے زمانے میں تھا بدعت ہی لیکن بدعت حسنہ کے قسم میں ہو گا بلکہ حقیقت میں سنت ہی اس واسطے کہ حقیقت کے فرمایا ہی کہ تم سب کوئی اختیار کرو میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت یہاں تک شرح مشکوٰۃ کی عبارت ہی ﴿اب ایک بات برے فائدہ کنی نہی اُس کو سنا جائے کہ بعضی مالمون کے نزدیک بدعت ایک ہی قسم ہی یعنی جو کچھ خلاف سنت

گے ہو وہ بدعت ہی جیسا کہ قریب ہی لکھ چکے اور
 بعضوں کے نزدیک بدعت کے کئی قسم ہیں جیسا
 کہ شرح مشکوٰۃ میں ہی اور حقیقت میں بات ایک ہی
 ہی کیونکہ جو کچھ خلاف سنت کے ہی اُسکے بدعت
 ہونے میں سب کا اتفاق ہی اور جو کام کہ حضرت کے
 بعد کیا نکالا گیا مگر اُسکو سنت پر قیاس کیا تو
 حقیقت میں وہ سنتِ تمیز اور بدعت نہوا اس واسطے اُسکو
 بدعت میں نہ داخل کیا اور کہا کہ بدعت وہی ہے جو
 سنت کے خلاف ہو جیسے اسلام کے خلاف کفر
 ہی اور شاہ عبدالعزیز نے جو اُسکے قسم لکھا تو انکی
 ہر غرض ہی کہ جو کام وہ ہیں میں نے لکھے مگر موافق سنت
 کے ہیں تو حقیقت میں وہ سنت ہیں اور اُسکو
 جو بدعت کہہ کہا تو اس واسطے کہ لغت میں بدعت
 معنی جو چیز کہ نئی نکالی گئی تو لغت کے معنی کی راہ
 سے اُسکو بدعت بلایا اور نہیں تو اُسکو بدعت
 کیوں کہتے اور حسنہ اس واسطے کہا کہ اُس میں خوب
 پائی گئی کہ سنت کے موافق ہی جیسا کہ شاہ عبد
 العزیز نے خود لکھا ہی کہ خلفاء راشدین نے جو کام حضرت
 کے زمانے کے بعد نکالا ہی وہ بدعت حسنہ ہی بلکہ

حقیقت میں وہ کام مسند ہی پر خلاء و اشد میں کے
 کام کو تو حضرت نے خود مسند کہا ہی اُس کے
 بدعت ہونے کی کیا وجہ ہو اُس کو لعنت کے سہی کی
 راہ سے بدعت کہا عرصہ جب کو شرع میں بدعت کرنے
 ہیں اور اُس کے بدعت ہوئے ہیں سب کا اتفاق ہی
 ہو وہی ہی جو سب کے خلاف ہو تو اس بدعت
 کبھی بیک ہو سکی نہیں اور بدعت حین بدعت ہی
 ہیں اس لیے اس طرح حضرت نے فرمایا کہ محل بدعت مَلَائِکَہ
 یعنی جتنی بدعت ہی سب گمراہی کا سبب ہی اور
 یہاں قطع نہیں لکھتے ہیں کہ بدعتی کے پیچھے غار مگر وہ
 ہی نوادان ہی مدعی مراد ہیں کہ جس کام کو شرع میں
 بدعت کہتے ہیں اُس سے کام کہ بیو الہ کے پیچھے ہمارے
 کہ وہ ہی بات ایک ہی ہی تقریر کا فرق ہی ہے اور
 اماموں کا ہر سب تو جیسی قول سے بدعت نہیں ہو سکتا
 کیونکہ ان کا مذہب سب کے پیچھے ہی مالکیت اُن کا
 مذہب عین سب ہی اور سب کو بدعت کہا
 گمراہی ہی ہے حقیقت یہ ہے کہ جو کوئی لا ازالہ محمد
 رسول اللہ پر ایمان لاوے گا وہ دین کے حامل ہوگا اور
 ہر دواؤں کی تابعداری کرے گا کیونکہ وہ یوحنا دین

محمدی کے خراجی ہیں انکی صحبت اور متابعت اور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین ماننے لگے کئی لالچ
 سے کرتے ہیں * باقی رہا جو کوئی کہے کہ ہم رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین ماننے لگے جسے
 حدیث سنیں گے آنکھوں سے نہ دیکھ سکی پر وہی
 کہ میں جگے سوا اس گھر گیا چاہئے اس بات کے
 واسطے جو ہم مانجھو میں جائزہ میں لکھتے ہیں اسکا
 خیال رکھنا ضروری ہے * ہاتھوں میں لکھنا اس بات
 کے بیان ہیں کہ جسے دین سے کچھ بہانے کا حال
 دریافت کر لے اور اجتماع اور قیاس کے بیان
 میں * شامل نہ کرے کے آخر میں ابن سیرین سے جو
 تابعین تھے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا ہذا الحدیث
 دین فانظر وامن تأخذون دینکم یہ حدیث جو ہے
 رسولی دین ہی پھر دیکھو تم اس شخص کو جسے
 لیتے ہو تم دین اپنا * یعنی حدیث نبوی جو ہے جس
 پہی دین ہی تو جس شخص سے حدیث سنو اور
 پڑھو اس کا حال دریافت کر لو کہ یہ شخص کیسا
 ہی جو متقی اور پرمیزگار اور تابع سنت کا ہو اور
 ناسخ منسوخ پہچانتا ہو اور حدیث سے خوب واقف ہو

اُسے سبکدوش اور مستوفاسق اور بدعتی اور
 حدیث کے علم سے ناواقف کی صحبت سے کنارہ
 کرو کہ وہ کہیں تمکو حدیث کے معنی اُتے نہ بناوے اور
 کسی وضعی حدیث کو حدیث بنو سی نہ کہہ دے کہیں
 منہو بخ حدیث پر عمل کرینکا حکم نہ کر دے اور اپنی
 ناواقفی کے سبب سے کسی صحیح حدیث پر عمل
 کرنے کو چھوڑ دے جیسا کہ بالا سبقت میں بعض
 ایسے لوگ دیکھنے سے دین آئے ہیں کہ باوجود
 اس کے کہ انکو حدیث میں مطابقت داخل نہیں ہے اور
 حدیث کی معتبر کتابوں میں سے مثل صحیح بخاری اور
 صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور حسن ابی داؤد اور
 نسائی اور ابن ماجہ اور بوہی کے ایک بھی ایسا
 سے نہیں ہے۔ ہیں اور یہ طریق سیر کے بھی اُسکو
 دیکھتے ہیں بلکہ سب کتابیں اُنکو کبھی دیکھنے کو بھی
 پیش نہ دیتے یہاں تک کہ مشکوٰۃ جو اُس میں ایک
 میں بہت سیر ہے اُسکو آدھی اور ربع بھی
 نہیں ہے ہیں بلکہ اُنکے پاس مشکوٰۃ موجود
 بھی نہیں ہے اور باوجود اس کے علمی اور ناواقفی
 علم حدیث کے اُن لوگوں نے یہی ہجو و عیب شروع کیا ہے

کہ جس جو کچھ ہم قرآن حدیث میں پائیں گے اُس پر
 عمل کریں گے ہم فقہ کی کتابوں کو کچھ نہیں سمجھتے اور یہ
 ایسے کی ہوتی ہے کہ اُنکو حدیث کا علم نہیں ہی اگر مجاہد
 ہوتے تو فقہ کو دوست رکھتے کیونکہ فقہ تو حدیث
 سے ثابت ہی اُنکو اسی بھی خبر نہیں کہ علم دین کے حدیث
 سے تین ثابت ہیں قرآن اور حدیث اور فقہ جیسا کہ
 مشکوٰۃ مصابیح میں کتاب العلم کی دوسری فصل میں عبد اللہ
 ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ اُنھوں نے کہا قال رسول اللہ
 ﷺ اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ اَيَّةٌ مُحْكَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ
 اَوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا كَانَ صَوْلِي ذَلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ رَوَاهُ ابُو
 دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ فَرَمَا يارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہ علم اصول اور دین اور شریعت کے تین ہیں ایک
 آیت محکم یعنی وہ آیت جس کے معنی صاف اور ظاہر
 ہیں اور اُس کا مطلب صاف ہو جھاننا ہی بولنے کے
 ساتھ ہی اور کسی طرح کا شبہ نہ ہو اور تحصیل کا
 اہم نہیں ہوتا ﴿آیت محکم﴾ اس واسطے فرمایا کہ
 آیت محکم اُم الکتاب اور اصل اور جہاں سب
 آیتوں کی اور اجمال اور شبہ سے محفوظ ہے اور
 جو اُس کے ساتھ ماہیات آیتیں ہیں اُنکو آیت

حکم پر قیاس کیا ہی اور برای شارح قرآن سے
 لیا ہی یا سنہ کو جہت کائنات سنہ کے ساتھ ثابت نہی
 یعنی ثابت نہی کہ یہ کلام حضرت کا نہی یا فریض یعنی
 وہ حکم کہ مثل اور یہ آیت ہی کتاب اللہ اور سنت
 کے اسمین اشارہ ہی اجماع اور قیاس کا
 کہ اجماع اور قیاس بھی کتاب اللہ اور سنت
 زبیر علیہ السلام علیہ وسلم سے نکلا ہی سو اسطے
 انکو کتاب اور سنت کے برابر اور مثل فرمایا ﴿ اور
 انکو فریضہ اسطے فرمایا کہ لو جب سمجھیں کہ
 ان پر عمل کرنا واجب ہی جیسا کہ کتاب اور
 سنت پر عمل کرنا واجب ہی اس حدیث سے
 یہ مدعی حاصل ہوئے کہ دین کے اصول جاری ہیں کتاب
 اور سنت اور اجماع اور قیاس ﴿ اور جو کچھ کہ
 سوائے اسکے ہی سو وہ بے فائدہ اولاً یعنی ہی اسکا
 ترجمہ عبدالحق دہلوی کی شرح مشکوٰۃ سے لکھا ﴿
 اب دیکھو ناواقفی کے سبب سے فقہ پر عمل کرنے
 سے تو انکار کیا اور حقیقت میں وہ انکار اس حدیث
 سے ہو گیا کیونکہ فریضہ عاقلانہ فقہ کو کہتے ہیں کہ اجماع
 اور قیاس کے کتاب اور سنت سے نکلا ہی

اس سب سے پہلے اصول فقہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ
 اصول فقہ یعنی جڑ فقہ کی چار ہیں پہلے کتاب اللہ
 دوسرے سنت اللہ کے رسول کی پیروی جماع
 اجماع کا صحابہ کے وقت سے لیکے قیامت تک
 اور اجماع اہل رای اور اذہان کا معتبر ہی یعنی مذکور
 فہم اور عقل ہی قرآن حدیث پیرو اور جسمیں اجتہاد
 کی لیاقت ہی اذکا اجماع معتبر ہی اور عوام کے قول
 کا اور اس مسئلہ اور محدث کے قول کا جسکو اصول
 فقہ میں آنکھ نہیں اجماع میں اعتبار نہیں ہے ۞ یاقنی
 اجماع کے قیاموں کا بیان اصول فقہ کی کتابوں میں
 مفصل مذکور ہی جو چاہے دریافت کر لے اور اجماع
 اس امت کا بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے دین کے فروع میں یعنی قضی مسئلوں میں
 حجت اور سند ہی کہ اس پر عمل کرنا از رو ہی شرع
 کے واجب ہی اس امت کی ہر گز کے سبب سے جیسا
 کہ حضرت نے فرمایا کہ میری امت گمراہی پر اجماع
 مگر میں گے مشکوہ مصابیح میں باب اعتصام بالکتاب
 والحدیث کی دوسری فصل میں عبد اللہ ابن عمر سے
 روایت ہے کہ انھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

سے وہ والا جاوے آگ میں روایت کیا اسکو نہ مہربانی
 نے جو نیچے قیاس کرو وہ بھی شریعت کی جھوٹوں میں سے
 ایک جھوٹ ہی اس پر تمام عالمی است کا اجماع
 ہی اور رحمت کسی وار دات میں کتاب اور سنت
 اور اجماع کی دلیل نہ ملے تب قیاس پر ہمیں کرنا
 واجب ہی اور یہ بات حضرت کے فرمانے سے ثابت
 ہی جامع نہ مذہبی میں باب ما جاء في القاضی میں معاذ
 ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُصْحٰوْنِیْ
 كَمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَاذَ اَبِي
 الْيَمَنِ فَقَالَ كَيْفَ تَقْضِي قَالَ اَقْضِي بِمَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ
 فَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَيَسْنُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ لَمْ يَكُنْ فِي سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ اجْتَهِدْ
 رَاٰی قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مُحَمَّدًا
 رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَعْجَاذِهِ كَوْنِهِ كَمَا يَحْكُمُ
 بِعَيْنِ قَاضِي كَرَّكَ اَوْ رَفَرَمَا يَكْطَرُحْ اَوْ رَكْسَ مَوْجِبْ
 فَوْحَا كَرَّ يَكَا عَرْضَ كَمَا حَكَمَ كَرُوْنْكَ اُسَ مَوْافِقَ جُو كِتَابِ اللّٰهِ
 مِّنْ يَّحْيَا فَرَمَا بَا پَهْرَا كَرْنُوْهُ حَكَمَ كِتَابِ اللّٰهِ مِّنْ عَرْضَ كَمَا پَهْرَا
 سَبْ حَكَمَ كَرُوْنْكَ مَوْافِقَ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ كَرَّ فَرَمَا بَا اَكْرُوْهُ حَكَمَ نُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَمَا سُنَّةِ

میں عرض کیا کہ کام میں لگاؤ ان گا آپ ہی عقل اور دکر کو
 بعد کتاب الیہ ام رخصت رسول الیہ پر اہی عقل سے
 قیاس کر کے حکم کرو نگاہ کیا ہے تب بعد میں اسے کو
 جسے نو فین وی اللہ کے خاصہ کے قاصد کو حضرت
 نے اس سے ثابت ہے حاشی ہو کے یہ فرمایا
 اس میں حدیث سے ثابت ہوا کہ قیاس شرع سے
 ثابت ہی اور اللہ رسول کی مرضی کے موافق ہی
 اب حلو سے قیاس کا انکار کریں وہ جاہل اور آنکا
 کام ہم جسکی امت ہیں انشکی خوشی کے تابع ہیں
 اور مشکوٰۃ ص ۵۸۵ میں باب العین فی القضاء والحدود
 منہ کی دو مزی فصل میں معام ابن حنبل سے روایت
 ہی کہ انھوں نے کہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَّضَ لَكَ قَضَاءُ
 قَالَ أَقْضِي بِكِتَابِ اللَّهِ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ
 فَيَسِّرْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَنِ
 رَسُولِ اللَّهِ قَالَ اجْتَمِعْ رَأْيِي وَلَا الْوَقَالَ فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَدْرِهِ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 مَقَّ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ لَمَّا مَرَّ عَلَى نَبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا
 التَّيْمَنِيَّ وَأَوْدَى لَوْلَا وَاللَّهِ لَأَرَيْتُ بِشَيْءٍ رَسُولَ اللَّهِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وقت کہ بھی چاہتا دیکھ لیا گئی
 طرف یعنی قاضی کر کے فرمایا کتاب کا حکم کر دیا تو جب
 آگے آویٹا تو نے کوئی قضیہ غرض کیا معاوضے حکم کر دیا
 موافق کتاب اللہ کے حضرت نے فرمایا پھر اگر بناوے
 تو اس حکم کو کتاب اللہ میں غرض کیا تو حکم کر دیا
 موافق سنت رسول اللہ کے حضرت نے فرمایا پھر اگر
 بناوے تو اس حکم کو رسول اللہ کی سنت میں معاوضے
 غرض کیا کہ کام میں لگاؤں گا اپنی عقل اور فکر کو اور
 یہ تقصیر کروں گا اجتہاد کرتے اور حق کی تلاش کرتے ہیں
 کہا معاوضے پھر ہاتھ مارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ہماؤ کے سینے یعنی میرے سینے پر جس میں کتاب
 اللہ اور سنت پر قائم رہوں اور مجھ کو قلم دیا وہ
 ہو جاوے ہاتھ مبارک کی برکت سے اور فرمایا کہ سب
 یعزب اللہ کو جسے تو قیادہ اللہ کے قاضی کے قاضی
 کو اس چیز کی جسے خویش اور راضی ہی اللہ کا
 رسول ﷺ سبحان اللہ قیاس برہی جلیلہ ہی مگر قیاس کر نیوالا
 مجتہد چاہئے جس میں اسکا اجتہاد قرآن حدیث کے
 خلاف نہ پڑے ﷺ جانا چاہئے کہ اجتہاد یعنی الفت میں
 قوت اور طاقت کو کام میں لگانا تو مجتہد کو لگو کہ اپنی

عقل کی قوت کو قرآن حدیث سے احکام نکالے ہیں جو نکالتے ہیں آسیواصلے اے کہو مجتہد اور اصحاب الرا۱
 الرا۱ یعنی صاحب عقل کہتے ہیں اور اصحاب الرا۱
 سب مجتہد ہیں خواہ ابوحنیفہ اور شافعی ہوں خواہ
 دوسرے اور اصحاب الرا۱ کہا کچھ طمس کی بات نہیں لیا
 بلکہ تعریف کی بات ہی کیونکہ عقل والوں کی ایہ ہے
 تعریف کی ہی دریا بالہ صاحب ہے سورۃ النحل
 میں وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ اور سمجھائے وہی سمجھتے
 ہیں چنانکہ عقل ہی وہ معلوم ہوا کہ اگر آپنی نہیں رہا عقل
 مند ہائے اور قرآن حدیث اور دین کی باتیں سمجھے
 تو اسکو عقل نہیں ۞ آسیواصلے سب عالم والے کو عالم ہیں کہتے
 عالم وہی جو دین کے علم سے واقف ہو اور دین کا علم
 دین ہی قرآن و حدیث فقہ جیسا کہ اوپر گذر چکا غرض
 فقہ کا حق ہو ماحدثت سے ثابت ہوا اور فقہ کی حق بھی
 حدیث سے بار ثابت ہو دین قرآن حدیث اجماع فہم
 تو اب جو کوئی ایسی بات کہے کہ ہم فقہ کو ہمیں مانتے تو وہ
 پھولاہی ۞ بانی فقہ کی فضیلت کی حدیثیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں
 لکھیں گے ایشاء اللہ تعالیٰ ۞ غرض جن لوگوں کو حدیث میں
 رخصت ہیں اور بغیر حدیث کے قرآن شریف سمجھنا

اور اسے مسئلے نکالنا تو معلوم ہے اور فقہ سے انکو
مطابق انکار ہی تو اپنے لوگ دین کے تینوں علم سے
ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ایسے لوگ کس سے مسئلہ پوچھنے اور
اور انکی پیروی کرنے میں ہوگا کہ وہ آپ بھی راہ
بھولیں گے اور دوسروں کو بھی بھلا دیں گے جب
کہ مکتوبہ مصابیح میں کتاب العلم کی پہلی فصل میں
عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ
أَنْتَزَا عَابِتَزَعَهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ
الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ أَخَذَ النَّاسُ رُؤُوسَهُمْ جَهْلًا
فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ فَرَأَى بَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَحْقِيقِ أَمْرِ تَعَالَى فِيهِ
أَتَّهَاتَا عِلْمٌ كَوِ آخِرَى زَمَانٍ فِيهِ كَتَمْتُمْ كَرَكَةٍ كَتَمْتُمْ أَسْكُو
بِعَنِي جَمِين لَمْ أَسْكُو بَدُونِ كَتَمْتُمْ مَسْ وَدِيَكُنْ أَتَّهَاتَا
ہی علم کو ساتھ وراثت دینے والوں کے یہاں کتب کے
جب باقی نہ رکھے کسی عالم کو لیون لوگ مرد و ار جاہلون
کو یعنی جب عالمین باقی نہ ہیں تب لوگ جاہلو کو اپنا
مرد و ار تھہراوین تب وہ جاہلین پوچھے جاوین مسئلے پھم
قوی دین بشیر علم کے سو آپ بھی گمراہ ہوں اور دوسروں

کہ بھی گراہ کریں اس حدیث کو بخاری، مسلم و دیگر روایت سے
 روایت کیا ہے۔ سو یہ وجہ درمیان میں ہوا کہ اس کی روایت سے
 دیکھتے ہیں آیا یہی اس وقت میں یا وہاں سے ہے اس کی عقل سے
 بغیر علم کے بہت سے مسائل لوگوں کو تعلیم کیا گیا اور
 عجیب ایک فیاد و حمار کھائی کہ ظاہر میں وہ عوامی کمرے
 ہیں حدیث پر عمل کرنا اور حقیقت میں سنت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو بتاتے ہیں
 اہل اکوہ اس میں نہایت سے توجہ نصیب کر رہے ہیں
 دین کے علم کی سمجھ دے جن لوگوں کا ہم ذکر کرتے ہیں
 وہ محدث ہیں۔ یہ تو ان کے تو ہم خادم ہیں ان پر
 کیون طعن کرتے تھے۔ تو ان پر طعن کرنا تو یہ وجہ بھی
 موجب ہی جس سے فقہ پر طعن کرنا موجب گمراہی کا نام کہ
 یہ تو جاہل ہیں کہ آپ بھی بھولے ہیں اور وہ عوام کو بھی
 بھلاتے ہیں اس میں بھی بھولنے کی ذرا نکت بھول کا ذکر کرنا حق
 ظاہر کرنے کے واسطے ضرور ہے اس واسطے ہم اس کو
 لکھتے ہیں تاکہ لوگ ہوشیار ہو جائیں اور ان کے دامن
 میں نہ پھنسین اس کی بھول کو سنو نہ ہی بھول یہ ہم
 کہ نہ اونچ کی غار کو منع کر دیا اور کہا کہ یہ نماز رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ثابت اور اس بھول کے سبب سے سنت
 آن حضرت اور حجاب کی موقوف ہوئی حالانکہ حدیث میں

اور اوج پر ہمارا حضرت اور صحابہ کا نامت ہی مسکوتہ
 صحابہ میں باب قیام شہر رمضان کی دوسری فصل
 میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں
 کہنا صلی اللہ علیہ وسلم قلم یقنننا شیئا
 من الشیء حتی یقی منیع فنام بنا حتی ذهب ثلث اللیل
 فلما کانت السادسة لم یقم بنا فلما کانت الخامسة قام بنا
 حتی ذهب شطر اللیل فقلت یا رسول اللہ لو نفلتنا قیام
 هذه اللیلة فقال ان الرجل اذا صلی مع الامام حتی
 یخسف حسب له قیام لیلة فلما کانت الرابعة لم یقم بنا
 حتی بقي ثلث اللیل فلما کانت الثالثة جمع اهلہ ونسأه
 والناس فقام بنا حتی خشینا ان یغو بنا السلاح قلت وما
 السلاح قال السجود تم لم یقم بنا بقیة الشیء رواہ ابو داؤد
 والترمذی والنسائی وروی ابن ماجة نحوه الا ان
 الترمذی لم ینکر تم لم یقم بنا بقیة الشیء روز رکھا
 ہے مائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر قیام کیا
 ہمارے ساتھ کچھ مسہر رمضان ہر سے یعنی سوائے
 فرض کے کچھ نقل جماعت کے ساتھ ادا کیا یہاں تک
 کہ باقی رہیں سات راہین پھر قیام کیا یعنی جماعت
 کے ساتھ نقل پر ہی ساتھ ہمارے یہاں تک کہ گئی

نہا لی رات ۛ پھر جب باقی رہیں چھ راتیں قیام کیا۔
 ساتھ ہمارے ۛ پھر جب باقی رہیں پانچ راتیں قیام
 کیا ساتھ ہمارے یہاں تک کہ گئی آدھی رات تب کہا
 میں نے بارگاہِ رسول اللہ کیا بھٹا ہوا تاجہ زیادہ کرتے آپ
 ہمارے واسطے قیام آئیں رات کا ۛ تب فرمایا
 حضرت نے تحقیق شمعیں جگتا رہتا ہی امام کے
 ساتھ یہاں تک کہ فارغ ہو امام ہمارے خستہ کیا جاتا
 رہا آسکے گئے تو اُن تمام رات کے قیام کا ۛ پھر جب
 باقی رہیں چار راتیں قیام کیا ہمارے ساتھ یہاں تک
 کہ باقی رہ گئی نہالی رات یعنی مسح کا قریب ہو گیا آئیں
 رات کو قیام کیا ۛ پھر جب باقی رہیں تین راتیں
 حضرت نے جمع کیا اپنے گھر والوں کو اور باقی
 عورتوں کو اور آدمیوں کو پھر قیام کیا ہمارے ساتھ
 یہاں تک کہ تہہ سے ہم کو فوت ہو گئے فلاح راوی کہتا
 ہے کہ ابو دہشے کہا میں نے اور کیا ہی فلاح یعنی فلاح کے کیا معنی
 اندوڑنے کہا کہ فلاح معنی کھانا سحر کا کیونکہ سحر سے روز
 وار کو روزہ ادا کرنے کی طاقت ہوتی ہے اور سنت ادا
 ہوتی ہے اور سنت ادا کرنے میں فلاح یعنی نجات ہی پھر قیام
 کیا ہمارے ساتھ باقی رہیں تین راتیں قیام کیا ۛ کو اور

اور رشتہ مذی اور ثانی نے اور روایت کیا اس بابہ نے
 مانڈا اسکے سبکدہ کہ مذی نے ذکر کیا اس لفظ
 کو کہ پھر نہ قیام کیا ہمارے ساتھ باقی مہینے میں اس
 حدیث سے حضرت کا مین رات رمضان کے مہینے میں
 جماعت کے ساتھ سخت پڑھنا ثابت ہوا اور اسی
 نماز کا نام بعد ثنوں اور فقہوں نے تراویح رکھا ہی اور
 تراویح نام رکھنے کی یہ وجہ ہی کہ لوگ تراویح کو جماعت
 کے ساتھ پڑھتے تھے اور چار رکعت کے بعد پڑھتے تھے اور
 راحت لیتے تھے اس واسطے تراویح نام پڑا اور
 دومری طریقوں میں بھی اس نماز کا بہت ذکر ہی اور
 حضرت نے ہمیشہ پڑھنا تو اس پر شفقت کی راہ
 سے کہ بارادریض ہو جاوے تو ادا کر سکیں جیسے
 کہ مشکوٰۃ مصابیح میں اسی باب مذکور کی پہلی
 فصل میں زید ابن ثابت سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے
 کہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشیخ حجة فی المسجد من
 حصیر فصلى فیہا لیالی حتی اجتمع علیہ ناس ثم قعدوا
 صوتہ لیلۃ وظنوا انه قد نام فجعل بعضهم یثنون لیخرج
 الیہم فقال ما زال بکم الیہی رایت من ضیعکم حتی
 خشیت ان ینکس علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم بہ

فَقُلُوا أَيْدِيَ النَّاسِ فِي مَوَازِينٍ فَإِنْ أَثْقَلَ مَلَكُوتُ الْعَرَبِ فِي
نَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ مُتَّقُوا عَلَيْهِ سَمْعَتَيْنِ نِي
علی السلام نے بنایا مہجر ، مسجد میں روزی کا
جیسا کہ حضرت نے کئی عادات اور عیبت تھی کہ اعدائے
کے واسطے مسجد میں ایک مہجر ، اسے باجایا کرتے
تھے پھر نماز پڑھتی تھی حضرت نے اس میں مہجر نے میں کئی
رات یہاں تک کہ جمع ہوئے حضرت پر بہت سے
آدمی پھر نہ پائی لوگوں نے انحضرت کی آواز ایک
رات کو تب سب نے خیال کیا کہ تحقیق حضرت
سو گئے پھر شروع کیا اُن میں سے بعضوں نے کہ کھینچا ہوا ہے
لگے تاکہ حضرت نشر یف لاوین اُکی طرف تب
فرمایا حضرت نے ہمیشہ وہی تمھارے ساتھ وہ چیز کہ
دیکھا میں نے تمھارے کام میں سے یعنی تم لوگوں میں
میں سے ، بساں کی رات کی نماز کو جماعت کے ساتھ
پڑھنے کا شوق ہمیشہ پایا یہاں تک کہ وہاں پہنچے
بانت سے کہ دریں کی گئی تھی اور اگر فرض نکلی جاتی تھی
تو ہمیشہ نہ پڑھتے تھے اس کو سوتا رہتا ہوا ہی لوگو
اپنے گھروں میں انہیں انہیں کے لئے کہ نماز شخص کی آسکے
گھر میں افضل ہے مگر نماز فرض کو نہ سب سے بہتر

اور افضل ہی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلمین
 غرض حضرت کو ہم نماز بہت پسند تھی مگر فرض ہونے
 کے وقت سے ہمیشہ نہ پڑھتی تھی مگر اس میں نماز کا شوق
 دلایا کرتے تھے جیسا کہ اسی حدیث کے آگے انور بیرونی
 سے روایت کیا ہے کہ اُنھوں نے کہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ
 صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَرْعَبُ فِی قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ عَمْرَانِ
 یَاْمِ رَمَضَانَ یَعِزُّ یَمَہُ فِیْقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ
 احْتِسَابًا عَمَّرَ لَہٗ مَا دَلِمَ مِنْ ذُنُوبِہٖ فِتَوْفِی رَسُوْلِ اللّٰہِ
 صَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّم وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ ثُمَّ کَانَ الْاَمْرُ عَلٰی
 ذٰلِكَ فِی خِلَافَةِ اَبِی بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلٰی ذٰلِكَ
 رَوَاهُ مُسْلِمٌ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہش و لالہ
 صحابہ کو رمضان کے قیام کی یعنی رمضان کی رات میں
 نماز پڑھنے کی خواہش و لالہ بدون اس کے کہ حکم کر میں
 انکو رمضان کے قیام کا تاکید اور واجب کرنے کے سوا فرماتے
 تھے کہ جو شخص قیام کرتے رمضان میں بسبب ایمان
 اور طہ ثواب کے یعنی لوگوں کے دکھانے کو
 میں بانگ اجراور ثواب کے واسطے رمضان میں قیام
 کرے تو بخشتا ہوں اُس کے لئے جو کچھ آگے گزرا ہے
 اُس کا گناہ پھر وقات دے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

تو مسلمہ افواہاں پڑ کر حکم الاستیظہ ح پر بھاریے جو کوئی
 جلیانہ انکوائی کے واسطے اپنے خوشی سے پریشان
 جماعت منکر و منہی پھر تھا حکم استیظہ ح پر ابوبکرؓ کی
 خلافت کے زمانے میں اور اس وقت تک کہ حکم تھا شروع
 میں حضرت عمرؓ کی خلافت کے بعد یہ کہہ لیا کہ حضرت
 عمرؓ نے تراویح کا اہتمام کیا اور لوگوں کو جمع ہونے کا اور
 ایسے نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا کہ
 ان کے واسطے میں فرض پڑھنا اور حضرت
 عمرؓ کا فعل بھی یہی ہے حضرت نے خود فرمایا کہ
 اختیار کر و تم لوگ میری سنت اور میرے طریقہ کی
 سنت لو اس میں نماز کا اور اگر ناسنت بھی کیو نکہ
 حضرت عمرؓ نے حکم دیا یہی جیسا کہ مشکوٰۃ مصابیح میں
 اسنی باب کی بسمی فیصل میں عبد الرحمن ابن
 عبد القاری سے روایت کیا ہے کہ قال خرجت مع
 عمر بن الخطاب ليلة إلى المسجد فاذا الناس اوزاع
 متفرقون يصلون الرجل لنفسه و يصلی الرجل بصلوته
 الرجل فقال عمر اني اوجمعت هؤلاء على فاری واحد
 لکن امثل ثم عزم فجمعهم مللہ ابی بن کعب قال ثم
 خرجت معهم ليلة اخری والناس يصلون بصلوة فار واحد

أَقَالَ عَمْرٍو نِعْمَتِ الْمَلَأَةِ هَذَا، وَالَّتِي تَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ
الَّتِي تَقُومُونَ بِهَا أَجْرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ
أَوَّلَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ الْقَادِرِ فِي كِتَابِهِ

[illegible]

لاس عبارت کے یہ معنی ہیں کہ وہ نماز کے فارغ ہوتے
 ہو نیم اُسے اور بعد اُس کے سو رہتے ہو۔ سو بہتر اور
 افضل ہی اُسے کہ اُتھو نیم اُس کے واسطے سونے کے
 بعد یعنی تراویح کا اول رات میں پڑھ لینا اُس سے
 افضل ہی کہ آخر رات میں پڑھو یہ اس احتیاط
 کے واسطے کہ تراویح فوت نہ ہو جاوے۔ اس واسطے
 وہ لوگ اول رات کو تراویح پڑھ دیتے تھے جیسے
 کہ خود راوی نے آگے بیان کیا کہ اُترتھے لوگ قیام کرتے
 اول رات میں لوگوں کو اس کو حضرت عمرؓ نے پسند
 کیا کہ جسمیں سب سے بہتر سب سے ادا ہو سکے کیونکہ
 آخر رات میں تراویح سب سے ادا ہو سکتی * اور
 اس حدیث سے یہ سمجھنا کہ حضرت عمرؓ کا یہ
 مطالب تھا کہ تراویح جو نیم پڑھ کے سو رہتے ہو اس سے بہتر
 ہی کہ تراویح نہ پڑھو بلکہ آخر رات کو اُتھنے کے بعد
 پڑھو یہ اس حدیث کے بیان سے تراویح خلاف
 ہی کہونکہ اگر تراویح افضل نہ ہوتی تو حضرت عمرؓ اس کا
 اہتمام کیوں کرتے اور اُس کے واسطے لوگوں کو
 کیوں جمع کرتے اور ابی ابن کعب جو بڑے عالم اصحاب
 تھے وئے افضل کام کو چھوڑ کے تراویح پڑھانے کو کیوں

اختیار کرنے غرض یہ کہ تہجد کی فضیلت کا بیان دوسری جگہ
 نہ یثون میں ہی بیان نہ اوچ کی فضیلت کا ہی
 رواست کیا اس حدیث کو بخاری نے باقی رہا یہ کہ
 نہ اوچ کی نماز کسی رکعات ہیں سو اس میں بہت
 گفتگو ہی اور بعد سب گفتگو کے جس رکعات ثابت
 کیا ہی اس سب گفتگو کا ذکر کرنا اس مقام میں
 ضرور نہیں جو کوئی چاہی شرح مشکوٰۃ اور مائتہ
 ابنتین دیکھ لے مگر مسلمانوں کی تسلی خاطر کے
 واسطے اس حدیث کو ہم ذکر کرتے ہیں جس میں
 جس رکعات نہ اوچ کا ذکر ہی مائتہ میں ابنت
 مین شہر رمضان کے ذکر کی پہلی فصل میں نہ اوچ
 کی رکعات کے عدو کے بیان میں لکھا ہی قصہ نامی
 مَشْرُونَ رَكْعَةٍ لِمَا رَوَى الْبَيْهَقِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ إِيَّاهُمْ
 كَانَ يُقَوِّمُونَ عَلَى مَهَلٍ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعْدَ رَيْنِ
 رَكْعَةٍ وَفِي مَهَلٍ مَعَهَا وَعَلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَقْلَبَهُمْ
 ہم لوگوں یعنی حنفیوں کے نزدیک نہ اوچ جس
 رکعت ہی ہو جب اس حدیث کے حور وایت کیا
 ہی یہی نے صحیح سند پہنچا کر کے کہ بیشک صحابہ اور
 تابعین بھی رمضان کی راجت میں نماز پڑھتے ہیں

رکت اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ
 عنہما کے زمانے میں بھی ماسد اُسکے یعنی بیس رکعت
 پڑھتے تھے تو بیس جب حدیث صحیح سے حضرت عمر
 اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے زمانے میں تراویح
 بیس رکعت ثابت ہوئی تب ہمارے واسطے
 بیس رکعتیں پڑھنے کے واسطے دوسری سند درکار
 نہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت
 و ایسا خلفائے راشدین کی سنت اور ماثبات میں
 اس میں لکھا ہے رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرِينَ رَكْعَةً فِي رَمَضَانَ ثُمَّ أَوْتَرَ
 بَعْدَهَا بِثَلَاثِ الْكَفِّ الْمَحْدَثِينَ قَالُوا إِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ
 ضَعِيفٌ کہ روایت کیا یہی نے عبد اللہ ابن عباس سے
 کہ اُنھوں نے کہا بیشک حال یہ ہی کہ نماز پڑھی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت
 رمضان میں پھر وتر پڑھی بعد اُسکے تین رکعتیں پرمحمد ثون
 نے کہا کہ تحقیق یہ حدیث ضعیف ہی غرض خلیفوں اور
 صحابہ لوگوں کے بیس رکعت پڑھنے کی حدیث صحیح
 ہی اور حضرت کے بیس رکعت پڑھنے کی حدیث ضعیف
 ہی یعنی اُسکے راوی مضبوط نہیں ہیں * ایک بات

برے ثابت ہے کسی باور رکھنا چاہئے تو یہ ہی کہ حدیث کا
 ضعف جو ہوتی ہی تو راویوں کے سبب سے کہ اُسکے
 راوی بعد اصحاب کے جو پیغمبر کے درمیں ہیں سو کمزور
 ہیں نہ یہ کہ اصل میں وہ حدیث ہی نہیں بلکہ
 حقیقت میں وہ حدیث ہی مکر راویوں کی کمزوری کے
 سبب سے وہ حدیث بھی ضعیف یعنی کمزور کہلائی
 اور جو حدیث کی حقیقت میں حدیث ہی نہیں ہوتی اُسکو
 تو وضعی کہتے ہیں سو یہ حدیث وضعی نہیں ہی ضعیف ہی مگر
 ظالمی آراشدین اور صحابہ کے پس رکعت پر ہونے
 اُسکو قوت بخش ہی ہے کہ نہ راوی پس رکعت
 سنت ثابت ہوئی چاہو سنت حضرت کی سمجھو چاہو
 خدیفوں کی سیماں کیو اسطے وہ سنت پر عمل
 کر لیا حکم ہی چاہا کہ اسکا بیان سیری مذہب
 میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ تو دیکھو اُنکی بھول سے
 کیا ظلم ہوا کہ سنت پر عمل کرنا موقوف ہوا ایسا
 چاہئے کہ اِس بھول سے تو یہ کہہ میں کیونکہ لا الہ الا اللہ
 محمد رسول اللہ ہر ایمان لانے کی بھی نشانی ہی کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کو جان اور دل سے
 قبول کریں ❁ و میری بھول یہ ہی کہ اُن لوگوں نے

ایک حق مضمون میں جسکو ہم لوگ بھی بیان کیا کرتے
 ہیں کچھ باطل باتیں ملاجے عوام لوگوں کے رویہ و
 اسطرح سے بیان کیا ہی کہ دین کے احکام میں خلل
 ڈال دیا وہ مضمون یہ ہی کہ قرآن شریف آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر نازل ہوا ہی اور وہ سب
 اُمی یعنی آن پڑھے تھے اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے
 انہیں کیطرف خطاب فرمایا ہی اور دوسرے لوگوں
 کو انہیں کے طفیل سے قرآن پہنچاؤ لہذا قرآن میں جو
 باتیں ہیں سو اُن سب سے متوافق ہیں جو اُن لوگوں میں
 مشہور تھیں اور قرآن کے لفظ انہیں آن پڑھوں
 کے محاورے کے موافق ہیں اور کوئی تنسیب قرآن
 کے ساتھ نہیں آتی تو اگر ان پڑھوں کی عقل قرآن کے
 معنی نہیں سمجھ سکتی ہی تو صحابہ لو اب جو آن پڑھے تھے
 اُن سبھوں نے کیونکر قرآن سمجھا اور قرآن کے
 حکم کو نہ بجالائے اور اللہ تعالیٰ سورۃ قمر میں فرماتا ہی
 وَلَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ لِلَّذِي كَفَرْنَا مِنْ مَلَكٍ كَرِيمٍ
 ہم نے آسان کیا قرآن سمجھنے کو پھر بھی کوئی سوچنے والا
 جب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کو آسان کہا تو اس
 قرآن شریف کو مشکل زیادہ کہا اس آیت

سے ملکر ہونا ہی پس جس طرح حضرت ا کے آن پر ہے
 اچھاٹ لوگ قرآن سمجھ جاتے تھے اور اس پر عمل
 کر لیتے تھے اور انکو دوسری کتاب کی احتیاج نہ تھی اسی
 طرح ہم لوگ میں بھی انہی کوئی چیز تھا ان پر ہا قرآن
 سمجھ سکتا ہی اور جو اسکی عقل میں آوے گا اس پر
 عمل کر سکتا ہی دوسروں کی کھٹی کھات کی حاجت
 نہیں کیونکہ قیامت کے روز آدمی اپنی عقل پر چڑھ چکا ہوگا
 دوسروں کی عقل اپنے نہیں آوے یہ جو کوئی خیال کرے کہ
 بغیر ہر ہر شخصو طرف کے قرآن پر ہوں کو قرآن کے معنی
 کی طرح ہی معلوم ہو گئے شواہد ہی اتنا ہی ہو گون ہے جہاں
 جو اعراب جانتا تھا وہاں لوہ امرات تمام دے دیا ہی
 اس حاجت ہر قسم سے ترقی کی نویں مافی ہی اور رہنے جو کوئی
 ہو ان کرے کہ صحابہ لوگ جو آن پر ہے تھے تو انہی زبان
 پر ہی تھی اور قرآن شریف بھی عربی زبان میں ہی ہے
 منہ سے آئی ہو لوگ سمجھتے تھے اس میں باب کے
 آن پر ہے کی طرح قرآن سمجھیں تو انکو جواب دو
 کہ قرآن کیا ترجمہ انہی زبان میں موجود ہی ہے کہ
 ہندوئی زبان آتی ہو گی وہ اس ترجمہ کو دیکھ کے
 نہ کہ کمال نہ سکتا ہی اسکی کیا وجہ ہی کہ سب قصہ

کہانی ہندی زبان کے سمجھے اور قرآن سمجھ میں نہ آوے
 یہاں تک اُن لوگوں کی تقریر ہی جس پر تقریر
 جو عنوان لوگوں نے سنا تو آپ کو سب اجہا و
 کا دعویٰ کرنے لگے یہاں تک کہ بہت آن پڑھے لوگ
 جو عربی فارسی کچھ بھی نہیں پڑھتے ہیں اور زبان
 بھی درست نہیں ہی اور ترجمہ ہندی بھی نہیں پڑھتے
 سیکے دیتے ہیں کہ ہمارے پاس کران مریضہ موجود
 ہی ہم سب کو کا یہ ہدایہ چمکے کو کچھ نہیں سمجھتے ہم سب آدمی کئی
 کتاب ہی ہم جو کران میں پائیں گے اُسی پر عین کہ
 اور ہم کسی کا محبوب نہیں سمجھتے ہمارا محبوب محمدی ہی
 ہم ابو حنیفہ کا محبوب کیوں اکھیا کر رہیں؟ ہم سب تقریر
 بغیر حنفیہ کہ اُنکی زبان سے سنا و سنا ہی آتا نقل کر دیا
 بلکہ احتیاط کیا اس لئے ہم نے صرف یہی نہیں بدلا ویکھو
 قرآن شریف کو کران مریضہ شرح و قایہ گو سب و کا
 فقہ کو چمکے مذہب کو محبوب ابو حنیفہ کو ابو حنیفہ اختیار
 کو اکھیا کر اُنھوں نے کہا ہم نے محنت نقل کر دیا آپ
 بھائیو اصاف سے کہو کہ لوگ اجہا و کر سکیں
 ہیں اب اُنکی بھول کام جواب دیتے ہیں سب
 ہم بھی کر لیں بات کو ہم بھی مانتے ہیں کہ قرآن

اُمیون پر اُترنا لیکن ہم تو محبت پر ایستادگی واسطے
 اس شخصوں کو اس سطح پر بیان کرتے ہیں کہ بھائیو
 قرآن جو اشیوں پر اُترنا تو انہی عربی زبان میں سوئم
 لوگ بھی اُنہیں اُمیون کے برابر علم حاصل کرو اور
 عربی زبان میں اُنہیں اُمیون کے برابر لیاقت پیدا کرو
 جس میں قرآن سمجھنا ہم پر بھی آسان ہو کیونکہ قرآن
 کے سمجھنے کی واسطے نحو قرأت معرر ہو اسی سوئم
 لوگ قرآن سمجھنے کی لیت پر وہ علم حاصل کرو جسے
 قرآن عربی سمجھنے لگو اور ایک لیت کا ثواب پاؤ
 اور یہ بات جو عوام الناس میں مشہور رہی کہ
 اللہ اور رسول کا کلام سمجھنا نہایت مشکل ہی اُسکو
 برا علم چاہئے ہم کو وہ طاقت کہان کہ اُنکا کلام سمجھیں اور
 اُس پر راہ پر چلا کرے پڑے پڑے رگوں کا کام ہی ہماری
 کیا طاقت ہی کہ اُسکے موافق جلیں سو یہ بات بہت
 غلط ہی اللہ اور رسول کا کلام تو بہت صاف صاف
 ہی جو کوئی عربی اول یعنی حضرت کے وقت کے عرب
 لوگوں کی زبان کا محاورہ حاصل کرے گا وہ قرآن اور
 حدیث جموں سمجھے گا اور اُسکو اُنس زبان کا محاورہ
 نہوگا اور وہ عالموں نے اُسکے لئے سننے کا نو بختی

سمجھنے لگا نہ سمجھنے لگی کیا وجہ ہی جسطرح آدمی جس زبان
 سے واقف ہوتا ہی اُس زبان میں حو بات سنتا ہی
 سمجھ جاتا ہی اُسی طرح قرآن حدیث کا مضمون بھی اپنی
 زبان میں جو سن پاویگا تو سمجھ جاویگا قرآن حدیث
 میں کچھ پہیلی اور معما نہیں فرمایا ہی بلکہ اُس میں خلق کی
 ہدایت کے واسطے مضمون صاف صاف آسانی
 کے ساتھ نہایت ہستھی زبان سے بیان فرمایا ہی ❁ ایک
 بات برے قائدے کی ہی بنا چاہئے کہ جیسا کہ جو
 شخص ہندی زبان سے خوب واقف ہی وہ ترجمہ ہندی
 میں جیسا مطلب سمجھتا ہی ویسا عرب اول کی زبان
 سے واقف ہوئے سے میں سے بھی مطلب سمجھے گا مگر
 جیسا کہ ترجمہ ہندی پر ہنر والا تفسیر کا محتاج ہی جب
 حاشیہ پر کے قایدون کو دیکھتا ہی تب مطلب سمجھتا ہی ویسا ہی
 عربی سمجھنے والے بھی تفسیر کے محتاج ہیں اب ترجمہ
 ہندی جو حضرت مولانا عبد القادر محدث و پہلوی
 ترجمہ اللہ کا ہی اُسے بہتر ترجمہ ہو یا مشکل ہی سو جو
 لوگ ہندی سے خوب واقف ہیں یا کم اُن میں کچھ
 عربیت بھی ہی موثر قایدون کے دیکھے مطلب خوب
 نہیں سمجھتے تو اب اجتناب کرنا کہ اب ہمارے

اُنکے بیان میں یہی فرق ہی کہ ہم کہتے ہیں کہ جس میں
 قرآن حدیث سمجھنے کی لیاقت ہو وہ آپ سمجھے اور
 جب قدر علم ہوتے سے قرآن سمجھے کی لیاقت ہوتی ہے
 اُن کا بیان ہم جو بھی فصل کی دوسری ہدایت کے
 شہر ہی فائدے میں لکھ چکے ہیں اور جب کو اُس قدر
 علم ہو وہ عالم و الدن سے دریافت کرے اور یہ
 بات بھی ہم اُس فائدے میں جو یہ ہیں بسیار
 سورہ نحل کی آیت سے ثابت کر چکے ہیں اور وہ کہتے ہیں
 کہ قرآن سمجھنے کو نہ کچھ علم و رکاز ہی اور نہ کسی کی
 پیروی و رکاز ہی اپنی عقل میں جو آوے اُس پر عمل
 کرے سو اس صورت میں تو قرآن چھوڑنا ہوا
 اُس پر عمل کرنا نہ ہوا ۛ کیونکہ قرآن شریف سمجھنے کی
 رو برو ہیں یا آپ حاشا یا اُس کے خاتمے و الدن سے سنا
 دیتا کہ اس آیت سے حافظ ظاہر ہی وَقَالُوا لَوْ كُنَّا
 نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي اَصْحَابِ السَّعِيرِ اور بولیں گے
 کافر ہیں اگر ہم اویس سننے یا بوجھے ہوتے تو بخ و الدن
 میں ۛ تو معلوم ہوا کہ ابنا جائنا یا کھون سے سیکے ایمان
 لانا و لو راہ نجات کی ہی جب کہ تیسرے فائدے میں
 بھی اس آیت کا ذکر ہو چکا ہے سو اُن بھون کے

نو نور اہ کو شایا ﴿ اور اس آیت سے مراد ہوئے
 اور یہ جو کہا کہ قرآن کے ساتھ کوئی تفسیر نہیں اُتری سو سچ
 نہیں تفسیر تو نہیں اُتری مگر جو مشکل مقام ہی اُسکے سمجھنے کو تفسیر
 بھی درکار ہی جیسا کہ صحابہ لوگ جو آیت نہ سمجھتے حضرت
 اُسکی تفسیر فرماتے تھے وہ لوگ سمجھ جانے ہی نہ
 مین اس بات کا بہت ذکر ہی جو چاہے سو دیکھ لے
 مثال کیواسطے ہم ایک بات ذکر کرتے ہیں مشکوٰۃ
 مصابیح میں کتاب الزکوٰۃ کی دوسری فصل میں
 عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 کہ اُنھوں نے کہا لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ
 الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ كَبُرَ ذَلِكُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ عُمَرُ اَنَا
 اَفْرِجُ عَنْكُمْ فَاَنْطَلَقَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اِنَّهُ كَبُرَ عَلَيَّ
 اَصْحَابُكَ هَذِهِ الْآيَةُ فَقَالَ اِنَّ اللَّهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكَاةَ
 اِلَّا لِطَيْبٍ مَّا بَقِيَ مِنْ اَمْوَالِكُمْ وَاِنْ مَّا فَرَضَ اِلْمَوَارِثَ
 وَذَكَرَ كَلِمَةً لِيَكُونَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ فَقَالَ فَكَبُرَ عَمْرُثُمُ
 قَالَ لَهُ اَلَا اَخْبَرُكَ بِخَيْرٍ مَّا يَكْنِزُ الْمَرْءُ الْمَرْءُ اِلِصْبَاحَةَ
 الْجَمِيلَةِ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَتْهُ وَاِذَا اَمْرُهَا اطَاعَتْهُ وَاِذَا غَابَ
 عَنْهَا حَفِظَتْهُ رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ جَبَّ نَازِلٌ هُوَئِذَا آيَةُ
 اس حدیث میں اس آیت کا شروع ذکر کیا ہے

ہم سمجھ میں آئے کیواسطے اُس کا مارا نہ جسے کرتے ہیں
وہ یہ بھی ۞ اور جو لوگ گارتار کہتے ہیں سو نا اور رہا
اور خرچ نہیں کرتے اس کی راہ میں سو اُنکو خوش خبری
سناد کہہ والی مار کی حدوں آگت وہ ہنگاموں کے
اُس پر یعنی اُسی سوئے اور روئے پر دو روح کی بھر
واغیں گے اُس سے اُنکے ماتھے اور اُنکے پہلو اور
اُنکی ہاتھیں یہ بھی جو تم گارتارے تھے اپنے واسطے اب
پاکھو مرہ اپنے گارتارے کا ۞ یعنی اُسی سوئے جامدی کے
تختے دھکا دھکا کے داغیں گے حد یہ آیت اُترتی
تب بھاری لگی ہوئی سات سہاؤنوں پر تب کہا حضرت
عمر نے میں کھول دینا ہوں یہ بیشکن تم سے بھر گئے عمر
حضرت پاس اور عرض کیا کہ اسی ہیں امہ کے بیشکن
بھاری لگی آپ کے باروں پر یہ آیت سب فرمایا حضرت
یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے فرض نہیں کیا رکوع کو بلکہ ایسی
واسطے کہ پاک کرے اُس مال کو جو باقی رہا
رکوع دینے کے بعد تمہارے مالوں میں سے نوح مال
کی رکوع دیات ماقی مال تمہارا پاک ہوا اگر اُس
پاک مال کو جمع کرو گے تو کچھ دہشت ہیں اور اُس
آیت میں جو وعدہ عذاب کا ہے تو اُس وقت

بختب زگو نہ دے اگر زکوہ دے اور خزانہ جمع کرتے
 تو اُسکے واسطے یہ وعدہ عذاب کا نہیں ہی اور
 فرض نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے میراثوں کو راوی کہتا ہی کہ
 اس لفظ کے بعد حضرت نے ذکر کیا ایک لفظ کہ مجھ کو
 وہ لفظ یاد نہیں مگر جو یاد ہی وہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے
 میراث فرض نہیں کیا مگر اس واسطے کہ ہوئے وہ
 مال اُن لوگوں کے واسطے جو تمہارے بعد ہیں یعنی
 تمہارے وارث لوگ * تو میراث کے حکم سے معلوم
 ہوتا ہی کہ مال جمع کرنا درست ہی کیونکہ اگر مال جمع نہ ہو اور
 اُسکے بعد باقی نہ رہے تو میراث کہاں سے ہو * پھر کہا
 راوی نے تب اللہ اکبر کہا عمر نے * حضرت عمر نے اس
 بات سے نہایت خوشن ہوئے اللہ اکبر کہا یعنی اللہ
 تعالیٰ کی تعریف اور شکر اور شاکیا کہ اُس نے اس
 مشکل کو اپنے رسول کی زبان سے آسان کیا اور مال
 جمع کرنے سے لوگ دہرا گئے تھے اُس کو شارع نے مباح
 کیا * پھر فرمایا حضرت نے عمر سے کیا نہ خبر دون بھگو اسی
 عمر بہت بہتر خزانہ کہ جمع کرے مرد وہ بہتر خزانہ کون
 ہی عورت نیک خوبصورت کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے
 پر عمل کرے اور اپنے مرد کی تابعدار ہو اور اُسکی

خوشی میں چلے جیسا کہ آگے فرمایا جب دیکھتے ہو
اُسکی طرف خوش کرے اُسکو یعنی مرد اُسکی
خوبصورتی اور اُسکی اچھی چلن دیکھ کے خوش
ہو جائے اور جب مرد کچھ کام ہر ماوے اُس صورت
کو پسند نہ کرے اُسکی اور جب غائب ہو
مرد اُسکی عیوب سے بچنے لگے کہیں جاوے تب
لگا دیکھے اُسکا حق یعنی اُسکے مال اور عزت کی
محافظت کرے روایت کیا اُسکو ابو داؤد نے
غیر میں علم نفس پر بھی حدیث سے ثابت ہوا اور حدیث
کی کتابوں میں تو نفس پر کے واسطے ایک کتاب
ہی ملاحظہ ہو مقرر رہی جیسا کہ کتاب الطہارۃ کتاب
المصالح و کتاب المصوم کتاب المرکب و غیرہ میں
کتاب النفس پر بھی ہے اور تفسیر فتح المربع میں
و انک لعلی خلق عظیم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حدیث
رفیقہ میں وارد ہے کہ جب آیت خدا العفو مآزل ہوئی
تہ آن حضرت علیؑ اشد عایہ و الذو سار کے حضرت
جبریلؑ سے اس آیت کی تفسیر ہو چکی حضرت جبریلؑ
نے فرمایا کہ اَوْ تَنْتَبِهَ بِمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ اِنَّ نَصْلَ مَنْ قَدْ وُكِّدَ
و تَمَطَّى مِنْ حَرَمِكَ وَ تَقَوَّعَ عَنْ ظِلْمِكَ رَا بَا گیا تو دست

پسندیدہ چالیں یعنی یہ آیت مجھ کو جتنی اچھی
 چلن میں سب سکھاتی ہی اس سبب اچھی چلن میں
 سے یہ بات ہی کہ میل کرے تو اس شخص سے
 جو جسے چاہو اور دے تو اسکو جو مجھ کو محروم کرے ❀
 اور معاف کر اس شخص سے جو مجھ پر ظلم کرے ❀
 غرض کہ تفسیر قرآن کی کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام سے ثابت
 ہوا تو اب تفسیر کو بیکار سمجھنا حدیث سے منکر ہونا بھی
 ❀ اور یہ جو کہا کہ صرف نحو پڑھنے کی حاجت باقی نہیں
 ہے کیونکہ قاری لوگوں نے جہاں جواہر اب چاہا تھا وہ
 امام قرآن شریف ہیں دے دیا ہی ❀ سو اس کا جواب یہ
 ہے کہ قرآن شریف ہیں جواہر اب دیا ہی سو اس کے
 سبب سے متن و رسمیت پر تھہ سکتا ہی مگر بغیر صرف
 نحو پڑھے ک طرح معلوم کریگا کہ کون صیغہ ماضی مضارع
 فاعل مفعول امر ہستی وغیرہ کا ہی اور فاعل مفعول وغیرہ
 کو کیا اعراب ہونا ہی ❀ جب یہ سب باتیں نہ معلوم
 ہو مکی تب یہ جمہور کس طرح کر سکے گا ❀ صرف نحو جو دین
 کے عالموں نے بھروسہ کیا ہی تو فقط اس واسطے کہ
 اس کے سبب سے لوگ عربی زبان سے واقف ہو جاویں

اور قرآن کے معنی سمجھ سکیں بلکہ نحوی لوگ تو نحو کی
 سبب حضرت علیؓ تک پہنچائے ہیں۔ اس کا ذکر ہم قریب
 ہی کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ۛ اور ہمارے ملک کے
 جو بڑے بڑے محدثین مشہور ہیں ان سبہوں کے
 صرف نحو کو قرآن سمجھنے کا وسیلہ اور انتہیٰ رکھا ہی
 حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 شرح مشکوٰۃ میں کل ابد حد جملانہ کی شرح میں صرف
 نحو و غرہ علم تو قرآن سمجھنے کے انتہیٰ ہیں اُنکے پر غرہ ہمارے
 کو واجب لکھا ہی ۛ اور حضرت مولانا عبدالعزیز
 محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے سوالات حشر و
 عین مانتوین سوال میں جو سنا یاں نے علم منطقی پر ہونے کا
 قول ہی بوجھا تھا اُسی سوال کے جواب میں نحو صرف
 کا بھی حکم بیان فرمایا ہی اُسمیں تو بہت کچھ بیان فرمایا ہی
 مگر ہم اُس کا خلاصہ جو اُس مقام کے مناسب ہی
 لکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ محدث مدوح رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہی
 کہ علم منطقی سیکھنے میں کچھ دقت نہیں ہی۔ اس واسطے
 کہ علم منطقی جو ہی سو علم مقصود بالذات ہیں۔ سے نہیں
 ہی یعنی وہ ایسا علم نہیں ہی کہ اُس کے پر ہونے سے اُس
 علم منطقی کا دریافت کرنا غرض ہوتی ہی بلکہ علم

منہج علم الیہ میں سے ہی علوم الیہ اُس میں علم سگو
 کہتے ہیں جو دوسرے علم سمجھنے کا ہتھیار ہوتا ہے مگر
 صرف اور نحو کے کروہ ہتھیار ہی عربی زبان دریافت
 کرنا کا اور ہتھیار ہر چیز کا حلال اور حرام ہونے میں
 حکم اُس چیز کا رکھتا ہے جس کے واسطے یہ ہتھیار
 بنا ہے مثلاً توپ اور توپخانے اور گھوڑے اور
 سیلاب خانے کے کہ یہ سب ہتھیار ہی لڑائی کا تو اگر
 وہ لڑائی عبادت کے قیام کی ہی مثلاً کفار سے جہاد
 کرنے اور چور تھگ کے دفع کرنے کے واسطے تو ان
 سب ہتھیار اور اسباب کا درست کرنا بھی عبادت
 کے قسم سے ہوگا اور اگر وہ لڑائی حرام اور گناہ
 کے قسم کی ہی مثلاً بغاوت یعنی امام سے لڑنے کے
 واسطے یا تھگی کے واسطے تو اس لڑائی کے اسباب
 اور ہتھیار کا درست کرنا بھی حرام اور گناہ ہوگا خلاصہ
 یہ ہے کہ علم قرآن اور حدیث اور فقہ کا علم مقصود
 بالذات ہی یعنی اُس کے پہنچنے سے قرآن اور حدیث
 اور فقہ کا دریافت کرنا چل غرض ہی اور نحو صرف
 اُس کے دریافت کرنے کے ہتھیار نہیں تو جب طرح
 قرآن اور حدیث اور فقہ کا پہنچنا عبادت ہی اسی

شرح نحو اور صرف کا پڑھنا بھی عبادت ہی کیونکہ
 نحو صرف جو ہے سو قرآن حدیث فقہ و شریعت کی نیکیا
 ہتھ مار ہی ۱۰ سیوا اسلئے حضرت شاہ عبدالحق دہلوی
 رحمہ اللہ نے نحو صرف وغیرہ علم کو جو قرآن سمجھنے کے
 انتہی پڑ پڑا واجب لکھا ہے ۱۱ ان جب کوئی نحو صرف
 سنائی بیان وغیرہ علوم آلیہ کے پڑھنے میں اپنی عمر
 بگزار دے اور اصل علم یعنی قرآن حدیث فقہ سے
 باز رہے تب البتہ بے علم حرام اور منع ہوئے ۱۲ حضرت
 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مقابلۃ الوصیت
 میں باجوہ میں وصیت میں لکھا ہے کہ علم پڑھنا نیکیا طریقہ
 جیسا کہ آرمائی میں آیا ہے وہ بہرہی کہ پہلے درجہ
 صرف اور نحو کے پڑھاویں ہر ایک علم کی تین تین یا
 چار چار کتاب اُسن پڑھنے والے کا وہ سن سمجھ کر کے ۱۳
 بعد اس کے کوئی کتاب تاریخ یا حکمت عربی کی جو عربی
 زبان میں ہو اُس کو پڑھاویں اور اس سے پڑھنے
 کے درمیان میں لغت کی کتاب سے لیت کالئے کا
 دھت بھی تعلیم کریں ۱۴ پھر جین اُس کو دربار عربی
 و ریاضت کرنیکی طاقت ہو تب اُس کو مع طاجنیں اس
 کی بھی مضمودی کی روایت سے ہی اُس کو پڑھاویں

اور اسکو ہرگز بیکار نہ چھوڑیں کہ اصل علم علم حدیث
 کا ہی اور اس کے پڑھنے میں برے برے فیض ہیں ❀
 اور اسکو تمام اس علم کی حاصل کے ساتھ سماعت
 حاصل ہی ❀ بعد اس کے قرآن عظیم پڑھاویں اس علم ح
 پر کہ حرف قرآن بغیر تفسیر کے پڑھے اور ترجمہ کیے اور
 جو کچھ مشکل آئے ترجمہ کے مسئلے یا مسائل نزول
 میں نو و دان تھہرے اور خوب بحث اور تحقیق کریں
 ❀ پھر جب قرآن کے ترجمہ سے فراغت ہوئی
 تفسیر جلالین بطریق سبق کے پڑھے اس طریق کے
 پڑھنے میں برے برے فیض ہیں پھر بعد اس کے ایک
 وقت میں حدیث کی کتاب مثل صحیح بخاری اور مسلم
 وغیرہ کے اور کتاب فقہ اور صاویک اور حقیقہ کی
 پڑھا کرے اور ایک وقت میں کتاب وائش ہندی کی
 مثل شرح ملا اور فاشیہ قطبی وغیرہ کتابیں جہان کنت
 امید چاہے پڑھا کرے اور اگر نہ باب سیر ہو کہ
 مشکوٰۃ شریف ایک روز پڑھے اور دوسرے روز
 شرح قطبی جو مشکوٰۃ کی شرح ہی اسی قدر کہ حقیقہ
 پہلے روز مشکوٰۃ پڑھتا تھا پڑھے تو نہایت فائدہ ہی ❀ اور
 اسی بقا لہ ابو حنیفہ کی نامی میں لکھا ہی کہ ہم

لوگوں میں ہر ایک بھیت تو یہی کہ عرب کی زبان اور صرف اور سوا اور آداب کی کتابوں کا علم حاصل کرے تو اسے اس قدر حق میں صرف اور حق کو دیکھا سمجھنا قرآن حدیث کے طالب کا کام نہیں ہی مثلاً جس کو نماز کا شوق ہو گا سو وہ سب کچھ جگا اور جو حق کو دیکھا سمجھے گا سو ہمارے ہی پر چکا ﴿اور حَقَّقْنَا لَكَ الْقُرْآنَ لِلَّذِينَ خَرَفُوا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ﴾ سے ہم سمجھے ہیں کہ قرآن شریف کو مشکل زیادہ کہنا اس آیت سے منکر ہو باقی نو ابتری مشکل ہی کہ جن لوگوں کو عالم عربیت کا نہیں ہی آگاہ تو بغیر کسی دوسرے کے سمجھائے قرآن سمجھنا بیشک مشکل ستون ہو گا خصوصاً وہ سببوں اور ہنگامے کے لوگوں کو اور دینے جارہے ہائیں دینی کے سبب سے اُسکی سونے سمجھنا مشکل خاصہ ہیں بلکہ بعضوں کو تو منہ پر ہنسنا بھی یہ مشکل ہی انوں میں سے مذہب والوں کے ذہنی غمو جیسے سبب پہنچانے کے ہیں آیت کے منکر ہیں پافتی رہی صرف اور سوا جو قرآن احسان ہوئے کئی ہتھیار بھی سوا سکو ہیکل اکتے ہیں تو انکے تاجدار اُسکو بھی نہ پہنچیں گے اور ہمیشہ اُنکے قوتی ہو جائیں گے اس آیت سے منکر رہیں گے۔ رہا تو یہ عالم

اختیار کر کے کیسا سید غلط نکالے غرض نحو صرف بیع کر کے
 سے آنکا یہی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ خصمین میں محبت
 کی ہوئے مجتہد کہلاوین اور اپنے مقلدوں کو خاک میں
 ملاوین سبحان اللہ چار مذہب اور چار مجتہد ہونے
 سے ناراض تھے سوا اب انکے کہنے بموجب جی آدمی
 تہی مذہب اور ہر آدمی مجتہد ہوا چاہتا ہے * اب
 ایک بات برے فائدے کی ہے یا ذکر کھنا چاہئے وہ یہ
 ہے کہ بے لوب جنکا ذکر ہو فقہاء اور محدثین اور رسول
 اعظم یعنی مسلمانوں کی جماعت کے مخالفت میں * اور
 یہ مذہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
 سے آج تک کسی نے اختیار نہیں کیا کہ آپ نے جائے اہم
 سنی کی تقابلی بھی نہ کی ہے یہاں مذہب ہی خیرت والا کوئی
 نہ ہو کہے سے انکو اصحاب ظواہر نہ سمجھیں اصحاب ظواہر ہونیکو
 بھی ظہر حدیث و احادیث اور شہان تو اخیر ہیں انہیں
 واقف ہیں اور یہ واقف ہو مکیا عام کیا ہے ہیں * لکن
 بے لوب اصحاب ظواہر ہوتے تو ہم کہتی انکے مزاج
 ہوتے بامک ہم سمجھتے کہ ہم دو نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کا دامن تھا سمجھتے ہیں ایک طرف سے ہم اور
 ایک طرف سے وہ ہے لوگ تو وہ تو انکے ہاتھ میں

ز غم مارے ہیں کہ جنس میں واسن چھوڑ دوں نقد سے
 منع کر کے یہ قیادہ کن گودا میں چھوڑے کہتے ہیں اور جو علم
 حدیث قرآن سمجھنے کے پہنچا رہے ہیں ان سے منع کرنے کے
 اصحاب ہوا ہر وہ واسن چھوڑ دے کہتے ہیں کہو کہ حیا
 قرآن اور حدیث سمجھے بگائے بگائے اصحاب رسول ہر نہیں
 ہو سکتا اور قرآن حدیث سمجھنے کو جس قدر علم و دکار
 میں آتا ہے اس کا لو کر جو تھی یہ فصل لکھی دوسری ہدایت کے
 بننے والے عالم نے میں تفسیر فہم العزیز سے لکھ چکے
 اور اصحاب سے ملو انہیں انکو کہتے ہیں جو لوگ حدیث کے
 ظاہر پر مشغول کرتے ہیں اور انہیں دتا دینا و ایل کم کوئی
 ہیں انکو کہہ سکتا کہ انکو کہتے ہیں کہ انکو کہتے ہیں
 خواجہ و القیاس جلیقہ بنی اللہ انہی بسان صرف حق کے سوا
 ہونے کا سنو علم جو کما ہر ملک دیا گیا کہی جیسے کہ
 علیہ السلام میں انکو کہتے ہیں جو سوال کے جواب میں
 لکھا ہے کہ جو کما ہر ملک دیا گیا کہی جیسے کہ
 لکھا ہے کہ جو کما ہر ملک دیا گیا کہی جیسے کہ
 کے قلم سے ہی ہوا حق دے دے حضرت ابراہیم اور حضرت
 علی رضی اللہ عنہما کے قلم دے دے دے دے دے دے دے دے
 لکھا ہے انکو کہتے ہیں کہ انکو کہتے ہیں کہ انکو کہتے ہیں

کے حال کے بیان میں گراں دلا اسود وہ شخص ہی جسے
 حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بعد علم نحو
 میں پہلے کلام کیا ہی اور بیضاوی میں لکھا ہی کہ کہا
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تم سب کوئی یاد کرو اپنا
 دیوان * دیوان کہتے ہیں جس کتاب میں شعر میں
 ہوتی ہیں تب لوگوں نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کا دیوان
 کون ہی فرمایا شعر جاہلیت کے زمانے کے اس واسطے کہ
 اس میں تمہاری کتاب یعنی قرآن کی تفسیر ہی اور
 سمجھارے کلام کے معنی ہیں یعنی اس کے یاد رکھنے سے زبان
 قدیم عربی کی معلوم ہوتی ہی اور اسی زبان میں
 قرآن ہی * اور درمنثور میں ابو بکر محمد ابن قاسم
 انباری سے کتاب الوقف والابتداء میں اور ابن
 عساکر نے اپنی تاریخ میں ابن ابی مہرکہ سے روایت کیا ہی
 کہ حضرت عمر ابن خطاب کے حکم دیا کہ یہ بڑھاوے
 قرآن لوگوں کو سیکھو وہی شخص جو قرآن کی لذت
 سے واقف ہو اور حضرت عمر نے حکم کیا اسود کو کہ
 فائدے نحو کے درست کرے * یہاں تک ماہ سایل کا
 مضمون ہی * اب اس صورت میں قرآن کے
 طالب جو ہونگے وہ نحو صرف ضروریات پکھین گے اور

جسے قرآن میں کچھ غرض نہ ہو گئی اس کو غور صرف
 سے کیا غرض تسمیہ ہی بھول رہے ہیں کہ جاہلو نسے کہتے
 ہیں کہ بات کے تیلے عامہ میں نہ تھے بلکہ صابون و کاغذ ہی
 اسے آگیا تو یہ نصیب کرنے سنت کو فعل ہو و کہا
 ایسی بات کہنے نہیں جو عالم لوگ سمجھ سکیں تو یہی دینی ہیں جو
 نامکو آگے حق میں کہتے تھے مشرک آئی ہیں کیونکہ آفریدہ
 لوگ کہتے ہیں اور ایسی بات بلکہ علمی کے سبب
 کہتے ہیں اگرچہ سب عالم کہتے ہیں کہ کفر کا کلام جہالت
 سے کہنے سے بھی کفر ہوتا ہے بلکہ ہم آگے حق میں و فانی
 کرتے ہیں کہ اسے آگے ایسی باتوں سے توبہ کنی تو فیقی
 وے اب بات کے تیلے تھے باندھنا سنت ہونے کی
 دلیل سنو تسمیہ الوضو میں کتاب الصلوٰۃ کے
 باب پنجویں یا تسمیہ میں ابی جحیفہ سے روایت کیا ہے کہ
 اَتَتْهُنَّ نَعْلًا كَمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ السَّنَةُ وَفَعَّ
 الْكَفَّ فِي الصَّلَاةِ وَيَضَعُهُمَا تَحْتَ السَّرَّةِ أَخْرَجَهُ رِوَايَاتُ
 تَحْقِيقِ مَلِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي زَمَانِ كُنُسَاتِ هِيَ كُتَابُ تَحْوِ
 تَمَازِمْ بَعَثَ تَحْوِ كَابَانْدُ خَانِ تَمِيزِ تَسْتِ هِيَ اَوْر
 رَ كَحِي دُونُو تَحْوِ كَابَانْدُ كَالِ رَوَايَاتِ كِنَا سَكُورِ
 كَالِ اَوْرَجَانَسِ رَدِّ مِيزِ تَابِ مَابَا رَفِي تَوْضِغِ اَلْمِيزِ

ہلی الشہال فی الصلوۃ میں قریبہ ابن ہلب سے روایت
 کیا ہے اسی سے اپنے باب ہلب سے روایت کیا کہ اس نے
 کہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذیا خذ شمالہ
 یتیمینہ تجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامت کرے
 ہماری بھڑ بھڑ کے اپنا بائیں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ سے بھر
 ابو عبیدہ بن جریج نے لکھا ہے کہ حدیث ہلب کی حسن
 ہے اور اس حدیث پر عمل بھی نہیں چلی اللہ علیہ وسلم
 کے علم والے اصحابوں کا اور تابعین اور تبع تابعین کا
 سب بھون پئے اعتقاد کیا ہے کہ نازی اپنا دایا ہاتھ بائیں پر
 رکھے اور اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین میں سے
 بعضوں نے اعتقاد کیا کہ دونوں ہاتھوں کو ناف کے اوپر
 رکھئے اور بعضوں نے اعتقاد کیا کہ ناف کے نیچے رکھے
 اور یہ اُن لوگوں کا عمل اور اعتقاد جو مختلف ہیں
 مسودین میں شک و گئی کے واسطے ہی جس اُنکی
 بھول اور خطا کا اس قدر ذکر کرنا کفایت بھی
 اسے بطرح اور بہت خرافاتیں کہتے ہیں یہاں تک کہ
 بعد ازاں مسعود اصحاب کو اس میں حدیث سے کہ
 انھوں نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی سب سے زیادہ پیار کے دکھائی تو بکیر تحریر کے سوا

اور کہیں رفع یدین نہیں کیا تھا جاہل باور نہ ہونے والا کہتے ہیں ﴿ انہم کہتے ہیں کہ میں منقل کی جہ منقل نہیں نہیں تو واللہ اقام کیا میں بخاؤ میں کہو تیکہ منقل رفیع امامہ نے کہا ہے کہ میں نے نماز پر ہی اپنی علی امامہ علیہ وسلم نے ایوان بکر اور عمر اور عثمان کے ساتھ سو دین سے انہیں سے کہ کیا ہے ستم ایہ پائند کہتے نہ سنا ﴿ غرض سب خیر ہے تو بکا تم کر کرنا قول ہے اور شرح وقایہ ایہ کنیز اور حضرت شاہ عبدالعزیز مجدد دہلوی رحمہ اللہ کے فقہین جو کہتے ہیں اس کا کیا ذکر کریں ﴿ غرض انہیں تشبہ باتوں کے جو شس میں بہرہ میاں لکھا ہے اس کو قبول کرنے اور سنت کو چھوڑنے خالص کرتے آئین ایمان العربیہ ﴿ حجتیں قائم دینے نہ ہنید و ملو را کے مع المون کے جواب دینے اور اس میں قائم ہے میں جو المون اس کے جواب میں فراموش کر کے کچھ نصیحت بھی لکھی ہے ﴿ یہاں سوال اس بات کے بیان نہیں کہ جب جہ منقل صحیح ہو اور امامہ علیہ وسلم کے موافق اور اپنے مذہب کے مخالف ہونے تو اس میں ہر عین کہے اور اپنے مذہب کو چھوڑنے بہرہ الفت و درستی ہوا یا نہیں ﴿ جواب ﴿ ہوا اس بات کا جو اصل مسم ایک بیان کرتے ہیں اسے سمجھنا چاہئے گا وہ بیان یہ

بھی کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مستخرج
 سے غیر استعارت میں لکھا ہے کہ حق مذہب اور منزل
 مقصود پر پہنچنے کی راہ اور دین کے گھر میں داخل ہونے
 کا دروازہ یہی چار مذہب ہی ہو جو کوئی ان چار راہ میں
 سے ایک کو اختیار کر کے چھ دو مہری راہ پر چلے آسکا
 چنانچہ اوپر مذکور ہو رہا ہے اور اپنے عمل کے کارخانہ کو
 خراب کرنا اور مصلحت کی راہ سے دور رہنا اور
 اگر کوئی شخص تقویٰ اور احتیاط پر چلے جائے تو اس کو
 بھی لازم ہے کہ انھیں چار مذہب میں سے ایک مذہب
 کی ایک روایت کو کہ اس کی دلائل پختہ اور مضبوط
 ہو اور اس روایت میں غور اور انداز عام فائدہ ہو یعنی
 اس میں کچھ نہ ہو کسی طرح سے مصلحت کے خلاف
 ہو اور اس میں احتیاطیت ہو تو اس میں غور و
 میں اس روایت کو اختیار کرے اور اس کی
 اور کسی حد تک راہ سے دو مہری مذہب کی روایت
 اختیار کرے یہ مناظر میں کا طریقہ ہی اور اس
 طریقہ کے مضبوط ہونے میں شک نہیں اور لو
 لئے ہیں کہ طریقہ قدیم لوگوں کا اس کے خلاف تھا
 لوگ ایک مذہب مقدر کیا اور ایک ہی مجاہد کی

نامہ دار ہی کرنا یا واجب نہیں جانتے تھے مخیرتہ لوگ اس میں
 اجہاد پر ہمیں کرتے تھے اور حوائم لوگ ان کے با محسن
 رجوع کرنے بغیر اس کے کہ ایک کنی تابعدار نہ ہی کر میں اور
 و فرمے سے انکا ر کر میں یہاں تک کہ بصرح کا مضمون
 ہی ہے۔ لےب ہو کو ای سوال کر کے کہ ہر بھٹی قدیم لوگ
 کاملہ ہب احیا و کر میں اور بخش عالم سے جو سب
 اسکا و اختیار کر میں تو کیا قیامت تھی۔ تو انکا یہ جواب
 ہی کہ قدر عمر یہ لوگ جسے مراد و صیحا اور تابعدار
 منع تا بغین ہیں جو سب سے افضل اور جہاد میں جہاد
 گذر چکا اور اسما قرین ان کے بعد کے لوگ تو اب چونکہ
 جھوٹا ظاہر ہوا۔ انکا ماننا ہی اور بھٹی اور انکا
 اور منع تا بغین تو جو وہ نہیں اسکو اسکا
 ہر ایک شخص کا اظہار نہیں ہی اور انکو اسکا
 ایستہ عالم ان میں اجہاد کی لیاقت ہو انکا نہیں پر
 تو اب انکو تو یہی کہ کہیں انکا یوازہ ہر ایک
 دیر دہی کرتے ہیں ایسا ہی تو چیت انکا و انکا
 بعضوں کا حال ہوا ہی کہ شرا وچ کو تو انکا کیا
 کو افعال جو و کا کہنا ایسا ہی فشا و کے خوف کیوں
 جاتا ہے میں انکا انکا انکا انکا انکا انکا انکا

خبر ہست سے بھی ثابت ہو چکا کہ چار و مذہب حق ہیں اور
 انکی تقابلیت میں غلطی نہ ہو تو ایک نامکو کیا عرض جو مشابہ
 کی سزا پر جلیں اور رسوا و اعظم یعنی مسلمانوں کی مجلسوں
 بجا جہت سے خلاف کمر ہوں کیونکہ تمام عالمیں عرض ہیں
 مکر یقین و غیرہ اسلام کے ملک کے اس پر متفق ہیں
 کہ چار مذہب ہیں جسے ایک کو اختیار کرتے ہیں مگر جن
 وجہ سے دوسرے مذہب پر ایمان کرنا درست نہیں اور
 وہ یسوع و خضر مسیح و لانا شہاد عبد ال عزیز محمد ص
 و ہماوی رحمہ اللہ نے سوائے غلطی کے ان کے ہیں جو اللہ
 کے خواست میں لکھا ہی اس کو ہم بیان کرتے ہیں اور
 ان میں بعض مقام کی شرح بھی کرتے ہیں آہائی کے
 اور بعضے اور شرح کی نشان دہی (توضیح) لکھتے ہیں تو
 جواب چھتھیں سوال کا یہ ہے کہ اگر حق مذہب بعض
 احکام میں شافعی کے مذہب پر ایمان کرتے تو میں وجہ ہیں
 سے ایک ہائی جاوے تو درست ہی پہلی وجہ یہ کہ
 آخر آج اور دھرم کی دلیل اس کی نظر میں آگے
 مسئلہ ہیں شافعی کے مذہب کو ترجیح دے دینے شافعی
 مذہب کی دلیل تو ہی معلوم ہو (توضیح) اگر اس وقت
 کہ یہکو پھر قائم اور کار ہی ہو تو کسی وجہ یہ کہ کسی کی

[illegible]

چارہ برس کے بعد نکاح کر سکتی ہے جو جب کسی شخص کو
 اپنی عورت پر کمال تنگی ہو کہ بغیر نکاح کے گزارا نہ ہو
 تب مالکی مذہب پر عمل کرنا درست ہے جیسا کہ
 شرح وقایہ میں فقہ کے باب میں اس طرح کا مسئلہ
 لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب مرد جوہر کو نفقہ یعنی
 روٹی کپڑا نہ دے سکے تو حقیقی مذہب میں تو یہ بھی
 کہ مرد کی محتاجی کے سبب سے عورت کو نہ چھوڑا جائے
 بلکہ عورت کو حکم کریں کہ مرد کے نام سے قرض
 لے لیکر کھاوے پیے اور اس کا ادا کرنا مرد کے ذمہ پر
 لازم ہو اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ بھی کہ اس
 عورت میں قاضی چھڑواوے تو ہمارے عالموں نے
 بھی آسانی کے واسطے حکم دیا کہ قاضی کی شافی
 مذہب کو اپنا نائب کر دے تاکہ وہ نائب دوانو کو
 چھڑا کر دے کیونکہ ہمیشہ کو قرض ہو گا اس کو خرچ
 کا ہر روز درکار اور قرض ملا ملاتا تو اس صورت
 میں عورت پر کمال تنگی ہوگی اس لیے اسے چھڑ
 سے دوسرے مذہب پر عمل کرنا درست ہوا جس سے
 وجہ یہ کہ ایک شخص صاحب تقویٰ نہ ہو اور اس کو
 اپنے عمل میں احتیاط منظور ہو اور کسی مسئلہ میں

امام شافعی کے مذہب میں احتیاطاً پاوے جس طرح
 سینے و دھڑکے زیادہ و جلد نہ دینا (ف) یعنی جلد نہ فطیر کا
 جنسی اندھیت میں گہوڑوں و ایسے تو وہ و سبیز سے کچھ کہہ
 نہ لیا ہو تا ہی کیونکہ آؤ ہی صانع و دستیر جیسے کچھ کہہ
 ہوئی ہیں تو انہی میں جو رستہ میں اگر وہ و سبیز سے زیادہ و یا تو
 کچھ قیادت نہ ہوئی بلکہ احتیاطاً ہوئی * یا جس طرح سے
 طالع میں کلا گوشت نہ کھانا (ف) حنفی مذہب میں
 طالع میں یعنی نور کا گوشت حلال ہے اور شافعی مذہب
 میں حرام ہے اگر نکھایا تو کچھ قیادت نہ ہوئی بلکہ احتیاطاً ہوئی
 طالع میں القیاس اور جیسے احتیاطی * ایک میں احتیاطاً
 و غیر میں و دوسری میں قیادت ہی میں آؤ و قیادت ہی میں
 تالیق نہ ہو جائے یعنی روئے و نہ ہوئے کے مل جانے کے سبب
 سے ایسی ضرورت نہ پیدا ہو جائے جو وہ مذہب
 میں نہ آؤ یا جس طرح سے قصہ لہجے کو وضو کا نور سے والا
 جائے (ف) جیسا کہ حنفی مذہب میں ہے * پھر اسی
 وضو سے (ف) یعنی وضو کے بعد اقصاء کیا ہے پھر اسی
 وضو سے امام کے پیچھے نماز پڑھنا سکھ پڑھنا و اگر نہ
 کہ بہ نماز و نماز میں نہیں و رستہ ہوئی وضو تو حنفی
 مذہب میں جو عیناً و رستہ ہو و نماز نماز شافعی مذہب میں

موجب نادرست ہوئی (ت) کیونکہ شافعی مذہب میں امام
 کے پیچھے بھی اجماع پر ہونا فرض ہے اور اگر اس میں
 وجہ کے موافقی مذہب کی افتد اچھوڑ کے شافعی
 مذہب کی افتد کیا یا شافعی مذہب کی افتد اچھوڑ کے
 حنفی مذہب کی افتد کیا تو یہ افتد اگر ناکرد وہ بھی حرام
 کے قریب اس واسطے کہ یہ دو میں میں کھیل ہی ہے اور
 حضرت شاہ عبدالرحمن دہلوی رحمہ اللہ بھی اسی مذہب
 دو میں سے دو میں امام کی تقلید کرنا مباح سماعت
 میں لکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک جماعت عالموں کے
 اسیر متفق ہیں کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب
 میں جانا اپنے نفس کی خواہش اور حرص کی
 مابعد آری کے واسطے اور کسی غیر میں رخصت
 نہ ہونے کے واسطے یعنی مذہب میں کوئی حکم
 ہو اور اس حکم کے بجائے کو دل بجا ہے تو اس حکم
 پر عمل نہ کرے کسی رخصت نہ ہونے کے واسطے
 دوسرے مذہب میں جانا درست ہو (ب) مثلاً حنفی مذہب
 میں زیور میں بھی زکوٰۃ دینا ہوتا ہے اور شافعی مذہب
 میں نہیں تو زیور میں زکوٰۃ دینے کی رخصت چاہئے
 اگر اس واسطے شافعی مذہب میں جانا درست ہو اگر

پہنچاقت کہ اس کے اعتبار سے وہ دوسرے سے مختلف ہے
 وہ منہب کے حق ہو جائے گی۔ دلیل بہت قوی معلوم ہو اور
 اس کو افضل جانے والا ہو کہ احتیاط اور تقویٰ دوسرے
 سے بہت بہتر ہے۔ (جس) اور اس حکم بھی عالم و برکار
 ہی یا ہم کہ کسی شخصیت سے ملنا اور نہ سے کسے کسے گناہ
 ہو اور وہ مرنے سے پہلے میں رجوع کرنے سے
 سختی اور ہرج سے مخلص ہوا۔ نوبت میں ہو رہے
 ہیں۔ خود دست کے سبب سے دوسرے مذہب میں رجوع
 کرنا اور بہت ہو۔ دوسرا سوال۔ اب شاعر عبد الغنی
 محدث دہلوی رحمہ اللہ کے لکھنے سے کیا ہو چھا گیا ہے
 کوئی شخص آج پر تھا اور جنفی مذہب سے رفع یدین کرنے
 سے کیا اس کو رفع یدین کرنا اور بہت ہی یا نہیں؟ جواب۔
 ان کے لکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے فعلیکہ وہ
 قرآن مجید کے کیا کیونکہ انھوں نے من وجہ سے اپنے
 امام کے حوالہ دے دے محمد کی تقلید اور سنت لکھا ہے
 معادش فتور سے بین تہنوں وجہ نہ پائی گئی کیونکہ رفع یدین
 سے بکرنے کے سبب سے کچھ تنگی اپنی گہر قرار نہیں ہی اور
 جب رفع یدین کر لے میں تقویٰ اور احتیاط ہی اور یہ شخص
 کہ ان میں سے ہی اس کو قرآن مجید سے کئی دلیل سے رفع

بدین کسی نہ جیج بھی نہ معلوم ہوئی تیسرا سوال اگر
 کسی عالم سے سنا کہ رفع یدین کی حدیث کو ترجیح
 ہی تب اگر کسی ان پر ہے شخص نے سنت جان کے
 رفع یدین کیا تو کیا قیاحت ہی نہ غضب ہی کہ سنت
 پر عمل کرنا بھی حرام ہوا ﴿ جواب ﴾ خراب شاہ عبدالعزیز
 محدث و ہمالوی رحمہ اللہ پر بھی طعن شروع ہوا سو اب
 ہم انکی طرف سے جواب دیتے ہیں اور حقیقت میں اس
 سوال کو نیا لے کی حیت بخیر نہیں ہی قنطعوا تم کے
 دل میں و سو اس دالنا منظور ہی کیونکہ جب عوام
 نے سنا کہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے سنت کو حرام
 لکھا ہی تب بے شبہ ان سے مذاہن و ہونگے تو
 اس واسطے ہم کو اس سوال کا جواب بخوبی دینا
 پر اب ہمارے جواب کو صاف دل سے سنو تو
 یہ ہی ﴿ کہ اب اس وقت چھوٹا ظاہر ہونا کارمانہ ہی جس کا
 اوپر دو سری ہدایت کے پہلے فائدے میں جو حدیث
 حضرت عمر ابن خطاب کی روایت سے لکھ چکے ہیں
 اس سے صاف ظاہر ہی جواب ایسے وقت میں آنکھ
 منہ سے ہوئے ہر ایک کے کہنے سے اپنے امام کی تعلیم
 کہ وہ بھی موافق حدیث انور قرآن کے ہی چھوڑنے

میں خبر نہیں ہی کہیں کل کو پھر دوسرا شخص دو دہرے مسئلے
کو ترجیح دے دے تو پھر یہ سب کو بھی چھوڑنا پڑے
نور میں کیا ہوا اور کون کا کھیل ہوا اور اس میں رفع یدین
کے مسئلے میں بھی یہ وقت کے عالموں کا اتفاق نہیں
ہی کوئی رفع یدین کا حکم دیتا ہی اور کوئی رفع یدین
نہ کرے گا حکم دیتا ہی اور یہ جس آں پر ہے گوہم نہیں جو
آپ و ریافت کرے کہ اس کا قول قوی ہی اور وہ کا قول
ضعیف تو جیسا کہ دونوں اماموں کے قول کو در یافت
نہیں کر سکتا تھا کہ کون قوی ہی اور کون ضعیف
وہی بات یہاں بھی در پیش ہوئی تو اس سے اس
شک کی جو دست میں جس ہٹان کو ہمیشہ سے
سنت جان کے کہ تھا اس کو کیوں نہ یک کرے
باقی اب جو کوئی سوال کرے کہ ہم فقہان پر ہیں
قرآن حدیث سے مسئلہ آپ نہیں سمجھ سکتے اور
عالموں میں اختلاف ہوا ہی اور یہ وقت چھوٹھ ظاہر
ہو گیا ہی تو اس میں کے احکام کے طریق یہاں لاوین
انکا یہ جو ماحول ہے کہ اس وقت میں اس حدیث پر عمل
مکرو جیسے بڑی بڑی عالموں کا اتفاق ہی اور وہ حدیث
مذہبی حضرت محمد بن خطاب کی حدیث ہی جسکو ہم

و فریادی ہدایت کے پہلے قائم رہے ہیں۔ بخوبی ترجمہ کر کے
 لکھ چکے ہیں اور آپس حدیث کا خلاصہ ہی کہ جب صحابہ
 اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانے کے بعد جھوٹے
 ظاہر ہو گا اور جھوٹے قسم کھا دیے اور جھوٹے
 گواہی دینے والے لوگ ظاہر ہو گئے تب اس وقت میں
 جو کو بہشت کا افضل مکان خوشیں آگے لئے جو کوئی اپنی
 نجات چاہے تو اس کو چاہئے کہ مسلمانوں کی جماعت
 اختیار کرے اور جس طرف بہت سے عالموں اور
 مسلمانوں کا اتفاق ہو اس طرف آپ بھی جاوے
 اس واسطے کہ جماعت جھوٹے والے کے ساتھ شیطان
 ہی تو جس اب اس رفیع میں کے مسلمانوں
 بھی تحقیق کرے کہ حرامین شریعتین و غیرہ احکام کے مالک
 کے عالمین کس راہ پر ہیں وہی راہ اختیار کرے اور
 جماعت سے بھوت کے شیطان کا ساتھ بھی نہ لے اور
 مسلمانوں کی جماعت اور سواہر اعظم کی پیروی کرے
 گی اور بھی حدیث نیری ہدایت میں لکھیں گے
 انشاء اللہ تعالیٰ علامہ یہ بھی کہ تمام عالمین حرامین
 شریعتین و غیرہ احکام کے مالک کے اس
 بات پر متفق ہیں کہ چار اماموں کا مذہب موافق

کتابت اور سنت کے ہی چاروا میں سے ایک کی تقلید
 کرنے میں بغاوت ہی اور جسکو اجہاد کی لیانت ہی وہ
 قرآن حدیث پر آپ سمجھ کے عہد کرے اور جسکو یہ
 بات نہیں حاصل ہے وہ کسی مجتہد کی پیروی کرے ﴿تو ات
 جو کوئی آزاد پر ہا۱ شش جھوٹے کے زمانے میں اپنے
 ایمان کی تقلید جھوٹے یگانہ آئے شوال اعظم اور سلطانوں
 کی حمایت کی پیروی جھوٹے اور جن ضرورتوں میں
 سوا۱ اعظم اور حمایت کی پیروی کو نہ کا حکم ہی
 آئے ان حدیثوں کا حکم نہ ماننا اور حدیث کا حکم نہ ماننا
 یہ عین کفر ہے ﴿تو ات حضرت مولانا شاہ
 عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کا لکھنا عجیب ہوا
 بولوں تو بیان ان پر ہوا تھا: عبد العزیز چرطن کر کے کہا
 ملا ﴿باقی یہ جو کہا کہہ غضب ہی کہ سنت پر نہیں کرنا
 بھی حرام ہوا ﴿تو اسکا جواب یہ ہی کہ سنت پر
 نہیں کرنا کہ نہیں حرام کہا بلکہ اسے جو اپنے نفس
 کی خواہش بموجب و سنت کو ترک کیا اسکو
 حرام کہا ایک سنت یہ کہ پہلے خود رفع یدین نہ کرتا تھا وہ بھی
 سنت تھا سوا۱ آئے اسکو بغیر ضرورت کے جھوٹا
 اور دوسرے سوا۱ اعظم کی پیروی کرنا جو سنت

ہلک و اجنبی ہی اپنے اُسکو ترک کیا اور
 سوائے اُسکے ہر شخص آں پر ہوا جو بغیر رفع یدین
 کے آگے سے نماز پڑھتا تھا اُسکے سنت ہونے پر
 سب کا اتفاق ہی یہاں تک کہ رفع یدین کرنا والے بھی کہتے ہیں کہ
 رفع یدین نہ کرنا بھی سنت ہی تو اس شخص کے حق میں
 رفع یدین کرنا بالائتقان سنت ہوا اور اُسکے حق کے
 میں رفع یدین کے سنت ہونے میں خلافت ہوا اب
 جس سنت پر سب کا اتفاق ہو یہاں تک کہ رفع یدین
 کرنا والے بھی اُسکو سنت کہیں تو اس سنت کو بغیر
 فروت کے چھوڑنا اور ایک اصحاب کی پیروی
 کر کے اور نجات کی راہ پا کے پھر شک اور شبہ
 میں نہ پڑنا اور اپنے مابین تقویٰ کر کے کھاتے پھرنا اور حضرت
 علی علیہ السلام نے جس مصلحت کے واسطے
 اپنے فعل میں اختلاف کیا کہ مسلمانوں کی اس بات کی وجہ سے
 دین کے کام میں کشادگی ہو اور اُس تنگی میں نہ پڑیں
 اُس مصلحت کے خلاف کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے فعل کو کسی شخص سے چھڑا دینا شک
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرنا ہی
 اب ایک بات ترے قاعدے کی ہی اُسکو یاد

[illegible]

حدیث ضعیف جامع ترمذی میں موجود ہی اور اُس میں
 یہ بھی لکھا ہی کہ عالم صحابہ کاشل ابو ہریرہ اور ابن
 عمر اور ابن عباس اور ابن زبیر کے اور تابعین کا
 اس پر عمل ہی وہ لوگ بسم اللہ باللہ آوز سے
 سنت جاتے ہیں اور امام شافعی اور اسماعیل
 ابن حماد کا یہی مذہب ہی * یا مثلاً امام کے پیچھے احمد
 برتھنے کی حدیث حسن صحیح عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ
 سے جامع ترمذی میں موجود ہی اور یہ امام شافعی کا
 مذہب ہی * اور احمد نہ برتھنے کی حدیث حسن صحیح بخاری
 ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی میں موجود ہی اور
 یہ مذہب امام اعظم کا ہی * یا مثلاً حدیث رفع یدین کی
 حسن صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے جامع
 ترمذی میں موجود ہی اور یہ مذہب امام شافعی کا ہی * اور
 رفع یدین نہ برتھنے کی حدیث حسن عبد اللہ ابن مسعود
 رضی اللہ عنہ کی روایت سے اُسی جامع ترمذی
 میں موجود ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی * تو اب
 اس صورت میں جس کے مذہب کو اختیار کیا اتباع
 سنت کی ہوئی اور جس کے مذہب سے انکار کیا سنت
 سے انکار کیا * تو جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو اب

دیکھو کہ جو شخص شافعی مذہب رفع یدین کرنا تھا وہ سنت
 پر عمل کرنا تھا اور اسے جو رفع یدین کو چھوڑا تو سنت
 کو چھوڑا اسی واسطے اُسکو بکریا گئے کہ تو نے اُس سنت
 میں کیا نقصان پایا جو اُسکو چھوڑ دیا اور جو شخص حنفی
 مذہب رفع یدین کرنا تھا وہ سنت پر عمل کرنا تھا
 اور اسے جو رفع یدین کر کے رفع یدین نہ کرنے کی سنت
 کو چھوڑا تو اسی واسطے اُسکو بکریا گئے کہ تو نے اُس
 سنت میں کیا نقصان پایا جو اُسکو چھوڑ دیا تو اسے چھوڑ
 دینے والے نے ظلم کیا جسے سنت کو چھوڑ دیا ہو چھوڑنے والے
 کا کیا قصور اُسکی سنت تو بحیرہ ہی وہ چاہتا ہے کہ
 لوگ سنت پر ثابت رہیں اور اُسکو اپنا
 مضبوط ٹکڑا بن کر چھوڑے نہ پاوے جیسا کہ حضرت نے
 فرمایا ہے کہ جنگل سے پکڑ دھریں اور برائے طاغوتوں
 کی سنت اور اُسکو جو تڑپے دانتوں سے
 پکڑو کہ چھوڑ دے نہ پاوے اور یہ حدیث ایشیائی
 حدیث ہیں اور یہی انشاء اللہ تعالیٰ تو ثابت ہیں
 ہر شخص نے ایک سنت کو پکڑ لیا اور چھوڑ دیا تو
 اسے اُس حدیث کا کام نہ سمجھا کہ اُس حدیث
 میں تو یہی حکم ہے کہ جس سنت کو چھوڑ دے اُسکو

ابنا مضبوط تھا مجھے کہ چھوٹے ہٹا دے اور اس نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے کا مطابق پاس کیا
 اور بے سمجھے ہو چھے سنت کو چھوڑ دیا ❀ اب اس
 صورت میں اگر سنت چھوڑنے کو حرام کہا تو
 کیا غضب کیا بانک برآ غضب اُسے کیا جسے
 کسی بیمارے سے سنت چھڑوا یا ❀ اب اس صورت
 میں حضرت شاد عبد العزیز وغیرہ عالمین حق پر ہیں
 اور جو فقہاء اس صورت میں تعزیر جویر کرتے
 ہیں وہ بھی حق پر ہیں کہ وہ سنت چھوڑاتے پر
 تعزیر کرتے ہیں اور ہم جنہ لوگ سنت چھوڑنے سے
 منع کہنا والے ہیں سب حق پر ہیں اور سنت کے تابع
 اور جتنے لوگ سنت کو چھڑواتے ہیں مثلاً رفع یدین
 نہ کرنے کی سنت چھڑواتے ہیں وہ سب ناحق پر ہیں
 اور سنت کے دشمن ❀ ان اگر ہم لوگ شافعی
 مذہب والے کو جو بہانے سے رفع یدین کہنا نہار رفع
 یدین سے منع کریں تو ایسے ہماری طرف سے ظلم ثابت
 ہو ❀ اب جو بعض نادان کہتے ہیں کہ ادیکھو صاحب جو
 لوگ داتا رہی مونداتے ہیں اُنکو کوئی کچھ بھی نہیں
 کہتا اور جو کوئی رفع یدین کہتا ہی اُس کو لوگ بکرتے

بیٹن سوا ڈکا بھی جواب بخوبی ہو گیا ۵ اٹ ایک بات اور
 بھی سنا جانیے برے فائدے کی ہے وہ یہ ہے کہ ہم لوگ
 دارہی منہ آنے سے بھی منع کرتے ہیں اور دوسری
 سنت کے جھوٹے سنتے بھی اور جیسا دارہی
 رکھنا نیک حکم کرتے ہیں وہ سادہ دوسری سنت پر نہیں
 کر لیا بھی حکم کرتے ہیں فقط فرق اتنا ہے کہ جو کوئی دارہی
 رکھنے کے سدا آتا ہے اسکو دیکھ کے سنت کو تعجب آتا
 ہے اور ماری خلق اسکو بخوبی کنی ہی کیونکہ اسنے
 ایک سنت کو اجنبی کر کے جھوٹا بنا دیا ہے ۱۔ مبالغہ
 سے دوسری سنت کو اجنبی کر کے جھوٹا بننے میں بھی
 سبکو تعجب آتا ہے سبجان اللہ من آبلہ و ربہا طہ
 لکن بھاگامو منون خوش ہو اور کہو لا الہ الا اللہ محمد
 رسول اللہ ۵ اٹ نامکو ان ناموں میں سے خوف
 ہی کہ کہیں کوئی عالم ہو جب اللہ بیٹ کے کہے کہ ہانچ
 وقت اور جہد کے سوا اے عیار میں کئی نماز اور جہاد کے
 کئی نماز اور جہد کی سنت کے واسطے ابو سعید و فر
 بیٹ کے اذان کہنا منع ہے تو یہ تو جگت پہاڑی کہہ
 بیٹھیں کہ جبراً اعضائے ہستی انھوں نے ان بھی منع کیا ۵
 یا کوئی عالم کہے کہ جہاد و رسی لیکے تمہاراں شریف پڑھنا

منع ہی اور رکوع میں قرآن پر غنا منع ہی تو کہیں یہ
 نہ کہ بدتھیں کہ بر اغضب ہی ! نہ خون نے قرآن کی
 شریف پر غنا بھی منع کیا ﴿ ۱ ﴾ یا کوئی علم کہنے کہ اذان اور
 اقامت کے آخر میں فقط لا الہ الا اللہ کہو محمد و رسول اللہ
 نہ کہو کہو کہ حدیث میں ایسا ہی آیا ہی محمد رسول اللہ
 کی حدیث میں تو اذان اقامت کے اندر ہو چکی تھی
 یہ مقام عبادت کا ہی یہاں فقط لا الہ الا اللہ کہنے کا حکم ہی
 تو کہیں یہ نہ کہہ بدتھیں کہ بر اغضب ہی ! نہ خون نے
 محمد رسول اللہ کہنے سے بھی منع کیا ﴿ ۲ ﴾ اب حقیقت یہ ہی
 کہ رفع یدین کرنا اذان کہنا قرآن پر غنا محمد رسول اللہ
 کہنا کوئی مسلمان کب منع کرے گا مگر جس صاحب
 سے اور جس مقام میں جس کام کا منع شرع میں
 بناوے گا اُس کو الہ منع کرے گا اس طرح کے بہت
 سے مسئلے ہیں کہان تک لکھیں دیکھو نماز بری عبادت
 ہی اور قرآن شریف میں اُس کے واسطے کہتہ ر
 نا کہہ ہی سوئے کئی حالت میں قرآن ہی میں اُس کا
 منع ہی اور تھیک دو پہر اور آفتاب نکلنے اور توہین
 وقت حدیث میں نماز سے منع آیا ہی تو اب جو کوئی کہے
 کہ قرآن حدیث میں نماز سے منع ہی تو اُس کی بات کوئی

عقل مند قول کرے گا پس عقل مند اور دیندار
 کے واسطے اس قدر کفایت ہے اور یہ جو نئے مرتب
 والے کہتے ہیں کہ اہل سنت ترک کر کے کیا ہی ملک ہم
 تو وہ لوگوں کو سنت حاتمہ میں کسی وقت رفع پر
 کہتے ہیں اور کسی وقت نہیں کرتے۔ تو اس میں کیا
 فلاح ہے جیسے ہر کابل رکھا نا بھی سنت ہے
 اور سند انما ہی سنت ہے تو کبھی رکھا نا اور کبھی سند آیا
 تو اس میں کیا فلاح ہے سو اٹھا جو اب یہ ہے کہ
 یہ طریقہ صحابہ سے ثابت نہیں بلکہ اسکے آگے امامت
 ہی یعنی جس مقام پر جو فعل اختیار کیا اس کو مذکور
 پھر سنا اور نامکو صحابہ کے طریقہ پر چلنے اور انہی
 پیروی کا حکم ہے تو یہ طریقہ صحابہ کے خلاف ہو گا اور
 سواد اعظم سے بھی نفی ہے کہ ایک طریقہ اختیار
 کر لے تو یہ طریقہ سواد اعظم کے بھی خلاف ہو گا۔ باقی
 رہا ہر کے بال کا مسئلہ سو آئیں میں حضرت نے خود
 اختیار دیا ہے کہ چاہو سند اور چاہو رکھا تو اس سے ایسے
 زمین آسمان کا فرق ہے جیسا کہ مشکوٰۃ ص ۱۷۲ میں
 باب السرجل کی پہلی فصل میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے
 روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا ان النبی صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى صَبِيًّا قَدْ خَلِقَ بَعْضُ رَأْسِهِ وَتَرَكَ
 بَعْضَهُ فَنَهَاهُم عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ اِحْلِقُوا كَلَّهُ اَوْ اَدْرِكُوْهُ
 كَلَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ تَحْقِيقُ نَبِيٌّ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
 رَأْيَاهَا اِيَّاكَ تَرَكَ كَوْنِ يَثْبُكُ مُؤَدَّ اِهْوَا تَهَا اُسْ كَا
 تَهْوَرَا سِرَّ اَوْ رُخْصُوْرَا اِهْوَا تَهَا اُسْ كَا تَهْوَرَا اَمْرُ نَسَبِ
 مَنَعُ كَيْلَا تَرَكَ كَيْ مَالِكُونِ كَوْنِ اُسْ كَامِ سَعِ اَوْ رُخْ مَانَا
 كَمُ سَنَدِ اَوْ سَمِ لَوْ كَمُ نَامِ سِرْ كَوْنِ اِهْوَا تَهَا اُسْ كَا تَهْوَرَا اَمْرُ نَسَبِ
 كَيْلَا اُسْ كَوْنِ مَسْلَمِ فِي * اَبْ هَمُ زِيَادِ كَيْلَا كَرِيْمِ مَسْلَمِ
 كَرِهِيْ مِثْنِ كَمُ اَيْتِيْ اَوْ رُخْ مَانَا تَرَكَ كَيْلَا بَعِيْرُ مَلَمِ كَيْلَا جَهَنَّمِ
 كَرِيْ سَعِ مَارِ رَهْو * اَوْ رَا كَرِ هُوْ سَكِيْ كَوْنِ اُسْ كَامِ سَعِ اَوْ رُخْ
 حَدِيْثِ قَوْلِيْ سَعِ يَهْمُ مِثْمُونِ نَكَالِ وَاَوْ كَوْنِ وَاقْتِ
 رُفَعِ يَدِيْنِ كَرِ وَاَوْ رُخْ مَانَا وَاقْتِ رُفَعِ يَدِيْنِ كَرِ وَاَوْ رُخْ
 تَهْوَرَا اِمْطَابِ ثَابِتِ اِهْوَا * چُوْ بَحَا سَوَالِ اَكْرُ كَوْنِ شَخْصِ
 حَسْبِيْ مَذْهَبِ حَدِيْثِ صَحِيْحِ اَيْتِيْ مَذْهَبِ كَيْلَا مِثْمُونِ
 پَاوِيْ كَرِ اُسْ كَرِ اِيْ سَمِجْ كَيْلَا مَوَافِقِ عَمِلِ كَرِيْ يَاهِنِيْنِ
 اَوْ رُخْ مَانَا كَرِيْ يَوْ حَسْبِيْ بَاقِيْ رَهْمِ يَاهِنِيْنِ اِمْطَابِ حَسْبِيْ اَمَامِ
 اَوْ رُخْ مَانَا اَوْ رُخْ مَانَا اَيْتِيْ اُسْ كَامِ سَعِ اَوْ رُخْ مَانَا
 خِلَافِ حَدِيْثُونِ پَرِ اِيْ سَمِجْ كَيْلَا مَوَافِقِ عَمِلِ كَرِيْ يَاهِنِيْنِ
 حَسْبِيْ بَاقِيْ رَهْمِ * جَوَابِ * اِسْ كَا جَوَابِ تُوْ پَهْلِيْ سَوَالِ كَيْلَا

موآب میں جموں کی مملکت میں تھا۔ اس کی تاریخ بھرتیان کے
 کی تاریخ کے ایک جیسا تھا۔ پھر ہر ایک کی تاریخ کے ایک جیسا تھا۔
 کو امام محمد اور ابو یوسف رحمہما اللہ کی طرح حدیث
 سمجھنے اور پہچاننے آیا ہو اور وہی شخص حدیث صحیح کہتے
 مذہب کے مخالفین آیا ہو تو اس میں حدیث پر اپنی
 سمجھ کے موافق ہیں کہے اور اس میں حدیث کو جان
 قبول ہے۔ یہ قول کہ ہے **۱** یا قیاس جس اقدار علم اتوں
 جسے حدیث اور یہ باقی کے آقا ہی اسکا بیان کسی
 غایت میں لگے نہ کلام جو جس شخص کو اس قدر علم ہو اور پاسخ
 نہ پہنچو **۲** صحیح حدیث وہی کہی ہو اور اس حقیقت
 میں کہ اس شخص کو حدیث کہتے ہیں تو اسے شخص کو
 حسب اسے نفس و عاقل کے وہ شخص کہ حدیث پر سوال اسے
 رسول اللہ علیہ وسلم کی مٹی حسب اگر اس پر اسے سمجھے اسے اس موافق
 میں نہ کہ اسے سوال کو کیا پیڑ اور کھانا دے **۳** جب پچھتروں
 کی زبان چھڑا دے اس پر وہی رسول اللہ علیہ وسلم کی
 صحبت سے نکلتا ہو یا نبی لے اس کا کلمہ کہ **۴** رسول اللہ
 علیہ وسلم علیہ وسلم کی حدیث سے اس کا کلمہ کیا ہی تھا
 خود رسول اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے اس کا کلمہ کیا ہی تھا
 یہ وہی کہتے ہیں **۵** ابو داؤد کہ اس شخص کو اس سے

اجتہاد کرنے کا سب کا اتفاق ہی * کہ جاہل کے واسطے
 مثل مشہور رہی کہ حلو اور دون تزاروئے باید * پہلے امام
 ابو یوسف اور امام محمد کے برابر علم حاصل ہونے کی تدبیر
 مناسب ہی بعد اُس کے دعویٰ اجتہاد کا کر لیا * اور کچھ
 امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما بعد جو شاگرد تھے
 امام اعظم رحمہ اللہ کے اُنکو جو حدیث پہچانتے کا علم
 حاصل تھا اور اُنھوں نے اپنے استاد کے خلاف
 ہونے کی دہشت کیا اور حدیث پر اپنی اجتہاد و موافق
 عمل کیا تو اُنکے اجتہاد کرنے کا کوئی شکوہ نہیں کرتا
 اور نہ اُنکو کوئی حقیقت سے باہر سمجھتا ہی بلکہ مثل
 امام ابو حنیفہ کے اُنکی بھی پیروی سب کوئی کرتا ہی
 اور اُنکو بھی حقی سمجھتا ہی اور اُنکو حقی سمجھنے کی یہی وجہ ہی
 کہ اُن صاحبوں نے حدیث پر عمل کرنا ابو حنیفہ رحمہ اللہ
 سے سیکھا اور اُنھیں کے سیکھائے قاعدوں اور
 اُنھیں کے مذہب یعنی قرآن حدیث پر عمل کرتے کے
 طریقہ بموجب حدیث پر عمل کیا * اس واسطے وہ
 لوگ بھی حقی کہنا لے اور اُن صاحبوں کے بقول
 کو کوئی ابو یوسف اور محمد ہی نہیں کہتا بلکہ حقیقت
 میں وہ بھی حقی ہیں اور اُنکا مقدمہ بھی حقی اسباب

اور حث ملین جو بعضے شاو ارقفت لوگت کہتے ہیں کہ
 جسٹ بعضے مقام میں تقلید امام ابو دیو سلف کی کیا
 تو ابو دیو سلفی اور امام بخاری کی کیا تو بخاری ہوگا
 اور حثی نہ ہاقتی رہا سیو آ نکا چو اس بھئی ہو گیا کیو کہ ملین
 امامون کا مذہب یعنی حدیث قرآن پر بھیں بکرے اور
 اسے سبیلے نکالنے کا طریقہ اور فاعلہ وہی ہی جو امام
 ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تھا جیسا کہ حقہ کی کتابوں اور
 احوال فقہ سے ظاہر ہوتا ہی خلافت و مہرے ایامون
 کے کہ آ نکا فاعلہ اور طریقہ فقہ و سرائی * غرض کہ ہمارے
 اور نئے مذہب و اقوان کے درمیان میں یہی فرق ہی کہ
 وہ کہتے ہیں کہ ہر کوئی جاہل ہو خواہ عالم جو حدیث و
 قرآن سے آپ سمجھے آپ پر عین کرے * و امرون
 کی سمجھ کی پیروی نہ کرے پاویہ ہم کہتے ہیں کہ جسکو
 حدیث فقہ قرآن کا علم ہو وہ آپ پر آپ سمجھے کے عین
 کرتے اور جسکو علم نہ ہو اسے سمجھنا کہی نہیں تو ہی ہر کے
 اس کے واسطے اسے اس پر بھیں کہتے کہو کہ
 جسکو یہ معلوم ہو اس کے واسطے سبیلے ہی حکم ہی کہ علم
 والون کی پیروی کرنے جیسا کہ ہم مذہبون جو وہ ہیں
 و سب اس کے طور و نکل کی آیت سے واضح ظاہر ہی

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۚ وَبِهِمْ مَعْرُوفٌ
 اہم و الون سے اگر تم کو معلوم نہیں ﴿تیسرے فائدہ﴾
 نہیں اس کا بیان اوپر بخوبی گذر چکا ہے ﴿سو جس شخص کو﴾
 اہم نہیں ہے اور وہ مجتہدوں کی پیروی سے انکار کر
 ہے بلکہ چاہتا ہے کہ اپنی عقل کے موافق غریب
 فقیر آں پر عمل کرے اُسکی مثل وینسی ہی ہے
 ایک قافلہ سامانوں کا حج کے واسطے سواراویا
 پہلوئے عرفات کی طرف دوڑا چلا جاتا ہے اس واسطے
 کہ حج کا ایام قریب آ پہنچا جائے جاوے گا تو حج سے
 محروم رہے گا اور ایک لہجہ بھی عرفات پر جانے کا قصد
 رکھتا ہے اُسکو قافلہ کے لوگوں میں سے رحم کھا کے
 کسی نے کہا کہ آمیر بے اونیٹ پر بیٹھ لے کسی نے کہا
 کہ آمیر بے گنہے پر چڑھ لے اور وہ لہجہ کسی کی نہیں سنتا
 اور سمجھتا ہے کہ میرا لہجہ یا تو کسی کے اچھے یا توں اور
 ایسی کسی سواری سے کم نہیں اور چاہتا ہے کہ دوڑ کے
 سب سے آگے پہنچوں اب بھلا وہ لہجہ کس طرح پہنچے گا
 کاش کہ لنگر اہی ہوتا تو شاید پہنچتا یہاں تو دونوں
 یا توں تو تھے ہیں اور سمجھ بھی ایسی ہی ﴿حضرت﴾
 زہولایا محمد اسماعیل محمد بیٹ دہلوی رحمہ اللہ

چراغ المستقیم میں عجیب پاکیزہ مضمون لکھا ہے کہ چاروں
 مذہب کی تقابلیہ اور حدیث پر عمل کرینے دو بنو کی
 جوئی اس میں بیان کیا ہے اور حق ہی ہے کہ حدیث
 قرآن فقہ کی کو بیچ کام نہ سمجھے بلکہ سب پر عمل کرے
 کہ ایک زائد کے ساتھ یعنی جس کے واسطے جس طرح
 سے شرع میں عمل کر نیک حکم ہی اس طرح پر عمل کرے
 کہ ای عقل اور خواہش کے موافق عمل کرے ۞ اب
 اس مضمون کو شرح کے ساتھ ہم لکھتے ہیں مبنی
 و مضمون یہ ہے ۞ اعمال میں تابعہ اری چاروں مذہب
 کی بنو نام اہل اسلام میں راجع ہیں بہت خوب اور
 بہتر ہے (ف) یعنی چاروں مذہب کی تقابلیہ خونی شرع کے
 حکم سے ثابت ہے اور رہایت خوب ہے اور موجب
 نجات کا اس کو کوئی مدد نہ سمجھے اور اس سے بہتر نہ
 ہو رہے ۞ لیکن ہفتمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو
 چاروں مجتہدوں میں سے ایک ہی کے علم میں نہ سمجھے
 نہ سمجھے (ف) یعنی یہ نہ سمجھے کہ ان جہد صلی اللہ علیہ
 وسلم کا علم قائم ہی کو ملا اور دوسرے مجتہدوں کو
 نہیں ملا ۞ کیونکہ اس صورت میں دوسرے مجتہدوں
 کے مذہب سے بد اعتقاد ہی تھے ہر گز گویا اس نے اُن کے

مذہب کو۔ آن حضرت کے علم کے خلاف سمجھا اور ایسا
 کبھی نہیں ہئی ❀ بلکہ چارو مذہب موافق علم نبوی کے
 ہیں جب کہ آگے فرماتے ہیں ❀ بلکہ علم نبوی تمام عالم
 میں پھیل گیا (ف) یعنی علم نبوی کو صحابہ نے پھیلا یا اور
 وقت کے تقاضے بموجب ہر کسی کو پہنچا (ف) یعنی
 جس شخص کو جس اصحاب سے ملاقات ہوئی اُسے
 اُس اصحاب کے پاس جو علم نبوی تھا اُس کو
 حاصل کیا اور وہ سب حق تھا جیسا کہ اس کا بیان
 دوسری ہدایت کے پہلے فائدے میں بخوبی لکھ چکے ❀
 پھر بعد صحابہ کے جب کتابیں تصنیف ہوئیں تب وہ
 سب علم اکٹھا ہوئے (ف) یعنی اب حدیث کی کتابوں
 میں سب صحابہ کی روایت کی حدیث جمع ہیں تو اس
 جس میں کہ حدیث صحیح اور حرج یعنی جگہ
 پہنچے کھلے کھلے اور صاف صاف ظاہر ہوں اور غیر منسوخ
 ہواوے تو اُس میں کسی مجتہد کی پیروی نہ کرے
 (ف) محدث رحمہ اللہ نے یہ پایت اُن عالموں کے
 حق میں فرمایا ہی جنکو حدیث پہنچانے اور سمجھنے کا علم
 حائل ہی کیونکہ ان پر تھا حدیث صحیح ہرچ غیر منسوخ
 کب طرح پہنچانے گا اور کہناں سے ہاویں گا تو پس جس کو

اُحققہ ن علم جو حدیث قرآن سمجھے کہ درکار ہی حاصل ہو
 اور وہ حدیث صحیح صریح ٹھہر مسیح پاوے تو اُس وقت
 اُس پر عمل کرے ﴿ اور اہل حدیث کو ایسا پیشوا
 سمجھے اور اُنکی محبت دل میں رکھے اور اُنکی تعظیم کو
 لازم خانے کیونکہ وہ لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 کے علم کے یاد رکھے والے ہیں اور گویا ایک قسم کا
 نائب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس جنت کا حامل
 کہہ کے مقبول خاتم رسالت ہاں کے ہوئے ہیں اور
 مقام لوگ تعظیم اور توقیر مجتہدوں کی نحو
 جانے ہیں اُس کے بیان کے محتاج نہیں ہیں۔ ماں تک
 صراط المستقیم کا مہمور ہے ﴿ اور وہ کتاب حضرت
 ہر شد رحن امنرا لہو میں سید احمد ادام اللہ رکاز
 کے مذہب کے موافق نصیف ہوئی ہی ہاں اُنھیں کے
 بیان کا ترجمہ ہی ہو جو لوگ اُس جس جہاں کے معتقد
 ہیں اُنکو چار مذہب میں سے ایک کی تقلید واجب
 ہے کیونکہ تقلید معتدوں کی جو واجب ہے دوسرے پر
 طریقہ نقل نے تقلید اختیار کیا اس سبب سے اور واجب ہو گئی
 کیونکہ ہر طریقہ نقل کی تابعداری واجب ہے جیسا کہ
 پیغمبر فتح العریضہ سے اُسکا بیان اوپر لکھ چکے ﴿

اور جو طرح سے حدیث پر ہمیں کڑا ناکھانا ملا، افسوس
 ہمیں لکھا ہی اُسی طرح جسے حضرت شاہ عبدالحق محدث
 دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
 رحمہما اللہ نے بھی لکھا ہی جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔
 سوال * کس عالم کی پیروی کر نیکان حکم ہی محدث کی یا فقہ
 کی * جواب اُس عالم کی کہ فقہ حدیث دونوں سے
 واقف ہو اور حقیقت میں جو فقیہ ہو گا وہ محدث
 رہی ہو گا اور جو محدث ہو گا وہ فقیہ بھی ہو گا اب اس
 مقام میں مرقاۃ المودعیہ کا مضمون شرح کر کے لکھتے ہیں
 اس میں اس بات کا بھی جواب ہی اور جو بعض
 لوگ نے کہ حدیث والے شیعہ کر لے ہیں کہ اُس رسالہ
 میں فقہ پر عمل کرنے سے منع کیا ہی اُن کا بھی جواب ہی
 ہے، مضمون مرقاۃ المودعیہ کی پہلی وصیت میں ہی فرماتے
 ہیں کہ افروغ نہیں یعنی فقہی مسائل میں اُن محدث عالموں
 کی پیروی کرنا چاہئے جنکو فقہ حدیث دونوں کا عالم حاصل
 ہو اور ہمیشہ فقہی مسائل کو قرآن حدیث سے
 ماننا چاہئے جو اُس کے موافق ہو اُس کو قبول کرنا چاہئے
 اور جو اُس کے موافق نہ ہو تو برے مال کو اُس کے مالک
 کے حوالے کر دینا چاہئے * یعنی اُس پر عمل نہ کرنا چاہئے

(۱) بہر بات مصنف رحمہ اللہ نے عالموں کے حق میں
 کہا ہی اور اسباب کو اجہا دیکھے ہیں۔ کیونکہ حکو عالم ہر گاہ تو وہ
 کسی مسئلہ کو قرآن مجید کے موافق مخالفت کس
 طرح چکا بیگانہ اور یہ بات ہم کئی بار اوپر لکھ چکے ہیں
 کہ جب کو قرآن حدیث کا علم ہو وہ مختار ہی کہ اپنے
 دیا تھیلے اختیار کرے اور ایسی بات ہو ہی تمام عالموں
 کا ۱۔ سمیں کیا خلاف نہیں ۲۔ پھر فرماتے ہیں کہ امت کو
 کسی وقت میں فقہی مسئلوں کو قرآن حدیث کے ساتھ
 ملائیے سے لے کر جو الی اور قراحت نہیں حاصل ہی (۲)
 یعنی امت کو لازم ہی کہ ہمیشہ قرآن حدیث سے
 ہر حال میں ہدایت کریں اور فقہی مسئلوں کو قرآن
 حدیث سے ملا کر بین کر کے کہتے کہیں خودی معلوم کریں
 دلو دیا سکی لذت باویں اور فتنہ کی شرارتی و لافین
 شہاوتے کیونکہ جب ملتا م کرے گی کہ ہر مسئلہ فلاں
 آیت اور فلاں حدیث سے نکلا ہے نہ مستند اسکا
 یہ عظمت ولی امین مہاو گی اسکا شہادت ہو لوگ
 اپنی کتا کو حق نہیں لکھتے ہیں اللہ و رسول علیہ السلام
 اسلام یعنی یہ مسئلہ بعد تعالیٰ کی ایسی آیت
 اور رسول کریم کی ایسی حدیث سے نکلا ہی جیسا کہ

صاحب ہدایہ وغیرہ فقہاء کا دستور ہی اور فقہی مسئلے کو
 قرآن حدیث سے ملاتے ہیں یہ بھی معلوم ہو کہ کون
 مسئلہ قوی ہی اور کون ضعیف اس بات میں
 امام عالمیوں کا اتفاق ہی اور اسلام کے تمام شہروں
 میں بے تینوں عالم جاری ہیں یہ اس واسطے فرمایا کہ
 لوگ کہیں یہ سمجھیں کہ قرآن حدیث فقط تبرکات و
 کے واسطے ہی اور عمل کرنا جو فقہ کی کتابوں میں
 لکھ گئے ہیں وہی کفایت ہی کیونکہ اس صورت
 میں فقہ کی لذت ملے گی اور ضعیف قوی مسئلوں کی
 تحقیق نہ ہو سکیگی اور یہ بھی نہ معلوم ہوگا کہ کون کتاب
 معتبر ہی اور کون بے اعتبار یہ نہ کوئی سمجھے کہ محدث رحمۃ اللہ
 نے کچھ فقہ کی امانت کی ہی معاذ اللہ بالک اُمکی تو یہ
 عرض ہی کہ فقہ بھی پر ہیں اور اصول فقہ بھی کیونکہ
 جب تک اصول فقہ نہ پر ہیں گے تب تک قرآن
 حدیث سے فقہی مسئلوں کو کس طرح ملاویں گے اور
 اصول فقہ کی کتابوں میں فقہ کی اصل چار مقرر ہیں
 کتاب سنت اجماع قیاس تو قرآن حدیث کو بے
 کام سمجھنے والا فقہ کی جڑ کھودنیو الہی جیسے کہ فقہ کا
 منکر قرآن حدیث کے احکام کا سبب الہی ﴿﴾ تو جس

ہندو اور یہی ہی کہ وہیں کے علم میں مشغول رہے اور
 علم دین کے چہن چہن تھے۔ آج کل فقہ جیسا کہ اوپر
 بھجے گئے پھر آگے فرماتے ہیں اور جن فقہاء میں سے کہ کسی
 کمالم کی تائید کو اپنی وسایا ویز تھمے اس کے قدر آج کل
 سے فقہی مسائل کا تحقیق کرنا ہو تو وہ کیا ہی اور چہ
 ضعیف قوی مسئلہ کہیں نظر پڑے الگ الگ دیا ہوا کی
 ضعیف باتوں کو نہ سنا جائے اور ان کی طرف متوجہ
 نہ ہوا جائے بلکہ ان سے کنارہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی نیکوئی
 سمجھنا چاہیے (ف) ایسی بات ہیں فقہ کو تحقیق کر کے
 دیکھنے کی کہاں تاکید ہی بتالیہ الودیعہ کا مضمون نام ہو گا
 ایب جو لوگ سمجھنے نہیں کہ بتالیہ الودیعہ میں فقہ سے
 منع کیا ہی سوتے جھوٹے اور بیوقوف ہیں انہیں تو ہر امر
 فقہ کو خوب تحقیق کرنا اور فقہ کی ہر وی کرنا
 چاہیے۔ سبحان اللہ جو لوگ قادر فی کے رسالہ کا مضمون
 سمجھنے کے وہ لوگ اجتناب سے طرز کزینگے۔ شاید
 ان نادانوں نے اس سے عبارت سے جو آخر میں لکھا
 ہی کہ وہ فقہاء تحقیق ضعیفہ مسئلہ لکھتے دیتے ہیں
 اس کو نہ سنا جائے سمجھا ہو گا کہ علم فقہ ضعیف ہی نہ
 اب ایسی سمجھ والی ہے کہ کوئی نہ رہی کہ کہیں کسی

کتاب میں لکھا ہوا ہیں کہ حدیث وضعی کو ہر گز نہ سنا
 جائے اور نہ سمجھیں کہ علم حدیث وضعی ہی * بلاک حق پر
 ہی کہ علم حدیث ابراہیم ہی اور جو وضعی حدیث کسی
 نامعترف کتاب میں لکھی ہے وہ حدیث ہی نہیں انہی
 طرح علم فقہ پر حق ہی جو کسی کتاب میں ضعیف مسئلہ
 لکھا ہے وہ سنا ضعیف ہی علم فقہ کا کیا تصور * پانچواں
 سولہ ہذا کہ تم جو کہتے ہو کہ قرآن حدیث سے مسئلہ
 نکالے گا علم روزگار ہی تو وہی بات اور شرح وقایہ ہدایہ گزیر
 سمجھے کہ بھی کیوں نہیں کہتے شرح وقایہ ہدایہ کو سمجھتے ہیں
 آئی ہے یا جو دیکر انہی کی عبارت قرآن حدیث
 سے ثابت مشکل ہی اور قرآن حدیث نہیں سمجھتے
 میں قطعاً یہ کیا انصاف ہی * جواب * شرح وقایہ ہدایہ گزیر
 سمجھے کے واسطے سمجھتا ہونا شرط نہیں ہی بلاک فقط
 لغت عربی سے واقفیت چاہتی ہی اور جو مسئلہ
 اہل ستمین حدیث قرآن سے نکالے ہوئے یا رہیں اُسکا
 سمجھنا آسان ہی بخلاف اجتہاد یعنی قرآن حدیث سے
 مسئلہ نکالنے کے کہ اُسکے واسطے اُسقدر علم کا ہونا
 جو نصف پر کے واسطے ضروری ہی اور اُسکا بیان
 ہی اور نہ لکھ چکے اور نہ نسخ نسخ صحیح ضعیف اور

راویوں کے حال سے وہ افسوسیت فرورہی اور یہ بات ظاہر
 ہی کہ اپنے اجتہاد کو مٹے اور دوسرے کے اجتہاد پر
 مسئلے سمجھنے میں پرافرق ہیں جو کوئی جامعہ یا مدرسہ یا مدرسہ
 جسے یہ چھلے کہ صاحب نام جو ہدایہ پر چلتے ہو تو قرآن
 حدیث سے اجتہاد کر کے آپ بھی سبیلہ نکال سکتے
 ہو دیکھتے تو وہ کیا جواب دیتے ہیں اور ہدایہ کی عبارت
 کو جو قرآن حدیث کی عبارت سے مستعمل کہا گیا خواجہ
 ہم کیا زمین بات کہتے ہیں کہ **بصرہ** جس نسبت خاکہ کشا
 حضرت باک **اور** ایک عبارت یہ ہے کہ **یہ** کی مخرج
 یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کوئی مستفاد کرے اس کے سبب بصرہ
 ہدایہ کو کسی مقام میں نہ سمجھے اگلا تو وہ شخص بہت بڑا
 مسئلہ پر عمل کرنے سے توقع کرے گا کہ کئی ظالم نے تحقیق
 کر لگا تو اس میں کیا فضاوت ہوئی اور اگر کوئی یہ علم خیر ہو
 جس کو کسی کی تقلید سے انکار ہو قرآن سے اجتہاد
 کرنے میں گھاؤ اور وہ ان کسی مقام پر نہ سمجھے گا تو بہت ہی
 فضاوت ہو گئی کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام حکم لکھ
 منع اور منع کو حکم سمجھے گا اور اسی پر عمل کرے گا اور
 دوسرے سے یہ کہ کم علم و الا اگر ہدایہ پر آھا و سے تو
 اس کو حضرت عمرؓ نے منع نہیں کیا ہی اٹھاتا قرآن

پر تھانے کے کہ کم عام والے کو حضرت نوح علیہ السلام نے قرآن
 پڑھانے سے منع کیا ہی جیسا کہ روایتی مہول کے
 جواب میں یہ مضمون گذر چکا اور تیسرے یہ کہ اگر
 ہدایہ کے معنی اپنی ہی سے کہے گئے تو جہنمی ہو گا خلافت
 قرآن کے کہ اس کے معنی اپنی ہی سے کہے گئے جہنمی
 ہو جائے گا جیسا کہ مشکوٰۃ میں کتاب العلم
 کی دوسری فصل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
 روایت کیا ہی کہ انہوں نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم من قال فی القرآن یس آثم فلیتوبوا مقعدا
 من النار و فی رواية من قال فی القرآن بغیر جلم فلیتوبوا
 مقعدا من النار رواہ الشرح فی ما یستعمل فی اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے جو شخص کہے کہ یس قرآن میں دینے قرآن
 کی تفسیر کہے اپنی عقول سے یعنی بغیر پیروسی اُن
 اہل تفسیر کے جنہوں نے تفسیر کی سند حضرت
 کو پہنچائی تھی قرآن کی تفسیر بیان کرنے تو چاہئے
 کہ وہ ہونے سے اپنے دیکھنے کی جگہ آگت میں اور ایات
 روایت میں یوں ہی کہ جو شخص کہے اور بات کرنے
 قرآن میں بغیر قلم کے تو چاہئے کہ وہ ہونے سے اپنے
 دیکھنے کی جگہ آگت میں روایت کیا اس کو مذنی ہے

پھر اربعہ اسکے جذبہ راغبی اشد منہ سے (و انیت کہا
 بھی کر انھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثَلَاثِينَ مَرَّةً قَدْ صَاحَبَ فَقْلًا أَخْطَرَ دَارَهُ
 الْمَقْرُوءَةَ وَأَوْلَى دَارَهُ وَأَوْفَى دَارَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 نے جو شخص کہ ملت ملائے قرآن میں اپنی عقل سے
 پھر تحقیق کہی تو بیشک اسے اشد خطا کی ۱۰ یعنی اگر کچھ
 فیما لو واقع خواجہ تھا وہی بیان کیا لکھو کہ جو شخص کسی راہ
 مہاراجہ کی اس کو چھوڑا تو خطا کیا ۱۱ اور تفسیر
 کے لواء سب سے بہتر اور سب سے اچھے کہ ان راہوں میں سے
 نقل کیے جنھوں نے افسوس کی شہید ہوا
 تک پہنچائی ہو جیسا کہ راہب کا بیان نفع لاء العزیز سے
 اور لکھ چکے یہ اب کیا اس کو عزت ملی اور اورد اور
 ہے ۱۲ اب ان خدینوں سے صاف ظاہر ہوا کہ قرآن
 سمجھنے کے واسطے جو علم و دیکار میں سونے اچھے واسطے
 نہیں اب اسے کوئی نادان میرے سمجھنے کی قرآن کا ترجمہ نہ دے
 گناہ ہی اور اس کو موقوف جس کہ جس نے عرش ہر
 ہی کہ ہر کوئی بغیر علم و ادب سے اس کے اسے سب سے
 نکالنے اور راہب کا دھوکا دیکھنے اور تہجہ تفسیر و لغات
 سے پر ہا کرنے اس میں ہر راہب میں الہی و انسانی

پر ہنہار ہی عبارت ہی بالکلیہ فقط ہیں گئی تلاوت میں
 بھی برائیاں ہی اور اس کے پرانے سے دل کے
 پر دے و قیام ہوئے ہیں اور اب اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل
 ہوتی ہی سوا لازم ہی کہ چنانچہ ہمارے پرانے گئی الیہا قیام ہی
 و قرآن کی تفسیر اور حدیث پر ہیں اس کے پرانے
 سے غفلت نہ کریں چنانچہ ہم لوگوں کا مذہب ہی
 کہ قرآن حدیث تفسیر فقہ سب پرانے ہیں اور انہیں
 عالموں کے حاصل ہو نیکی بہت پر نحو صرف عقاید اصول
 سب پرانے ہیں اور سب محنت فقط قرآن حدیث سمجھنے
 کی لالچ سے اٹھاتے ہیں مگر یہ بات بھی نئے مذاہب والوں
 کے خلاف ہی ❀ کیونکہ قرآن پرانے کے واسطے علم
 حاصل کرنا پڑے گا اور تفسیر پرانے سے اہل تفسیر کا
 مستند ہونا پڑے گا اور وہ لوگ تو کہتے ہیں کہ علم پرانے
 ضرور نہیں چنانچہ حضرات کے وقت کے ان پرانے
 سمجھتے تھے اس بطرح ہم بھی سمجھیں گے ❀ اور تفسیر کو بھی
 کہہ چکے کہ قرآن کے ساتھ نہیں آتی تو گویا ان کے
 نزدیک وہ بھی بدعت تھری اور عقاید کا تو نام ہی
 لئے انکی روح قبض ہوتی ہی باقی رہی حدیث سوا اسکا
 سمجھنا لغو علم کے معلوم ❀ غرض کہ ان لوگوں نے برا شعوہ

کہ رکلا ہی اس کے لئے کہ کو قتل کر لے ۞ اس ایک بات
 سنا چاہئے کہ غلطان لئے مذہب والوں کا جواب دینے
 میں کبھی نہ متوجہ ہونے لگا ہاں کو معلوم ہونا ہی کہ کوئی
 مفید خیم بلا خطر و آجان آنکو و سولس ڈالنا ہی اور
 آپ چھپ جاتا ہی ہو سہلما نو تم قل اعوذ برب
 الباس پر ہل کر وہاں ہلکی بڑکت سے و سواس
 بولایو لا جین ہو گیا یا تمی دفع ہو جاوے گا ۞ چھتھان سول
 چل چارو مذہب حق ہیں تو انگریز چارو مذہب کی اکتھان
 دنیا بد مکر میں کسی مسئلہ میں بخشی کسی میں شافی کسی
 میں مالکی کسی میں حنبلی کسی تو کیا قباحت ہی آخر چارو
 مذہب تو موافق حدیث ہی کے ہیں کسی نے کسی اصحاب
 کی روایت پر عین کیا ہی کسی نے کسی اصحاب کی
 اور ہر اصحاب کی بیروسی میں راہ نجات کی ہی تو
 ایس صورت میں ایک ہی امام کے تابع رہنا کہا ضرور ۞
 جواب ۞ اس کا جواب وہ ہی ایک ہے تو یہ کہ اس طرح
 کا یہ مذہب سوا از اعظم یعنی مسلمانوں کی جماعت کے
 خلاف ہونا ہی اور امت محمدیہ اس بات پر اجماع کیا
 ہی کہ چارو مذہب میں سے ایک کی قیاد کرے حرمین
 مرتبین و غیرہ اسلام کے مالک کے عالموں کا اسپر

اثنافانی ہی اور راست محمد یہ جس بات پر اثنافانی
 کریں وہی راہ ہدایت کی ہی جیسا کہ حدیث سے اوپر
 معلوم ہو چکا اور رسول اعظم کی پیروی کرنا بیانِ قسم سے
 ہی ہو تا ہی انشاء اللہ تعالیٰ و وسرے یہ کہ جب
 حدیث اور اجماع سے ثابت ہوا کہ چارو میں سے ایک
 کی پیروی نجات کے واسطے کفایت ہی تب بے ضرورت
 کے اپنی تین تنگی میں داخل کیا ضرور جو کوئی ہو چھہ کہ
 ۱۔ سمین کون سی تنگی ہی تو ہم کہتے ہیں کہ ایک
 مذہب کی فقہ سے خوب واقف ہونا غنیمت ہی اسے
 چارو مذہب کی فقہ کی کتاب میں پڑھنا اور بے ضرورت
 کے یہ محنت اختیار کرنا بڑی تنگی میں پڑنا ہی اور
 جس مصالحت کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اپنے فعل میں اختلاف کیا اُس مصالحت
 سے ماہر ہونا ہی سبحان اللہ یا تو تقابہ سے حی حرا ہے
 تھے اور کیا کیا عذر و روپیش کرتے تھے یا تو جب تقابہ
 پر رجوع ہوئے تو چارو اماموں کی صحیح ہی کہنے کرنے سے ہر افرق
 ہی اب شکر کرو کہ اللہ نے ہر افضل کیا اور تر ہی راہ
 سے سید ہی راہ پر لایا یعنی تقابہ کو جی چاہا تو اب
 مسلمانوں کی جماعت کی پیروی کرو اور اپنی اجہا و

حضور دنیا اور دوسرے کے پیچھے چلا تو آئینے آئین
 مقتدا کی پیروی کی یا جو راہ آئین کے مقتدا کے اختیار
 کیا ہے آئین حسن مارا کو حضور دنیا اور دوسرے آئین
 اختیار کی اگرچہ وہ وہاں بھی مقید ہی تھے مگر آئین مقتدا
 کی پیروی نہ ہوئی چنانچہ یہ کہ جس اصحاب نے یہ فعل
 کیا ہے آئین کو اپنی زندگی بھر کیا ہے جنہوں نے اس کا
 بیان نہیں کیا ہے سو اس کے حق آیت املین ہو چکا ہے
 نہیں حدیث سے ثابت نہیں ہوں یا اگر کسی اصحاب نے
 حضور سے روایات ایک فعل کیا ہو یا وہ پھر آئین کو حضور
 کے دو سہ فعل کیا ہو مگر یہ کہ ایک فعل ہے جو
 سے کرتے آئے ہوں ان شخص جنہوں نے یہ فعل کیا ہے
 و لا یطاعون تیس آئین اس فعل کو حضور آئین کے امور و شرا فیعل
 کے ہوں تو اوست کیا ہے ہوا اگر کسی شخص نے کسی اصحاب
 کی چند روایات پیروی کی مثلاً چند روایات عیاسین برہی
 ایسے عہ کی پیروی کی کہ کے بسم اللہ جائدا و از سے کہا
 اور از اہل این ججز راضی ایسے غزہ کی پیروی کی کہ کے آئین
 چند روایات جائدا و از سے کہا اور از اہل این ججز راضی
 کہ کے چند روایات پیروی کیا اور پھر بعد چند روایات کے
 ان شب کی پیروی ہی حضور کے مقتدا اور ان کو بکرا

عثمان رضی اللہ عنہم کی پیروی کر کے بسم اللہ آہستہ
 تھا اور زسرہ اور رائی ابن کعب رضی اللہ عنہما کی پیروی کر کے
 آمین آہستہ کہا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پیروی
 کرتے ہوئے رفع یدین موقع کیا تو اس نے اس وقت تک
 نہیں پہلے! صحابہ کی پیروی تو ہوئی کیونکہ اس پہلے اصحاب
 کا یہ سنیں فعل کا چھوڑ دینا ثابت نہیں بلکہ انھوں
 نے توجہ راہ اختیار کی تھی اس کو روک دیا گیا تھا
 نہ اس نے اپنی زندگی تمام ہوئے کے و شبانہی میں
 چھوڑ دیا۔ ہاں اس ضرورت میں دو مرتبہ اصحاب کی
 بھی پیروی ہوئی کیونکہ اس دو مرتبہ اصحاب نے اپنے ایک
 فعل کو چھوڑ دیا اور دوسرا فعل نہیں اختیار کیا تھا بلکہ شروع
 ہی سے اس فعل کو اختیار کیا تھا اور اس لئے ایک فعل کو
 چھوڑ کے دوسرا فعل اختیار کیا تو اس شخص سے کسی کی
 پیروی ہوئی ہوئی۔ چنانچہ اللہ پہلے تو مجاہدین کی پیروی سے
 رہا نکلتا تھا اور اب صحابہ کی پیروی چھوڑ دینے کی بد غیر نہیں
 ہوئے اور ملکہ و پیر اور نو نصیب ہوا اللہ نے خبر کیا کہ انہیں
 لوگ برا چاہتا ہے کہ انہیں بائیں نہیں تو اللہ اعلم کیا کیا فساد مچا دے
 یہ قلم ہونے میں تو یہ ہمہ ہاں ہے اگر دیکھیں ہاں ابھی تیرے لئے
 بھی نہیں ہوئے ہیں اس لئے کہ اگر وہ بھی آتھو تو

سوال ہند جو لوگوں نے مجھ پر کہا ہی کہ خلیفہ احمد میں جنتی
 شافعی مالکی حنبلی کہلا یا ضرور یا ت دین میں سے بھی اتنے
 اسکے کیا حاجت ہی محمدی کیوں نہ کہلا دین آخر جنتی
 شافعی مالکی حنبلی بھی تو محمدی تھے پھر ہم کو کیا ضرور جو اپنی تہن
 محمدیت سے خارج کرین اور وہ ہندوان کے کہلا دین ❀
 جواب جنتی شافعی مالکی حنبلی کہلائے سے محمدیت جاتی نہیں
 ایسا ہرگز نہ سمجھنا چاہئے اور تم تو خود چاہتے ہو کہ وہ لوگ
 محمد ہی تھے تو پھر محمدی کی طرف اپنی نسبت کرنا دیکھا
 کیا مضامین بقہ مالک اسکے حقیقت پر ہی کہ دین اسلام
 تو دین محمدی ہی اور جو لوگ اُس میں داخل ہوئے
 محمدی کہلائے۔ بس تو اس کے جتنے اہل اسلام ہیں دین
 کی راہ سے سب محمدی کہلائے ہیں اور یہ جو کسبیت
 شافعی حنفی مالکی حنبلی کی کرتے ہیں تو مذہب کی راہ سے ❀
 دین اور ہی اور مذہب اور نیست کیا کہ اسکے بیان ہو
 چکا اور پھر بھی بیان کرتے ہیں بس تو وہی دین
 اسلام ہی جو اللہ کے پیغمبر کے ہاتھ پھیرا اور مذہب
 اُس راہ کا نام ہی جس راہ سے دین حاصل ہو تو
 مجاہدوں نے دین پر پہنچنے کے لئے جو راہ اختیار کی وہی
 راہ راہی راہ سے وہ لوگ آپ بھی دین میں

بالک خود آن حضرت پر ایسی ہیبت و رستگاری
 جس طرح قریشی لشکر کی مدنی عربی اور راسخ
 بات کی اجازت لے کر تعالیٰ کے ہی فرمان یا ایہ
 صاحب نے چھوڑ دیں یہ بیچارے سو رہے تھے استغناء
 یا ایہ الا انہن انما خلقکم من ذاکر و انثی و جعلناکم

شیعوا و قبا نل لتعبار قول انہی شیعوا تخمین ہنہ تکو
 بہا ملا تا کہ نہ آؤ را یکاں ہا و سے یعنی آ رہا او
 جو اسے علیہما السلام سے اور رکھیں تھوڑی سی دکان
 اور دکان میں ملتا آئینہ کی پہچان ہوا * دیکھئے جنب و
 آئینہ میں ایک تارم کے راجہ میں تین اوقات اور رقبہ کی
 طرف ہیبت کرنے سے پہچان پڑیں جس طرح دو
 آدمی کا نام زہد ہی تو کتنی طرح پہچان ہوا کہ کون
 زہد چاہتا ہے یا زہد چاہتی ہے زہد قریشی پہچان ہوا * تو
 جنب لاقہ لکن جدیت سے ثابت ہوا کہ خبیث کرنا
 تو اس میں ہی بالک اللہ تعالیٰ نے خود اس بات کی
 تعلیم کی ہے یہ اسے سوال کرنا ہے علمی کی نشانی
 یہی بالک بعضی حکمت تو حقیقت میں یہ نہایت کرنا
 ہرگز و ریات میں میں سے ہو جاوے گا جس طرح کسی
 معاملہ کی گواہی دینے میں یا روایت کرنے میں پہچان کرنا

حقیقی یا شافعی کے پیرو کا نام کیا یا یہ اور بیٹے تو وراثت کی ہے
بلکہ حقیقت یہ ہے کہ امامت محمدی میں بیٹے خیر فرمے گئے اور
انکے بیٹے اور سب کو ملے۔ علوانی میں کہ ہم محمدی ہیں اور
حقیقت میں وہ سب گمراہ ہیں مگر ایک فرقہ اپنی
امانت و جماعت کا کڑوا ہجو جب حدیث کے لفظ راہ

پر اپنی نجیستہ کو وہ حدیث سیرت ہی نہایت میں آویں
اور ان میں تنہا جماعت میں امامت محمدی کے انفاق
موجب چارہ مذہب مشہور ہیں کہ وہ چارہ آپس
میں اصول اور عقاید میں متفق ہیں اگرچہ فرقہ میں
موجب مرفعی اللہ اور رسول کے ہی تلف ہیں مگر
اس میں اختلاف کے سبب سے ایک کو ایک برا
نہیں جانتا بلکہ چاروں کے چارے سمجھتے ہیں کہ ہم چاروں حق راہ پر
ہیں گلوہا ہم ایک باب کے چارے ہیں یا حق مذہب
ان کے وجود کے واسطے ہم چاروں حکم لا رہے ہمارے رکھتے
دہیں اور کبھی طرح میں ایک کو ایک برا نہیں جانتا
ایک کے سمجھتے ایک نماز پڑھتا ہی بیسن جس طرح
ان کے صحابہ کے ولایت میں اختلاف تھا اور نہ کسی کو کوئی
وجہ نہیں کرتا تھا وہی مسلمان ہیں چاروں نے نہایت صحابہ
شکی بنا ہی ہیں جس ملکیت ان میں چاروں مذہب کے آؤ ہی

جو جو وہیں ملان کہ معجزہ کے وہاں جا کے دیکھو تو صاف
 صحابہ کا ساز مانا معلوم ہوتا ہی کہ جسے جو علم حضرت
 سے پایا ہی اُس پر عین کر رہا ہی اور کوئی کسی پر
 عیب نہیں لگاتا بخلاف بہتر و فرقی گمراہ کے کہ انہیں
 ایک کو ایک گمراہ جانتا ہی ﴿تو اب چارے ملک
 اسلام کے محمدی لوگ پہچان گئے ہیں کہ جو لوگ
 دین محمدی اور حق مذہب پر قائم ہیں وہ یہی چار مذہب
 والے ہیں تو اب جب کسی کا حال دریافت کرنا ہو
 اور اُسے پوچھا کہ بھائی تم کون ہو اُسے کہا کہ ہم
 محمدی ہیں تب اتنا تو معلوم ہوا کہ یہ وہ نصاریٰ و غیرہ
 گمراہ زمین میں سے وہ شخص نہیں ہی مگر یہ شبہ
 نکلا کہ رافضی خارجی و غیرہ گمراہ فرقہ دین سے ہی یا اہل
 بدعت و جماعت میں سے ﴿کیونکہ محمدی تو اپنی تین سب
 گمراہی سے پوچھا کہ بھائی تمہارا مذہب کیا ہی ہے اگر
 اُس نے جنسی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی کہا تو معلوم کیا کہ یہ
 شخص دین محمدی اور حق مذہب والا ہی اور اگر ان
 چار دین سے ایک کا اقرار کیا تو معلوم کیا کہ یہ شخص
 زمان سے اپنی تین محمدی کہتا ہی ہو کیا ہو اگر گمراہ
 فرقہ دین میں سے معلوم ہوتا ہی رافضی خارجی و غیرہ

ہو گا کیونکہ اگر اہل سنت و جماعت کا مذہب رکھتا
 ہے تو کیا وجہ کہ بخار و مذہب میں سے کسی کی طرف
 اپنی نسبت نہیں کرتا باوجودیکہ تمام عالمین عربین شریفین
 وغیرہ ملک اسلام کے اپنی زمین بخار و مذہب کی
 طرف نسبت کرتے ہیں اور سوا و اعظم کا اس پر اتفاق
 ہے اس کو کیا ہوا ہی جو سوا و اعظم کے خلاف پر راضی
 ہیں اور انہیں کو سوا و اعظم کی پٹری کا حکم نہیں جیسا کہ
 سوا و اعظم کی ہیروئی کا بیان اب قریب ہی ہوتا ہے
 یا انشا اللہ تعالیٰ تو اب سوا و اعظم کے خلاف امر دھما
 اختیار کرنا اور ایسے اوپر بندہ ہی کی تہمت پسند کرنا
 کیلئے ورنہ کیونکہ یہاں کو تہمت کے مقام سے ہر ہیرا
 نکلنے کا حکم ہی جیسا کہ قریب ہی پہلی وضاحت میں
 بیان کیا ہے کہ انشا اللہ تعالیٰ اب نئے مذہب
 والوں کا ایک بڑا کمرہ ہو گا انہیں بعضے لوگ ایسے
 بھی ہیں کہ تو کہتے ہیں کہ ہم احمق ہیں مگر حقیقت میں
 وہ احمق آئے ہیں۔ قصور بھی نہیں کرتے اور ان کے جھکے کا
 روتھو رو رہتے ہیں آیا ہی اور ایسا ہی کہ ایک کچھ عالم والے
 ایسے جھکے رہتے ہیں تب تو صاف حقیقت اس کے خارج ہو
 جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ تمہارے شرح و قایہ ہدایہ میں

یہی نہیں ہے حنفی مذہب میں یوں ہی ❀ اور جب
کسی عالم سے مقابلہ پر جانا ہی تب تو کچھ اکی بکی چلی
نہیں تب اُسے نئے مذہب والوں کے وکیل بن کے
جھگڑتے ہیں کہ وہ لوگ یوں کہتے ہیں پھر جب ایک
ماہ کا جواب ملا تب اُنکی طرف سے دوبر سوال
کہتے ہیں کہ وہ لوگ یہ پوچھتے ہیں تو اب آدمی
کے جواب دے سکیں تو کوئی نظر نہیں پڑتا اور
پھر یہ کہہ رہی ہے کہ یہ بکاروں سے ہوشیار رہنا چاہئے
اتنا سمجھ لو کہ یہ طریقہ اہل سنت و جماعت کا نہیں
ہی یہ طریقہ شیعوں کا ہی کہ اپنے عیبی مذہب کو
چھپاتے ہیں سو معلوم نہیں کہ شیعوں سے اسے آپس
میں کیا نسبت ہے ❀ نصیحت دہلی ❀ مسلمان کو
لازم ہی کہ تہمت کے مقام سے بچے اور جب کوئی اُشہر
شہرہ زد کرے تو اُس شہرہ کو اپنے اوپر سے دفع
کرے یہ نہ کہے کہ ہمارا اللہ راضی چاہئے لوگوں کے شہرہ
پر کرتے سے کیا ہوتا ہی کیونکہ اپنے اوپر تہمت کا
روادار ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
طریقہ کے خلاف ہی اور جب حضرت کے طریقہ کے
خلاف ہو تب اللہ کب طرح راضی ہوگا دیکھو حضرت

مے آپنے اوپر سے بد شہرہ کو دفع کیا ہی مشارق الاولاد
 میں آم المومنین صلیۃ بنت حبیب سے زواہت کیا ہی کہ
 حضرت نے دو دو انصاری سے کہا علی و سلیمان ابیہما
 صلیۃ بنت حبیب جلدی نکرو تھو جاو بیٹک ابہ عورت
 تو صلیۃ بنت حبیب ہی بہہ حد پش انجاری مسلم و اولاد
 میں آئی صحیح بخاری میں اس حدیث کا پورا
 قصہ یوں ہے کہ حضرت صفیہ حضرت کنی بی بی
 مسیحہ بن حضرت کی ملاقات کو آئیں اور حضرت
 رمضان میں اعلیٰات پہنچے تھے حضرت سے بات
 چیت کرتی رہیں رات زیادہ گئی تھ حضرت اٹھو
 پہچانے چلے راہ میں دو انصاری تھو علی تب حضرت نے
 ان سے یہ حدیث فرمائی یعنی یہ میری بی بی ہی اور
 کوئی اجنبی عورت نہیں ہی بدگمان تھو ما انصاریوں
 نے کہا کہ سبحان اللہ یا رسول اللہ آپ کی ذات
 میں بدگمانی کا کیا دخل ہی حضرت نے فرمایا کہ انسان
 کے بدن میں شیطان اس طرح پھرتا ہی جیسے
 خون میں ڈرا کہ شیطان تمھارے ذل میں کچھ بد
 بدگمانی والے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی
 نہمت کے مکانوں میں سے اتر اگر اسے مقام میں

بیٹا ہو تو اپنی فقہانی لوگوں میں ظاہر کر دے تاکہ لوگ
 بدگمانی میں شگرتا رہوں ۞ تو اب اسے زیارہ لے جس
 حدیث پر عمل کرے گا کتب و قیامت آوے گا کہ میں مذہب
 والوں کا مذہب پہنچان نہیں ہوتا تاکہ اہل سنت و
 جماعت میں یاد و مراد مذہب رکھتے ہیں اور یہاں تک
 نبوت پہنچی ہی کر آئے یہ محض لوگ نہ نہیں رہتے اور جو
 فارہو ابھی اس کا بیان کرنا ضرور نہیں یہاں تک کہ
 عوام کو سمجھاوے ہیں کہ چارو اماموں نے اپنی طرف سے مذہب
 نکالا ہی اور کہ میں چار مصلحتیں و سستی بنا دی ہیں آنگا
 مذہب اختیار نہایت ہی پسند و مذہب اپنی زمین
 جنفی کہنے سے نہایت نفرت کرتے لگے اور اماموں کی شان
 میں بداد باریہ کلام کرتے لگے یہاں تک کہ ایک
 میں ایک شخص اس کا نام لینا ضرور نہیں ہمارے ملاقات
 کو آیا اور مذہب کا ذکر آپر آئے ہمیں پوچھا کہ برا
 مذہب جنفی ہی وہ ناوا ان نہایت خصہ ہو گئے کہنے لگا کہ
 اگر ہماری ماہرین کو زنا کی گالی آپ دیتے تو ہم کو
 اس قدر رنج نہوتا جیسا کہ ہم کو جنفی کہنے سے رنج ہوا
 اس قدر تو ہم نے اپنی آنکھ کی دیکھی اور کان کی سنی
 گواہی دی ہی اور لوگوں سے سنا کہ مارہت لای

حولی کنی انوقت ان کی بار و بار دستیں ملتا رہتا ہوں میں ہوں
 ہی لہلہا سنتے ہو جماعت یا انتہے میں کہتے ہیں کہ اگر
 تم دفعہ پیش کو چوبہا تین جو لہا تم پیشانی کے مذہب
 ہو شوق ہی لکرا لے ہو تو یا اپنی آئینہ شیا یعنی کہو تا کہ
 تمہیں ہم لہا ہلا بھائی جائیں لبویر تمہارا لبویر تھے سناؤ
 ہر تین اعتراف و یلوگت جو لے اور چوبہا واپس ہیں تو سب
 انہیں کہ لپٹے اور ہر قبول کیا کرتے ہیں ہنگامہ اپنی تین جنتی
 شیا رفتی نہیں کہنے اور اہل حق و ایک دوسرا جان سے واعظی کرتے
 ہیں کہ ہم نے پیشہ ہر جہاں کرتے ہیں ہر گیارہ میں حدیث
 ہر تین نہیں کہنے ہر ایک کسی مذہب کئی طرف اپنی
 وقت کے کر لے لے ایتا ورتے ہیں جیسا کہ یہ تہذیب
 کے استہان کو دیکھا جائے ہو آخر اسکا نتیجہ یہی ہوا
 کہ جماعت میں ہر فرقہ پر گیا یہاں تک کہ حضرت سلیم
 صاحب کے امر یہ لوگ آئیے بعض خلیفہ ان سے ہر اعتقاد
 ہو گئے اور انکی باعث نہیں جس نے اب بند ہو سست رہنا دکا
 اور لوگوں کا متعلق کرنا کوں ہوا چھ کہ اپنے لوگ اچھے
 ابھر گئے اور جمعی جماعت پھوٹ گئی اور انہیں حلقے
 بعض نے چھوڑ دیے کہے ہیں کہ سید صاحب کا بھی ابھی مذہب
 تھا مگر سب صاحب اس وقت کے والد اس لیے چھوڑے تھے البتہ

اُن سے سمجھے اُنھوں نے نوشت یسوع کے کان کاٹنے جیسے
وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پیش رو تھے مگر
اپنا مذہب چھپائے تھے ﴿ایسا﴾ ان فرقوں سے بڑھا چلا ہے
کہ اگر مذہب چھپانا دین کا کام ہی تو تھا کیوں چوکے ہو
اور اپنا مذہب ظاہر کر کے مغرب کی فطرت پر اختیار کرنے
ہو۔ اور جو مذہب چھپانا برا ہی تو اب رگوں ہندوؤں وغیرہ
لگاتے ہو عرض معلوم نہیں کہ یہ اکولن غرقۂ پیش اگر آیت
حدیث نبوی و اعظم کے اور بقعہ کمال اور محمدؐ ٹون اور لابیئے پیر
کے خلاف ہیں ﴿موجب﴾ ہمیں اور پرانے مذہب والوں
کا قرآن حدیث نبوی و اعظم کے منجانب ہو نا بخوبی
ثابت کیا گیا ہے تب بھی یہ بات بھی لکھی گئی کہ
لوگ ہوشیار ہو جائیں اور معلوم کریں کہ یہ لوگ
حضرت پیر مرشد برحق امیر المومنین شیداء احمد
والہدیہ کے مخالف اور ان کے طریقہ کے خلاف ہیں ﴿اب﴾
دخلاً نہ ہوں نے حضرت پیر مرشد برحق زہد بہتان لگایا تو
حضرت پیر مرشد کا کچھ نقصان نہوا بدلت جو ان کو بڑے پھاند
پر خاک پہنچائی ہی سو انھیں کے بندہ ہر آلہ کے لئے ملے گی
منہج ہی جب لکوائی رہا ہو بنا ہو تا ہی تب اس کو
استیسی ہی استیسی بات سلو جھٹی لینی کہ نیک او گروں میں

جنب گمانا ہی ہر وہ نیک لوگ جو چھٹے کے جسے
 نہ تھے ہیں اور یہی شخص رسوا فصاحت ہو مایہ بیست
 چون خیر خواہ کہ پروا کشت و رو بیانش اند نہ غم
 ہا کان ہر و اور اسے بافت کے ہزار وین مرو
 تھیں نہ اند اور ہا لہمین ہا لہمین گو آہ ہیں کہ حضرت پیر
 ہر بشر مقلد تھے جنفی الہند حبیب اور اسے پنے قابو سے
 ایسے لوگوں کو نکال دئے تھے اور بغیر سے تو یہ
 کہ ولایت تھایا سن بافت کو جو کوئی چاہے تحقیق کر لے
 اب اس نے قدر بہت والوں میں سے جو لوگ کہتے ہیں کہ
 ہر حیدر صاحب کے مرید ہیں اور ہا لہکی طرف سے
 لوگوں سے بہت بہت ہیں اور یہ قیمت لیئے وقت
 کہہ لائے ہیں کہ بیعت کیا ہیں یہ بیعت طریقہ جشتہ اور
 قادریہ اور نقشبندیہ اور مجددیہ اور مجددیہ کے
 رسوا ان سے قدر الہو چھٹا چلے گئے کہ ان طریقہ نقون وہیں
 نسبت کرنے سے محبت نہیں جانی اور جنفی شافعی
 مالکی حنبلی کی طرف سے بہت کرتے تھے مہریت جانی
 ہی لے لے کیا سبب حسن جو جواب الہی طریقہ نقون
 کی طرف سے بہت دیر بہت ہو نکال دئے ہیں اسے
 جو اس سے جنفی حنبلی مالکی حنبلی کی طرف سے بہت

سکرنا بھی و زینت جانوابان فرعون سے پر اخوت
 ہی کہ چند روز زمین کریں ان طریقوں سے بھی انکا
 کرنا بھی تو کیا تعجب انکو یہ بھی بشرم بہن آتی کہ
 کہیں کوئی مرید پوچھتا ہے کہ حضرت امام کو حنفی شافعی
 مالکی حنبلی ہونے سے منع کرتے ہو تو پھر حنفی قاری
 نقیث ہندی مجددی ہمکو کیوں پاتے ہو تو اسوقت کیا
 جواب دیں گے اور ان فرعون میں بعض ایسے دیکھتے
 ہیں آئے ہیں کہ انکو حضرت پیر مرشد سے ملاقات بھی
 نہیں اور وہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہم سید صاحب
 کے خلیفہ ہیں اس جھوٹے کہنے سے کیا فائدہ اگر
 سید صاحب کے کسی خلیفہ میں سے خلافت لے لین
 تب بھی کام چل سکتا ہی جھوٹے کہنے کے پیر بنا کیا فائدہ
 اس زمانہ میں تقویٰ شرطی انہیں سب فساد و فحش
 کو دیکھ کر اس رسالہ کے لکھنے کا اتفاق ہوا اپنے
 بھائیوں پر طعن کا ارادہ نہیں بلکہ ہر سب بھائی ایک ہیں
 اگر آپ اس بات کو ہم پکڑ کر لے جو اب جاتے آتے
 کو کیا فساد اٹھاتے یہ بات ان لوگوں کے واسطے
 لکھا ہی جو سید صاحب کی مرید ہی اور معتقدی کا
 دعویٰ کرتے ہیں اور جو لوگ ان کے مخالف ہیں وہ

اگر کہیں کہہ دوں کہ لیل ہی اگر سید صاحب مقدمہ
 اور حنفی ہوئے تو کیا اور ہمارے سے مذہب والوں کو
 نکال دے اور ان سے تو یہ کہو اے تو کیا بکھڑوہ ہی نہیں
 جو انہی پیروسی پھرو واجب ہی تو ایسے لوگوں کے
 واسطے تو ہم حدیث اور قرآن اور سوانہ اعظم
 سے بخار و اماموں کا مذہب حق اور موافق مرضی اللہ
 اور رسول کے ہونا اور انہی تقابہ کا واجب ہونا اور
 بخوبی ثابت کر چکے ہیں جسکو منظور ہو دیکھ لے * اور
 جو بات ہمے مشیتوں کے سمجھانے کے واسطے اوپر
 بیان کیا ہی کہ دین محمدی کا وہ جس کے معظہ اور مذہب
 مذہبی اور اہل سیمین و دین محمدی قیامت تک
 رہے گا اور وہ ان کے لوگ چپکے دین محمدی کو
 پہچان گے و لیسار و سرے ملک والے کا ہے کو پہچانیں گے
 آئینہ بھی ہے مذہب والے سوجھیں * نصیحت و دوسری *
 ہم جو آؤ پر سیرے قاعدے دین لکھ چکے ہیں کہ
 اس قدر عالم ہونے سے آدمی قرآن حدیث سے سدا
 نکال سکنا ہی بس مسلمان اس قدر عالم ہو و اگر
 قرآن حدیث پر آپ اجماع کر کے عمل کرے تو ہو
 سکنا ہی اور دین سیمین اس قدر عالم ہو و کسی

صحبتہ کی تمنا کرے ۞ سو اگر بچہ علم والا اپنی عقل کے
 موافق قرآن حدیث پر عمل کرے گا تو اُس کا یہی حال
 ہوگا جیسا کہ نئے مذہب والوں کی بھول کے بیان میں
 لکھ چکے کہ کہیں نہ اوسے کو موقوف کیا کہیں نافت کے تلے
 آجھ باندھنے کو جس کو ہم حدیث سے سنت ثابت
 کر چکے ہیں فعلی رہو دکا کہنا ۞ عرض جو لوگ بغیر علم
 کے حدیث پر عمل کرتے ہیں اُنکے حسب حال مولوی
 ولایت علی سلمہ اللہ تعالیٰ نے ایک روز ایک عجیب
 قصہ بیان کیا تھا وہ ایسے وقت کے بہت مناسب ہی
 ۱ سو اسلئے اُس کو ہم لکھتے ہیں وہ یہ بھی کہ ایک
 شخص عالم کسی گائون میں وار د ہوا جماعت کے
 واسطے نو مان کی مسجد میں گیا تو کیا دیکھا ہی کہ
 لہجے بھلی ناز کو آنے ہیں سیکے ہاتھ میں ایک چھری
 اور ایک چوٹا ہی پھر جب سب ناز پر کھڑے ہوئے
 سب چھری کو کاروسی اور چوہے کے گلے میں جو دھاکا تھا
 اُس کو چھری میں باندھ دیا عجیب تماشا ہوا کہ تمام
 مسلمانوں کے سامنے چوہے بندھے گئے اب ادھر تو ناز ہوئی
 ہی اور ادھر چوہے جین جین کر رہے ہیں وہ شخص یہ عجیب
 تماشا دیکھ کے حیران ہو گیا اور اس کا سبب کچھ

نہ تو ریت کر کتاب مصلیوں سے ہو چھا کہ بھائی تم
 لوگ بہتر کثرت و اسلحہ کرتے ہو کہ یا حق نمازیوں
 کی تین دس اسیں ہو یا ہی سب ہو لے کر وادیا جت
 بہ حکم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب انش
 شیخ نے کہا کہ کس کتاب میں ہی تم لوگوں کے پاس
 جو کوئی فقہ کی کتاب ہو تو لاؤ ہم دیکھیں اگر ان میں
 لکھا ہو تو ہم بھی کیا کریں وہ سب بولے کہ ہم فقہ نہیں مانتے
 ہم لوگ جو حدیث میں پاتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں
 نبی اُس نے کہا سبحان اللہ جو حدیث سے ثابت ہو
 اُسکو تو میری چشم قبول کرنا مگر ہم کو وہ حدیث دکھنا و
 نبی سب لوگ بولے کہ ہم اپنے عالم کو بلا دین
 تو وہ دیکھا دین گے غرض شب جاگے اپنے جاہل بغی کو
 بنا لائے وہ نادان ایک کتاب حدیث کی جانتھ لے آیا
 تب اُس شخص نے سوال کیا کہ یہ جو چھڑی تھے
 کہاں سے پایا کہا کہ حدیث میں موجود ہی اُس سے کہا کہ
 ہم کو بھی دکھا دو تب اُس نے یا وہ ان بیانی نے کتاب
 رکھ لی تو اُس کتاب میں لکھا تھا کہ عَلَیْکُمُ الْمَسْکِیْنَةُ
 وَالْوَقَارِشُ اَشْنُ جَاهِلِیْنِ لَہُ کہنا کہ دیکھو لکھا ہی عَلَیْکُمُ
 الْمَسْکِیْنَةُ وَالْوَقَارِشُ یعنی اختیار کرو یہی تم چھڑی اور زچہ کتاب

اُنہیں شخص سے کہا کہ اسی بے نصیب بندہ تو مکیۃ اور
 وفار ہی دو کیوں حدیث کے لفظ کو خراج کر تا ہے اسی
 عالم کے بھروسے فقیر سے انکار کرتا ہے اسے دیکھو تو
 جاہل ہے جو فقیر بھروسے اور حدیث پر عمل کر دیکھا و عونی
 کیا تو آپ بھی گمراہ ہوا اور وہ دونوں کو بھی گمراہ
 کیا اور ویسا ہی ہوا جیسا کہ مجاہد خذوق نے خرد می
 تھی کہ جب عالم باقی نہ ہیں گے تب لوگ جاہلون کو
 اہل علم و ارشاد اورین گے اور اُن سے مسئلے ہو جائیں گے
 سزا و جاہلین بغیر عالم کے قوی دینگے سو آپ بھی
 گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرینگے جیسا کہ
 اس حدیث کو ہم اول پر پانچویں قاعدے میں لکھ چکے
 ہیں اب اُن حدیث کو ہم لکھتے ہیں جس کے لفظ
 کو اُنہیں نازان نے خراج کیا تھا دیکھو تو اکیس
 اُن حدیث کا مضمون اُلحہ سمجھا تھا وہ حدیث یہ تھی
 بِشَارِقِ الْاَنْوَارِ مِیْنِ ابُوہِریرَ رَضِیَ اللہ عنہ سے
 روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے کہا حضرت نے فرمایا اِذَا
 سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَاَمْشُوا اِلَى الصَّلَاةِ وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ
 وَالْوَقَارُ وَلَا تَسْرِعُوا اِحْدَاكُمْ فَضَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ
 فَاَتَمُّوا جَبَّ اَقَامَتِ سَوْتُمْ نَارَ کُلِّ نَبٍ یُّجْلُو جَمَاعَتِ

کی مانند کے واسطے اور اختیار و چین اور راستگی اور
 یعنی نماز کے واسطے بخلاف چین سے تقہر سے ہوئے اور
 راستگی اور راستہ نام سے اور صیغہ سی شکر و پند چین
 نماز امام کے ساتھ ہمارے اسی امام کے ساتھ ہوا اور
 جی رہے ہوتے ہوں گے اسی آپ اور ہی کر لیا یہ
 چہیت بخارہ ہی مسلم و دونوں میں ہی راستہ یہیت
 سے معلوم ہوا کہ نماز کے واسطے روئے کے چاند کو روئے
 ہی اس واسطے کہ روئے سے روئے بھول جاتا ہی نماز
 چین سے نہیں ہوتی اور روئے سے نماز یوں کو اس کے
 ہاں یوں کی آواز سے و سواسی ہوتا ہی تو اسب دیکھو
 یاد ان کے چاہا کہ چہیت چہیں کہ ہے پورے چہیں چہیت
 کے یہاں خراب ہو اور چہیت ہے تو ایک شہنشاہ کے ہاں یوں
 کی آواز کو پہنچ گیا۔ چہیں اس کی اور یہی نماز چین
 سے اول ہوا اور راستہ اس کے چہیں چہیں چہیں
 چہیں چہیں کر دیا۔ ویسا ہی بھی ہوا ہی کہ چہیں
 اچانک لوگوں کے جوئے چہیں چہیں کر کے نکال دیا تو
 ان کے چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں
 چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں
 چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں
 چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں چہیں

وہ حدیث کے خلاف کرتے تو اس کو ہم بیان کرتے مگر
 دیکھو اس حدیث کے خلاف کیا ہی اب سیکڑوں
 حدیث ہم کہان تک اس جھوٹے رسالہ میں
 بیان کریں مگر پھر بھی تیسری ہدایت میں جائیداد کا
 قرآن حدیث کے خلاف ہونا لکھتے جاوین گے وہاں
 دیکھ لیا اب اتنا مجھ لو کہ بجا ت کی و و راہ ہیں عالم
 کو دین کے احکام آپ سمجھنا اور ان پر ہون کو کسی
 مجتہد کی پیروی کرنی اور ان میں مذہب والوں نے دو نو
 راہ کو چھوڑی ہی جیسا کہ اس بات کو دوسری
 ہدایت کے فائدوں میں بخوبی آیت حدیث سے
 ثابت کر چکے غرض اس میں مذہب کے اختیار کرنے
 میں قرآن حدیث پر نہیں ہونا مشکل ہی جس خبر
 اسی میں ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 فرمانے پر عربی کرو اور سواد اعظم کی پیروی کرو اور
 مسلمانوں کی جماعت سے نہ بھو تو جس میں اک
 سے جو کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لائے
 کسی بھی نعمانی ہی نصیحت تیسری بھائیو اتنا
 سمجھو کہ سواد اعظم کا اسیر انسان ہی کہ چار و مذہب
 میں سے ایک میں ہو رہا ہو جب بجا کا ہی اور

جنہی پیشانی فی مالکی خضیلی کہلانے میں کچھ ذہن کا تقصیر
 نہیں اور (تیمم) سمجھیں عیب بوجھتے ہو تو کیا کچھ معافیہ
 اور مدینہ منورہ وغیرہ اسلام کے پاک کے پیار سے
 عالمین نادان ہیں اور سمجھیں کہ وہ دانا ہو تو کو یہ خیال
 نہیں آیا کہ تمہارا اندر بہت جو سوا و اعظم کے خلاف ہی
 ہو ایسا ہو کہ میں شد شد فی اللہ نہیں کہیں سمجھیں
 لوگ داخل ہو کیونکہ اس مذہب کے لوگ کہیں
 دیکھتے ہیں میرے اور جیسے بھی کوئی ایسا مذہب
 اختیار کرے وہ لادین شرعین میں ظاہر ہو اور ان سے مارا نکالا
 گیا اور یہ شہر اگر کوئی کرے کہ مدینہ والوں نے بھی
 دین کا علم نہ سمجھا تو وہ جھوٹا ہی مدینہ کے عالموں کی تو
 حضرت نے خود دیکھ پتہ کی ہی اور انکے عالم ہونے کی
 گواہی دی ہی جیسا کہ مشکوٰۃ مصابیح میں کتاب
 العلم کی دوسری فصل میں آیا ہے ہر وہ جس
 سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے روایت کیا کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوشک ان یضرب
 لَنَا مِنْ اَكْبَادِ الْاِیْلِ بِطَلْبُونِ الْعِلْمِ فَلَا یُجَدُّونَ
 اَجَدًا اَعْلَمُ مِنْ عَالِمِ الْمَلَائِیَةِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ
 جَابِعُہُ وَابْنُ عَیْنٍ وَابْنُ مَاجَہُ مَا لَکَ رَابِعٌ اَنْہِیْ وَتَمْلِیْ

من عبد الزراق وقال اسحاق ابن موسى وسمعت ابن
 عیینہ انہ قال موالعمری الزامل واسمہ قبلہ الفریز بن
 عبد اللہ قریب ہی کہ مارین گئے آدمی اونٹوں کے حکم
 کو بدیع اونٹوں کو بن تیر ملاوین گئے اور لباس فقیر کر گئے
 جس حال میں کہ طلب کرتے ہیں علم کو یعنی علم کئی
 ملاش میں غم کر تے ہیں گئے پھر بناوین گئے کسی کو
 عالم زیادہ بدیع مظهرہ کے عالم سے روایت کی لا سکو
 ترمذی نے اور جامع ترمذی میں مذکور بھی کہنا سفیان ابن
 یحییٰ نے جو امام مالک کے اصحاب اور امام شافعی کے
 استاد ہیں کہ مراد حضرت کئی عالم مدینہ سے امام مالک
 ابن انس ہیں اور ذابکے مثل اسقول ہی عبد الزراق سے اور کہا
 اسحاق ابن موسیٰ نے جو شاگرد ہیں سفیان ابن
 یحییٰ گئے کہ سفیان بن یحییٰ سفیان ابن حنیہ کو کہ انھوں
 نے کہا کہ وہ عالم مدینہ جو حدیث میں مذکور بھی عمری زیادہ
 ہیں جو مدینہ مظهرہ میں تھے اور اپنے وقت میں برائے عالم
 اور زیادہ تھے اور وہ حضرت عمر ابن خطاب کئی
 اولاد میں سے تھے اور انکا نام عبد العزیز ابن
 عبد اللہ ہی ہے اب جانا چاہئے کہ حضرت نے جو فرمایا کہ مدینہ
 کے عالم سے کسی عالم کو زیادہ بناوین گئے تو کسی

عالم کا نام تقریر کر کے کہنا کہ یہ عالم ہے ہی کہی : سبحان
 ہیں حضرت نے فرمایا یہ بات یقینی نہیں ہو چکی تھی مگر
 ہر کسی نے اپنے اعتقاد بموجب جسکو عالم زنا زہا جانا
 اسکو بطریق حق کے کہا کہ یہ بات ثابت فلاں ہے
 حق میں ہو سکتی ہی نہ ہو کہ اسی کے حق میں حضرت
 نے خاص کر کے فرمایا ہی تاکہ حضرت کا کلام معجز
 نظام آخری زمانے کے حال کی خبر دینے کے طریق سے
 ہی کہ علم و بین کا آخری زمانے میں مدینہ منورہ کے
 عالموں پر ختم ہو گا جو وہیں کا علم آئندہ ہو گا وہ دو بیرون
 کو نہیں جیسا کہ اور دوسری جہتوں سے بھی یہی
 مضمون بوجھا جاتا ہی اور اس حدیث کے لفظ سے
 بھی یہی معنی ہو چکے جانتے ہیں اور یہی بات تھیک ہی
 اور شہادۃ الحسن و ہادی رحمہ اللہ نے بھی یہی
 لکھا ہی خلاصہ یہ کہ ان کے برابر عالم کہیں نہ گئے تو چنب
 مدینہ کے عالموں کے علم کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمائی تب ان کے حق میں یہ شبہ نہ کرنا کہ
 انھوں نے بھی حق نہ سمجھا جو ہم سمجھتے ہیں سو تھیک ہی
 حضرت کے فرماتے سے مندرجہ فرمایا ہی اور یہ بات
 ہر ازادوں اور مومن کی گواہی سے ثابت ہی اور چلو گیت

ہر مذہب و دین گئے ہیں و خوب جانتے ہیں کہ بدینے گئے
 ہمارے لوگ خاص اور عام ان پر آگئے اور عالم سب
 چار و مذہب کے عقائد ہیں اور چار و اماموں میں سے
 کسی کے عقائد ہیں اور انہی تین شافعی اور حنفی کہتے
 ہیں بلکہ جو کوئی اپنی میں کسی امام کی طرف نسبت
 کرے اور انکی تقلید سے انکا رکھے تو معتز پر بھی
 کرنے ہیں تو معلوم ہوا کہ جو بدینے والے سمجھے ہیں وہی
 جن ہی اور جو بدینے مذہب والے سمجھے ہیں سو جو سمجھے
 نصیحت چوتھی * اب ایک نصیحت نہایت فائدہ مند
 کہی ہی اسکو سوچنا چاہئے کہ اگر کوئی مومن تہذیب کو ان کے
 ہاتھ سے تباہ ہو تا ہی اور دوزخ کی قسم میں اپنے دینی
 احکام بخوبی اور اہلین کہتے کہ تا تو دوزخ کی قسم میں
 خصوصاً کہ یہ میں ہجرت کر کے چاہا ہی اور وہاں بنا
 پاتا ہی تو اب یہ مذہب والے اس قابل بھی
 باقی نہ رہے کہ کسی اسلام کے مالک میں خصوصاً کہ
 بدینے میں جاوین بلکہ اپنے لوگ جب اسلام کے
 مالک میں جاوین کے تباہ و تاراج کے لوگ انکی ہذا کہ
 پہنچا دینے کچھ وہ ہندوستان کا مالک ہرین ہی کہ جو کوئی جو چاہے
 سو کرے جو چاہے سو کہنے کوئی کچھ پوچھتا ہرین * یہ خوب ہے لوگ وہاں

اپنے نفس کے خلاف باور میں گئے اور سیرا کا دوا دل
 دیکھیں گے تب آجہ کو وہاں سے بھاگیں گے اور کبھی
 دارالکفر میں جا کر پناہ لیں گے جیسا کہ بعض لوگوں کا
 یہی حال ہوا تو سچا ذرا عند پر کیا پڑا غریبیت بھی کہ
 دارالاسلام میں رہتے نہیں دینا دارالکفر میں تھو کہ
 کھلتا پھر تھی کہ اب جو کوئی کہے کہ پھر نام لو کہ
 کیوں دارالکفر میں پرے ہو تو ایک جواب یہ ہے
 کہ جب کبھی کفر کی باتیں دیکھ کے جو کفر اتنا ہی
 تو اپنے میں مذہب کو لئے ہوئے اور کہیں جائے کا ٹھکانا
 نہیں نظر پڑتا یہ وہاں کے مدینے یا ویسے دوسرے
 دارالاسلام کے شہر میں اور تم تو اپنے جی سے ہو چھو
 کہ یہاں مذہب کو لئے ہوئے تو ان جاہل کے قابل ہونا
 نہیں کہ اب ہمارے معیار سے یہاں رہتے ہیں یہی فرق تھا
 کہ ہم یہاں ہیں اور وہاں وہاں لگا ہی اور یہی آ رہا تھا
 کہ یہاں کو دارالاسلام میں پہنچا دے یا یہاں سے نکال دے اور دارالاسلام
 کی دینے اور وہاں کے لوگوں کو ہم بہت افضلی اور
 بہتر اور دین میں ان کا دل اور حق مذہب پر ثابت جائے
 ہیں اور تم وہاں کے لوگوں کے مذہب سے اور وہاں
 کے حکم سے غایب ہو بلکہ تمہیں سے بعض لوگ وہاں

مے لوگوں کو ظالم بھی کہہ جاتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں
 کہ مجھے مدینہ کے ملاحوں کا کیا اجنبی دیکھ رہے ہیں
 سے جھوٹا فوجی لکھ رہے ہیں اس بات کا ہم کیا
 جواب دیں ایمہ کے حوالے کرتے ہیں اور یہ بات
 ہم نے اپنے کان سے سنا ہی تھی مگر اس شخص کا نام لیتا
 ضرور نہیں اس بات میں بھی اُنکا حال شیعوں کے
 مشابہ ہو گا ایمہ تعالیٰ دل کی نیت سے خوب
 واقف ہی ہونے لے یاتین صاف دل سے خبر خواہی کہی
 راہ سے کہی ہی اگر تم بھی صاف دل سے اس کو
 سوچو تو خوش ہو گے ہمارے حق میں دھاکہ دے گا اور ہمارے
 حق سے توقع ہی کرنا کہ اس کو اگر عربی میں ترجمہ ہوا کے
 مجھے مدینہ میں جاوے تو وہاں مقبول ہوا اور میں تم کو جو چو کہ
 اگر تمھارا ہے اس لئے مذہب کی یاتین دلائل پہنچیں
 تو کیا ہو گا ملک ان لئے مذہب ہوالیوں کا عجب حامل

دیکھتے ہیں آیا ہی کہ جو بات آپس میں کہتے ہیں وہ
 ہم لوگوں سے چھپاتے ہیں اور اُسے انکار کر دیتے ہیں
 اور اُس پر جو بخیر و قس میں کہاتے ہیں ہم لوگوں سے
 تو یہ تو رہی کہ مدینہ میں یہ باتیں کون بھیج رہا تھا
 اس لئے کہ ہم نے بھی شیعوں کے مشابہ ہوئے

ایستہ ہائیزی ! اس میں فقیر خود کو کوئی بیفائدہ نہ سمجھتا
 بلکہ دنیا کو راستہ رسالہ کے لکھنے سے ہدایت عام
 لیاؤ رہتی ! سید اسلمے ہم سب طرح کی دلدلیں بیان
 کرتے رہیں تاہم جہل میں بھی لکھتے جاتے ہیں اور یہ بھی
 لکھتی رہیں بھی کرتے جاتے ہیں کہ ہر قسم کے لوگ
 سمجھ کے از اس پر آویں ﴿۱﴾ اور حقیقت میں ہے سب باطن
 بھی آیت حدیث سے باہر نہیں الحمد للہ کائنات آیت اور
 باطن نکل چکا کہ منوں انت خوش ہو اور نزل کی
 خوشی سے کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جس قدر
 بیان ہوا اس قدر حق مذہب و ریافت کرنے کو کفایت
 ہی اہد تعالیٰ اس کو قبول کر لے اور دلائل میں تاثیر

ہمیشہ آمین یا اللہ العالیٰ ﴿۲﴾ پس تیری ہدایت کتابت
 ایستہ اور مسوخت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
 خلفائہ راشدین کی پیروی ملو و اسوا و اعظم اور جماعت

کی پیروی اور فی نفس کی آفتاب اور بدعت کی پرانی
 کے بیان میں یاد رہے اس میں ایش میں چارہ دے رہے ہیں
 و اللہ اعلم ہاں اس پر اہد اور سنیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور بدعت کی چیزوں کی قدر دہی کے بیان میں ﴿۳﴾ جب تو مل
 کلمہ شہید ہوا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور سنت کی پیروی کرے اسی میں وفو و جہان
 کی ہنری ہی جیسا کہ مشکوٰۃ مصابیح میں باب اعصاب
 بالکتاب و اسناد کی تفسیری فصل میں عبد اللہ ابن
 عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اُنھوں نے
 کہا میں تعلیم کتاب اللہ نیم اربع ما قبلہ حدیثہ اللہ من
 الصلوات فی الدنیا و وقایۃ یوم النیمۃ ہو الحسب و فی
 روایت قال من اقتنای بکتاب اللہ لا یضل فی الدنیا و لا
 یشقی فی الآخرۃ ثم ثلاثہ الایۃ فہن التبع ہلہ ای
 فلا یضل و لا یشقی و اولہ و آخرہن جو شخص کتاب کا
 کتاب اللہ کو پھر پیروی کرے اچھی احکام کی جو
 اُن میں ہیں تو سیدھی رہے اور کھلاویسے اُس کو اہم
 اور اُس کو خلاص کرے گمراہی سے دینا میں اور
 بچاویسے اُس کو قیامت کے دن بدی اور سبب
 خلاصت سے اور ایک روایت میں یوں بھی کہ جو
 شخص پیروی کرے کتاب اللہ کی گمراہی و دنیا میں
 اور بد بخت نہو آخرت میں پھر یہی اس آیت
 کو پھر جو شخص کہ پیروی کرے میری ہدایت یعنی میری
 کتاب کی جو سبب ہدایت کی ہی تو گمراہ نہو اور
 بد بخت نہو اس آیت کا حاصل سبب یہی کہ دینا

اور آخرت کی نجات بخنی دین اور شریعت کی تامل و ادب
 میں بھیہ و احتیاط کی لیس حدیث کو اور دین کے ^۱ مانس
 حدیث سے عقائد مہوا کر جو حکم کلام اللہ میں اپنی اسکی
 پیروی کرتے تھے اور دین گمراہی سے خلاص رہنا چاہی اور
 اسکو اللہ ہی راز دکھلاتا ہی اور قیامت کے روز
 اسکا صواب آسانی کے ساتھ لیا جائے گا اور وہ
 شخص جہنمی ہو گا اور اس حدیث سے یہ بھی متاثر ہوا
 کہ پہلے قرآن دیکھئے اور تحقیق کرے کہ یہ کتب اس پر
 کہے نور اور ہوا ہے اور دین سے پکھے جو اس پر اپنی عقل
 سے چھل کرے نور اور ہوا ہے جیسا کہ آیت میں ہے
 والون سے سمجھائی کہ قرآن کے واسطے اس پر اور
 تفسیر فرد و نہیں بلکہ اس کو اس میں مسلمان کو
 لازم ہی کہ جتنا حکم قرآن میں ہے اسکو جان و دل
 سے قبول کرے اور اس پر عمل کرے اور عالم اور
 مجاہد سے نہ پکھے اور تحقیق کر لے کہ اس پر کس سے
 کیونکہ اس میں بات کا بھی قرآن میں ہے فاستلوا
 اهل الذکر ان کفتم لا تعلمون (یعنی: پوچھو تم عالم
 والون سے اگر تم نہیں جانتے) یعنی علماء دین اور مجاہدان
 کی تقلید اور پیروی کرو اور اسی سے دین کا علم تحقیق کرو

کیونکہ جو انکو معلوم نہی سوئم کو نہیں تو اسب کو اجہاد
 کی یافت نہی ہی اور وہ فالسمنوں اور پھندوں کی
 پیروی سے انکار کرے تو اسنے اس آیت سے
 انکار کیا اور جو اس حدیث میں یہ آیت پر ہی فمن
 اتبع هذا حقلا یضل ولا یشتقی یعنی جو شخص کہ پیروی
 کرے پیروی ہذا آیت کی یعنی پیروی کتاب کی جو ہذا آیت
 دہلی سے سب ہی تو وہ شخص نہ گمراہ ہو دنیا میں اور
 جہنم میں ہو اور ان عذاب میں گمراہ ہو آخرت میں
 تو اسمن کتاب میں جو حکم ہی سبکی پیروی کر آیا
 وہاں سے اور اسکی کتاب میں فرمایا یا ایہوہا پیار
 سورہ نسا میں یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا
 الرسول واولی الامر منکم ابی الامان لولا حکم مانو
 لانتہکما اور حکم مانو رسول کا اور جو حکم والیم میں تم میں
 سے یہ آیت پر حسی ہیں اولی الامر کی تفسیر کیا ہی کہ
 مسلمانوں کے باو شاہین اور چار و خلیفہ اور حضرات
 کے مائے اصحاب اور فقیہ لوگ اور عالم لوگ اور
 مجتہد لوگ اور پیہرین طریقت کے تو ان سب کی
 پیروی کرنا اور انکا حکم ماننا اللہ کا حکم ماننا ہی اور
 جو جہنم ہذا آیت کا دنیا میں اور عذاب سے بچنے کا

آخرت میں نواب ایس آیت سے عقد پر مہم
 کرنا اور مجتہدین کی تقلید کرنا ثابت ہو گا۔ ان جب
 کسی مسئلے میں خلافت پر سے نب آسکو حدیث
 قرآن سے ملالے جیسا کہ آگے فرمایا خان تنازعہ میں
 شفی فرمودۃ الی اللہ والرسول ان کستم تو منون باللہ
 والنبیوم لا یخیرکذلک سفیرو الحسن ثانی یلا بہر اگر
 خلافت کرو اور جھگڑو کسی جہنم یعنی کسی دین
 میں نہیں تو آسکو رجوع کرو اللہ کی طرف یعنی
 اس کی کتاب کی طرف اور رسول کی طرف اس کی
 ترنگی میں اور ان کے وفات کے بعد اس کی نسبت کی
 طرف اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور جو جھگڑے
 مابین کمال کتاب اللہ اور نسبت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی طرف بہر ہی اور بہت خوب تحقیق
 کرنا۔ سبحان اللہ اسل آیت سے کیا خلافت ہو گیا
 کہ نہ توقف سے اور مجتہدین کی تقلید سے انکار کرے
 اور نہ عقد اور تقلید کے ابھرتا ہو سے قبر ان جہت کے
 پر سے غنایت کرے بلکہ بہر ہی میں ہی کہ قبر ان
 حدیث فقہ مینون کی تحقیق میں سے اور مینون پر عمل
 کرتے اور دین کے علم میں ہیں ہیں جیسا کہ اوپر گذر چکا

اور اہل سنت و جماعت کا اپنی مذہب ہی اس
 مقالہ الوصیت کا مضمون صاف کھل گیا سو جن لوگوں
 نے فقہ اور مجتہدوں کی تقلید چھوڑی انھوں نے اس
 آیت کا حکم نہ مانا اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کر نیکی حدیث
 سنو مشکوٰۃ مصابیح بن باب القصاص بالكتاب
 و اسے کسی دوسری فصل میں عریض ابن ساریہ سے
 روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا صلی بنار رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ثم اقبل علينا بوجه
 قو عظنا مو عظة باعیه ذرفت منها العیون و وجلت منها
 القلوب فقال رجل یا رسول اللہ کان هذا مو عظة مودع
 فا و صانا فقال او صیکم بتقوی اللہ و السمع و الطاعة
 و ان کان عبدا حبشیانا فانه من یعش منکم بعدي فستری
 اختلافا کثیرا فلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدين
 المحدثین تمسکوا بها و عضوا علیها بالترواحدا و یا کم
 و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة و کل بدعة
 ضلالة رواه احمد و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجه
 الا انهم لم یلمکروا الصلوة فانه من هائی انکروا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم في اہک دن بھر متوجہ ہوئے انہیں

اپنے منہ مبارک سے اور نصیحت کی ہلکوبہا بھرت
 خوب نصیحت کر آسانی کے ساتھ دل میں اثر کر جاوے
 وہ نصیحت ایسی پیاری تھی کہ آپ سو گرا یا اسے
 آنکھوں نے اور روڑ گئے اسے ولین پھڑ عرض کیا ایک
 شخص میں نے کیا رسول اللہ گو یا یہ نصیحت رخصت
 کرنا والے کی تھی کیونکہ جب کوئی شخص رخصت کرتے
 لگایا ہی بہت جو کچھ نصیحت کرتا ہوتا تھی اور جو کچھ کہا
 منظور ہوتا تھی لگا نہیں رکھتا سو آپ کی نصیحت آج
 کی ہلکوبہا ایسی ہی معلوم ہوتی تھی اور ہم لوگوں کا دل
 آپ کے رخصت ہونے کے خیال سے بہت آواز
 اور غما گستاخ ہوتا ہی جو کچھ وصیت کیجئے ہلکوبہا جس میں
 دل کو چین اور آسائی ہو یہ فرما یا حضرت علی وصیت
 کرنا ہوں تمکو اللہ سے ڈرنے کی اور مسلمانوں کے
 اسراروں کے حکم قبول کرنے کی اور آپ کی تابعداری
 کی آس حکم میں جو موافق شرع کے ہوا اگرچہ وہ اسیر ظالم
 جہشٹی ہو حضرت نے بہر بات انبیروں کی اطاعت کے حق
 میں ایسا کہی رہا اسے فرمایا اور نہیں تو ظالم اسیر ہو جائی نہیں
 کیونکہ اسیر ہو نیکی سب شرطوں میں اسے ایک شرط یہ بھی تھی
 کہ وہ شخص آزاد ہو ظالم ہو یا نہ ہو لہذا یہ شرط بھی رہی

کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص مسجد بناوے یا اس کے
 واسطے بہشت میں گھر بناوے اگرچہ وہ مسجد گنوار ہے
 جس کے کھودنے پر ایسا ہو تو اسے یہاں بھی مراد ہے کہ اگرچہ
 مسجد نیک اور جمہوری ہو یہ کہ حقیقت میں آتی
 جمہوری ہو یا نہ ہو سکتا ہے کہ غلام جہنمی مسلمانوں کے
 امیر کا نائب ہو تو ایسے ہو رہے ہیں البتہ اس
 امیر کے حکم بموجب اس شخص غلام کی اطاعت واجب
 ہو گی بعد اس کے حضرت شیخ امیر ون کی اطاعت
 کرنے کا یہ بیان فرمایا کہ اس واسطے میں امیر ون
 کی اطاعت کا حکم کرتا ہوں کہ تحقیق جو شخص کو زندہ
 رہے گا ہم میں سے بعد میرے تو میرے ہی کہ یہ کہے گا
 بہت اختلاف لوگوں میں اور امیر ون کی تابعداری
 میں فتنہ فساد ہے اس لیے اور پھر آگے از میں
 فرمایا کہ جب اختلاف اور فتنہ فساد ظاہر ہو تب تقویٰ
 ایسی ہے کہ لازم کر لو اپنے اوپر میری سنت
 اور میرے خلیفوں کی سنت کہ وہ لوگ نیک راہ
 پر ہیں اور میرے ہی راہ پائے ہیں اور خلفاء راشدین
 سے مراد ہیں حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان
 اور علی رضی اللہ عنہم اور جو لوگ کہ ان کی حال چلین

اور موافق انہی سنت کے ہیں کہ میں تو وہ لوگ
 بھی خلفاء راشدین میں داخل ہیں اور حقیقت میں
 خلفاء راشدین راضی اللہ عنہم کی سنت پیغمبر صلی اللہ
 علیہ وسلم کی سنت ہی ہے کہ آنحضرت کے زمانے
 میں مشہرت پناہ تھی بعد ازاں حضرت کے خلفاء
 راشدین کے زمانے میں مشہرت اور رواج پائی اور
 انہی سنت کہلائی چونکہ اس بات کا بہت بڑا تھاکہ
 کوئی شخص خلفاء راشدین کی سنت کہلانے سے
 اسکو بدعت معلوم کرے اور اسکو رد کرے
 اور اسکا منکر ہو تو اسنے حضرت کے اسکی تابعداری
 کی و حینت فرمایا ﴿تو اب جو کچھ کہ خلفاء راشدین
 نے اسکا حکم کیا ہو اسکا بھلائی اور اچھا اور قیاس
 سے حکم کئے ہوں اور شب موافق سنت نبوی کے ہیا
 اور اسکو بدعت نہیں کہتے جیسا کہ بعض گمراہ
 فرقے اسکو بدعت کہتے ہیں بلکہ اس کے حضرت نے
 اپنی سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر عین
 کہتے ہیں و حینت میں مبالغہ کرا کے فرمایا کہ چنگل سے
 کچھ فیر ہی اور میرے فیلوں کی سنت کو اور
 خوشبو ڈھری سے مارو اور ہر ناموں کو اور بیضو ہا

پکڑاؤ اسکو دانتوں سے ❀ نو اجڑ گئے ہیں اُن چار دانتوں کو
 جو سب دانتوں کی نامی ہیں ہندی میں اُسکو زار بھاور
 جو بھڑا اور عقل کا دانت کہتے ہیں تو جو بھڑا کہتے جو چیز
 تھامتے ہیں وہ خوب مضبوط تھا می جاتی ہے کہ اُسکا چھوٹا
 منہ کل ہوتا ہے اسواسطے حضرات نے یہ نشیہ دیکھ
 کر مایا کہ ایسا میری سنت کو تھامو کہ پھر چھوٹ
 نہ سکے اور پچا لاہم ہا ہی تین اُن کاموں سے جو تھے ظاہر ہوئے
 ہیں اور حضرت ابوبکرؓ اور خلیفوں کے وقت میں تھے
 اسواسطے کہ جو کام نہ لگا لگایا وید عیسیٰ اور جی
 ہر عیت ہی سب گزرا ہی ہی یا سب گزرا ہی کا لڑوایت کی
 اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
 مگر ترمذی اور ابن ماجہ نے نہ ذکر کیا قصہ نماذیر ہائے ❀
 اب جو کوئی کلمہ طیب پر ایمان لایا ہی وہ پیشاب حضرت
 ابو خلیفہؓ میں کی سنت کو اختیار کرے گا اور
 بدعت سے بچے گا جو لوگوں نے تراویح موقوف کیا
 اور تحویرت کو منع کیا انھوں نے اس حدیث کے
 حکم کو مٹا یا کیوں کہ اُن دانتوں کو اوپر ہم سنت
 خلیفوں کی ثابت کر چکے ❀ اب جو تھے مذہب والے یہ
 کہیں کہ ہم شیخبر اور خلیفوں کی سنت پر قائم ہیں

[illegible]

مِنْ سَنَةِ رَوَاةُ التِّرْمِذِيُّ فَرَمَا يَارَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فِي تَحْقِيقِ دِينِ سَمِتِ جَاوے گا اور رجوع
 کرے گا حجاز کی طرف جو اُس کا وطن اصلی ہے کے لئے
 یہ ہے کہ سب کو حجاز کہے ہیں تو دین و ایمان جمع ہو گا اور
 سَمِتِ جَاوے گا جیسا کہ سَمِتِ جَاوے گا سَمِتِ جَاوے گا
 بل کی طرف یہ تشریف لائے اسطے فرمائی کہ جیسے
 سَمِتِ جَاوے گا جیسا کہ جیسا اور کوئی جانور نہیں سمجھتا
 دیکھو کیا لیا ہوتا ہے اور اسی بل میں سَمِتِ لکے بنا لیا ہے
 اُس بطور ح و ث میں حجاز میں بنا لیا اور قرار پکڑے گا
 کہ آخری زمانے میں جب دین کیسا ہو گا تو بھی کہ
 حدیث میں موجود رہے گا یہاں تک کہ جب و حال آوے گا
 اور لوگوں کو گمراہ کرے گا تب بھی حجاز سے نجاوے گا
 جیسا کہ یہ مضمون دو سری حدیثوں سے ثابت ہے ﴿﴾
 اور دو حدیثیں یہ تشریف لائے اسطے فرمائی کہ سَمِتِ
 جب بل میں گھسنا تب اُس کا نکالنا مشکل ہی اُسی
 طرح حجاز سے کوئی دین کو نکال سکے گا اور بیشک
 بنا لیا و میں حجاز میں جیسا کہ بنا لینی ہی بہاری بکری
 چار کی جوتی پر تحقیق دین ہوا ہوا ہے عریب اور یہاں
 اور قریب ہی کہ پھر ہو جاوے گا جیسا کہ ابنہ امین

بھاپھر خوشی اور رتھہ ہک اور جیو غریبوں کو جو
 اس وقت اپنے دیں پر قائم رہیں گے اور وہ کون
 لوگ ہیں جنکے حق میں حضرت بے دھار مالی و مالک
 ہیں جو درست کرتے ہیں اور بناتے ہیں اسس چیز کو
 کہ بگارتا لوگوں نے میرے بعد میری سنت میں سے
 دروایت کیا ۱۔ سکوتر مذی جی ۲۔ اس کے مدینے کے مذہب
 کو دین کے خلاف سمجھنا ۳۔ اس سے انکار کرنا
 جی ۴۔ اور یوں اور اعظم کی پیروی نہ کرنا اور سچ کو موقوف
 کرنا یہ بھی سنت کا بگارتا ہی الحمد للہ کہ یہ مذہب
 والوں نے حوسنت کو بگارتا تھا سو میرے اسے اس
 سنت کو بنوایا اب یقین ہی کہ اللہ تمکو خوش کرے
 اور رتھہ ہک اور آرام بخشے ۵۔ صحت ۶۔ موسیٰ کو لازم
 ہی کہ سب دنیا اور دین کے کام میں کتاب اللہ اور
 سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے
 اور سب حق داروں کے حق سے اللہ اور رسول کا حق
 مقدم جائے اللہ اور رسول کے کلام پاک سے کسی کا
 کلام بہتر نہیں ہی اور مجتہدوں کی جو ہم لوگ نقل کرتے
 ہیں تو فقط اللہ اور رسول کی محبت سے کہ وہ لوگ
 ان کے کلام پاک کو خوب سمجھتے تھے اور دایوں کے مال

سے خوب واقف تھے اور بائیس سو صحیح صحیفہ
 خوب پہچانتے تھے اور انکی دیانت اور تقویٰ اور
 اتباع سنت پر اور انکی مجتہد ہونے پر سوا و عظم کا
 اتفاق ہی اس واسطے ہم ان مجتہدوں کو دین محمدی
 کی راہ پانے کی لالچ سے اپنا پیشوا سمجھنے میں اور انکی
 سکھائے طریقہ سے دین کنی راہ پانے میں قیصر بھی
 رسول ابد علیہ و سلم کی تعظیم جو حب ہمارے
 میں رہتا ہے اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہی
 کہ جسکو ہم خود جب اپنے امام کے سوا دوسرے امام
 کے قول میں از روی حدیث نبوی کے ترجیح پاوے
 تب اسی قول پر عمل کرے یا کسی بات سے
 اپنے امام کے خلاف نہرگا یا نہ اس میں انکی عین
 پیروی ہو گئی کیونکہ امام لوگوں کا یہی مدبب تھا کہ
 رسول ابد علیہ و سلم کے قول کے آگے کسی
 کا قول نہ پاتے تھے چاہی انکا باپ ہو چاہے اسناد وہ
 لوگ تو ان حضرت کے عاشق تھے تب تو انکو
 ابد پتے امت محمدی کا پیشوا کیا جس ہی ہم لوگوں
 کا مذہب ہی اللہ ہمکو اسکی مذہب پر ثبات نصیب
 کرے آمین یا رسول اللہ! اب انکی مقید

میں ہمارے اوتھے مذہب والوں کے براہِ حق ہی ان
 لوگوں کے دل میں۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے کلام پاک کی تاجہنی ملک عظمت نہیں سہا ہی
 تب تو وہ لوگ کسی اور نام کے کہنے سے صاف اُس
 رحمت کو جو اول سے اختیار کئے تھے بھنور دینے ہیں
 اور امام لوگ جو آن حضرت کے زمانے سے قریب
 تھے اور ایک زمانے میں تھے اچھے اور افسوس اور نام
 شخص کے ظلم اور فہم اور ہر ہر گادی اور دیانت
 میں فرق نہیں سمجھتے اور اُنکو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ ہر مقام
 میں باری کا بھی کہیں جو کا تو پھر خدا افاقہ بازی کے
 مقام میں لوگ کیا کیا تدبیر میں اپنے بجا و کئی کرتے ہیں
 کیونکہ اُن و رہی کہ جو کے توجان گئی پھر یہاں تو اُسے
 زیادہ ہونو شبہا زنی لازم ہی کہ تو میں ایمان جان سے
 نہیں برباد و محبوب ہی عقل مند و ن کا قبول مشہور
 ہی کہ آؤ فی کو و و چیز جان سے زیادہ بتا دی ہی
 لے دین کو ورم او و ویدار کو وین بھلا اگر کہیں کافی
 کابی یا سن لای محضرہ اللقیہ میں جو شیعہ مذہب میں
 قدیث کئی کتاب ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ تو کیا
 اُس پر بھی تھیں کر یہ تھیں گے اور اپنی مہمہ ملی مسنت

کہ جو چھوڑ دینے کے آخر ایسے مقام میں تحقیق سگر نافرور
 ہی اور اہمے نو سب یا ہی وایہ عالم جھوٹہ ہی یا سچ کہ
 بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہی والی بہت بھی کہہ دیتے ہیں کہ
 ہم کہ قول رسول پناہنا ہی بجا رہی ہوئی تو کیا کافی
 کہانی ہوئی تو کیا معاذ اللہ یہ عقیدہ اہل سنت و جماعت
 کا کبھی نہیں ہی جیسا کہ اوپر آئیں سب پر ان کی حدیث
 سے فقہوں میں معلوم ہو چکا ہے کہ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث
 جو ہی جس میں وہی ہے سو ہم لوگ اس شخص
 کا حال و ریاضت کر لو جسے دین سے کچھ ہو اور ہم
 لوگ اس میں بہتر ہیں برائی اختیار کرنے ہیں خصوصاً
 جس سنت کو ہم پہلے سے اختیار کر چکے ہیں اور وہ
 جان کی نہ ہیں گھس گئی ہے جب اس کے چھوڑنے کو
 کوئی کہتا ہے تب سب ہی تحقیق کرتے ہیں اور یہی بات
 سنت آدمی کو خوب معلوم ہے کہ اپنے جان کا کالنا والنا
 بہت مشکل ہی تو پھر جو چیز کا جان سے زیادہ عزیز
 اور پیاری ہی اور جس چیز کو جان کی نہ ہیں چھپنا
 رکھا ہی اس کو بظرح بے سمجھے بوجھے کسی کے کہنے
 سے نکال پھینکے جس کسی ایسے ہی محبوب کا حکم
 پاویں گے تب ایہ اس کے نکالنے میں درج نہیں گے

۱۰۔ ایک ایسا مجتہد سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے لوگوں کو بتایا کہ کوئی نہیں نظر آتا تو اب نے لوگوں کو بتایا
 کہ ایک کریم بن جلدی کہنے ہیں انہی محبت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا ہوگی کیونکہ اگر کہیں
 سے کوئی دنیا کا فائدہ چھوٹے لگتا ہے تو کیا کیا بد پیر ہیں کرنا
 ہیں اور کہاں کہاں اگلے دنوں بھلاؤں بھلاؤں
 ہزاروں و ہزار ہزار تائی اور لاکھوں شخصیں ہیں
 کہ ایک شخص کے کہنے سے بغیر تحقیق کے چھوڑ دیا
 اور دو چار شہروں کے عالموں یا مسیحی بھی نہ دیا
 ہوا ایسے شخص کا کیا احتیاج جس سنت کو اب
 اختیار کیا ہے اگر کوئی کہہ دے گا کہ یہ ضعیف ہی تو ہے
 چھوڑ دے گا اور ایسی ہی ہیرا پھیری ہیں ای
 نہ کی گئی ہوتی ہوں جس شخص سے سنت پر جنگل
 اٹارتے ہیں چھوٹے چھوٹے عوام اب یہ کی روایت
 سے قریب ہی لکھ چکے ہیں اب پر جہاں ہوا ایک
 دھڑکے خلاف ہوا اور سنت کے خلاف کرنا حرام
 ہے اب سنت پر عمل کر کے فیض کی فضیلت کے بیان
 میں جو حدیثیں بے شمار ہیں اُس میں سے دو ایک
 حدیث ہم لکھتے ہیں تاکہ اُس کے سنے سے مسلمانوں

کے دل میں روشنی ہو مشکوۃ مصابیح میں باب
 اعتصام بالکتاب و السنۃ کی پہلی فصل میں جابر رضی اللہ
 عنہ سے روایت کیا ہے کہ اُنھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَعْدُ فَإِنْ خَيْرَ الْخَلْقِ كِتَابُ
 اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ مَدَنِي حَمِيدٌ وَشَرُّ الْأُمُورِ مِجَالِسُ قَوْمٍ
 وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابن ماجہ رحمہ اللہ
 جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اُنھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَعْدُ فَإِنْ خَيْرَ الْخَلْقِ كِتَابُ
 اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ مَدَنِي حَمِيدٌ وَشَرُّ الْأُمُورِ مِجَالِسُ قَوْمٍ
 وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابن ماجہ رحمہ اللہ
 جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اُنھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَعْدُ فَإِنْ خَيْرَ الْخَلْقِ كِتَابُ
 اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ مَدَنِي حَمِيدٌ وَشَرُّ الْأُمُورِ مِجَالِسُ قَوْمٍ
 وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابن ماجہ رحمہ اللہ
 جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اُنھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَعْدُ فَإِنْ خَيْرَ الْخَلْقِ كِتَابُ
 اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ مَدَنِي حَمِيدٌ وَشَرُّ الْأُمُورِ مِجَالِسُ قَوْمٍ
 وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابن ماجہ رحمہ اللہ
 جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اُنھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَعْدُ فَإِنْ خَيْرَ الْخَلْقِ كِتَابُ
 اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ مَدَنِي حَمِيدٌ وَشَرُّ الْأُمُورِ مِجَالِسُ قَوْمٍ
 وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابن ماجہ رحمہ اللہ

[illegible]

نے تحقیق آنکھ لائی سوئی بھی لیکن دل آکا چاگٹا ہی نہ
 حال حاضر اس مکان میں تھا کہ سوئے میں آنکھ میا کر کے
 آنکھ لگائی ہوئی جو چیز دیکھے کسی ہوتی نہ دیکھے لیکن دل شریف
 آپ آکا چاگٹا ہوتا تھا اور جو کچھ آکے پاس مذکور ہوتا اسکو میں نے
 منہ فرستتا رہا لیکن کہا وراثت اور قطعہ عجیب و مر
 کہنا کہ قصہ عجیب اور کہنا وراثت حاضر تار کے حال
 کی مانتہ قصہ اور حال عجیب اس میں مرد کے بھائی کہ
 بلیا گھر وراثت کیا اس گھر میں متہاتون کا کھانا اور
 چھپا آئیں مرنے کے ایک سال بعد الے لکے اور گوشت کیو آئیں
 کھانے پر بلاؤے اس وقت کہ بلیا ملائے والے کوئی بات کہہ اور
 جو اس پر کیا کہ بلیا خوب میں حاضر ہوئے گا وہ شریف
 داخل ہوا گھر میں اور کھلیا آئیں کھانے میں اسے
 اور جس نے کہ ملائے بلائے والے کو اور اس کی دعوت کو
 قتل کیا تو شریف نے داخل ہوگا گھر میں اور نہ کھا وہ بگا
 اس کھانے میں اسے پھر کہا فرشتوں نے آئیں
 میں کہ بیان کرو اس میں قصہ اور کھا وراثت کی حقیقت
 لگو حضرت کے لئے تاکہ وہ سمجھیں کہ اس قصہ سے کیا مراد
 تھی کہا بعض فرشتوں نے کہ تحقیق تو نے سوار تھے زمین اوار
 کہا بعض فرشتوں نے کہ آکھ سوئی تھی اور لوں جاگٹا ہی

شب فرشتوں نے اُسے کہا وہ بت کی حقیقت کو
 کھول کے بیان کیا اور کہا کہ مراد گھر سے بہشت
 ہی اور وہ بلائیو الی محمد ہیں کہ لوگوں کو بہشت کی
 رہنمائی کھانے کو بلا رہے ہیں اور وہ کھانا جو بہشت کی
 نعمتیں ہیں اُسکا ذکر کرنا کیونکہ وہ صاف ظاہر ہی اور ترا ہیں
 ہر وہ کا بھی کرنا چاہیے گھر بنا کر کیونکہ ہر وہ کی بہشت ہے
 حق تعالیٰ پر ہے اور ان سے معلوم ہوتی ہے اگرچہ تشریح کے لیے
 طور پر ہی محمد حسن نے حکم مانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نام
 کا جو اللہ کے فرمائے سے لوگوں کو بلا رہے ہیں سو بہشت کی
 اُسے حکم مانا اللہ تعالیٰ کا اور جسے حکم مانا محمد کا سو
 بہشت اُسے حکم مانا اللہ تعالیٰ کا اور محمد فرق
 کر بیو الی ہیں و رہبان کا قرآن و انجیل اور عاصی اور
 مطیع کے جس شخص نے اُنکی بھدین کہا وہ جو میں
 ہوا اور جس نے اُنکی تکذیب کیا ہو گا فرہوا اور جس نے اُنکے
 لہر مانے پر عمل کیا وہ مطیع ہوا اور جس نے اُنکے فرمائے پر عمل
 کیا وہ عاصی ہوا اور حضرت کے ناموں میں سے ایک
 نام تو بہشت میں فدی لفظ ہی یعنی فرق کرنے والے
 و رہبان حق اور باطل کے اس حوزی ہے کتاب اور
 باخبر الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اس قیہ نے روانہ

کیا ہے کہ مستیخ نے اپنے حواریوں اور پیروں ایشیہ کے مخالفوں کو تنکھا
 کو قین جاتا ہوں میرے بعد ہمارے قلیط آتا ہے کہ وہ ماروے
 حق ہی بات نہیں کرتا اپنے جی سے منکر جو اسکو حکم ہوتا ہے
 اور وہ گواہی دیتا ہے میری مسحا کی پیر اور جو کچھ کہتا رہا کہ
 یہی اللہ تعالیٰ کے تمھارے لئے تمھارے لئے تمھارے لئے کہ وہ گواہی دیتا ہے اور
 جو خاں جو عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک ہے حواریوں
 میں سے ایک حکایت میں آتا ہے کہ مستیخ نے کہا کہ ہمارے قلیط نہیں
 آتا تمھارے پاس جب تمھارے کہ میں نہیں جانتا اور جب وہ
 آوے گا تو وہ لے گا عالم کو لے گا ہواں اور وہ وہ نہیں جانتے گا
 بات اپنے پاس سے سنو اور یہاں تمھارے کے ساتھ اور خیر ہوگا
 تمھارے آئیو الی الجیزاؤں کنی اور خیر کنی ہاتھوں کنی لاؤ ہوگا
 تمھارے پاس بھید کنی بالیقین اور لیجان کہ لے گا ہم سے
 ہر چیز کو اور وہ گواہی دیتا ہے کہ میں نے گامبر کے لئے اس لئے
 جس طرح میں گواہی دیتا ہوں اس کے اندر اس لئے اور
 میں نے لے گا ہونے کے لئے اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے
 اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے
 میں نے لے گا ہونے کے لئے اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے
 مومن کے لئے اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے اس لئے

میں موجود ہی تھے جو تواریف اور انجوائی کا وہ مضمون تھا کہ وہ
 ہوا سو ہمارے قدیم عالموں نے اس کی کیا رائے کی تھی
 اب اس حسن اثر کے میں جو انھار سی لایا گوں نے ہر جملہ
 توارفت انجوائی وغیرہ کیا توں کا کیا بھی لگے خدا ان مضمون
 نے اس میں تخریفات اور جوڑی کی ہی مگر چھپر بھی ہر
 مضمون اس میں موجود ہی تھا کہ اس سے دانا اور ہمارے
 ہر ممبر کے آئے کی بشارت اس میں موجود ہیں
 ان سے کیا لکھا طول ہی جو کوئی چاہے سو یہ لکھ لے وا کہ کیا ہیں
 بہت فانی ہیں اس پر ہر دینا سی ایمان اللہ وین تھا کہ
 شامت ہی قطعہ گزرتے ہیں ہر شے ہر لکھ شے
 چشم آفتاب درازہ گناہ راسخ خوشی ہر اثر چشم
 چنان کہ کوہ جنت آفتاب سیاہ ہر اثر اس اسل
 حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم کی دعوت قبول کرے گا یعنی اس کی غفلت نہ نہیں
 کرے گا وہ بہشت کی نعمتیں کھاوے گا اور جو اس کی دعوت کو
 ہر کرے گا اور اس کی سنت سے محالفت کرے گا
 تو وہ بہشت سے ہر نصیب رہے گا اور جو اس کی سنت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا اس نے اتوں کا حکم مانا اور جس نے
 اس کا حکم نہ مانا اس نے اللہ کا حکم نہ مانا تو اس سے معلوم

[illegible]

مسیحیان اہل ہند کیسا کلام پاک ہی کہ اگر آپس پر عمل کریں
 تو سارے باطل مذہب سے بچا رہے سو رہے افسوس کی بات
 ہی اس حدیث کو تھے مذہب و اولوں کے سامنے جو
 پر ہی تو باوجودیکہ انکو حدیث پر عمل کرنے کا دعویٰ ہی
 مگر انہوں نے یہ جو سمجھا کہ ہم لوگوں کا مذہب ہمارے
 پاک اسلام کے عالموں کے خلاف ہی اور ہم لوگ
 بہت تھوڑے ہیں اور ہم لوگ جماعت سے چھوٹے
 ہیں اگر اس حدیث پر عمل کیا تو اپنے مذہب سے
 بوجہ کرنا پڑے اتنے کہنے لگے کہ سواد اعظم کے معنی قرآن
 بشریف کے ہیں سو ہم لوگ قرآن شریف کی پیروی
 کرتے ہیں * اب دیکھو وہ لوگ ایسا سواد اعظم
 کے خلاف ہیں کہ سواد اعظم کے لفظ کے معنی ہمیں
 بھی سواد اعظم یعنی مسلمانوں اور عالموں کی جماعت
 کا خلاف کیا حدیث کی کتابوں کی کسی شرح میں ہند
 معنی نہیں لکھے ہیں اس کا انصاف حدیث لوگ کریں گے *
 اور جو انہیں نیم ملا پاک پرے خطرہ ایمان الودیعہ
 سواد انہیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے کلام کا متعلق لجا دیا اور کہا کہ تعزیر ایمانیوں کی
 ہر جماعت ہی تو کیا انہیں کی پیروی کا حکم ہی *

لگا جو اب یہ بھی کہ تعریہ دارون کی جماعت کہاں سے
 برتری ہی تعریہ تو فقط ہندوستان میں بنائے ہیں سو بھی
 تمام ہندوستان میں نہیں اگر تمام ہندوستان میں بھی
 بنائے تب بھی سب اس ملام کے ملکوں کے آگے تعریہ
 بنائیو لوں کی ہر نئی جماعت نہ تھہرتی اور فقط ہندوستان
 کے عالموں کو بھی شہسوار کہہ دو تعریہ دار عالم کم
 نکالیں گے اور اُس کے اسع کر بیو الیہ زیادہ نکالیں گے
 ملک ہمنے تو آج تک کسی ایک عالم کو بھی تعریہ
 بنائیو لاندہ کھانہ سنا اللہ اسے بنا دے آں لوگوں
 نے تو عوام کے قول آمین ہر اولو سوا اس والیہ چاہتا تھا
 مگر اللہ نے فصل کبلا کہ خانہ ی سے آ نکاہر وہ کھل گیا اور
 سب نے حان لگا کر ملے خلو گت فر آن حد پٹ فغا سوار
 اعظم کے طواف ہیں اب کوئی اُسی بات سنا نہیں
 اور جہاں خالے ہیں اور سوا ہو تے ہیں اور مشکوٰۃ مصابیح
 میں اُسی بات کی تفسیر الی فضل میں اسع و اس
 حان رضی اللہ عنہ سے روایت ہی اُچھور نے کہا یا لہ رسول اللہ
 مَلَّی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان دُثبَ الْاِنْسَانُ کَبَدَثٍ
 الْعَمِ یَا حَبْلُ الشَّاذِلِ وَالْقَاصِیَةِ وَالْیَاسِیَةِ وَالْاَحْمِ وَالْمِشْغَابِ
 وَ عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَةِ وَالْاِحْتِمَادِ فَرَا بَارِ سَوَلِ اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق شیطان بھڑکا
 ہی آدمی کا ماتہ بھڑے بکری کے کہ بکرتا ہی ریور
 سے دو رہو چاہیو الی بکری کو اور ریور سے
 کنارے ہو چاہیو الی بکری کو یعنی جس طرح
 ریور سے پھوٹی بکری کو بھڑایا بکرتا ہی ریور
 جو بکری ریور کے اندر ہی وہ بھڑے سے بے خوف
 اور سلامت رہتی ہی اُسی طرح جو آدمی
 جماعت سے پھوٹتا ہی اُس کو شیطان بکرتا ہی
 سو پچوتم لوگ دو پہار کے بیچ کی راہ سے یعنی
 جماعت کو پھوڑا اور خطرناک راہ میں بہت جاو
 اور لازم بکرتا اور اختیار کر ویم لوگ جماعت کو
 اور جس راہ پر بہت لوگ ہوں روایت کیا اس
 حدیث کو احمد فی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام میں تو بہت تفسیر
 ہو سکتی ہی مگر ایک آسان مضمون پر کفایت کرتے
 ہیں وہ یہ ہی کہ بہت لوگ اور جماعت کی پیروی
 کا جو حکم فرمایا تو اُن لوگ سے مسلمانوں کی جماعت
 مراد ہی جیسا کہ مشکوٰۃ مضامین میں کتاب العلم کی
 دوسری فصل میں جواب میں سود رضی اللہ عنہ سے
 حدیث روایت ہی ابن مسعود مضمون صاف بیان

فرمایا جی وہ مضمون دہرہ ہی کہین خصلت ہیں مگر کینہ اور
 عداوت اور خیانت ہیں مگر تامل مسلمان کا حت
 کہ اس میں خصلت پر قابض رہتا ہی وہ تیسرا خصلت
 یہ ہی خالص کرنا عمل کا اہل کے واسطے اور خیر
 خواہی مسلمانوں کی اور لازم مگر نامسلمانوں کی
 جماعت کی تو ایسا برے یہ مسلمان کہ دیکھ قیامت تک
 مسلمان رہے کئی چار ہست میں خسری کے مدینے کے لوگ
 ہیں بعد اس کے اسی مذہب کے اور ملک کے لوگ نہ
 پھر ان لوگوں میں جس طریق پر بہت سے لوگ ہوں
 وہی طریق آپ بھی اختیار کرے اور مشکوٰۃ میں
 باب احتشام الکلمات والسنن کلی تیسری فصل میں
 اس آیت میں کے بعد اور رفتی اللہ عنہ سے روایت
 کیا ہی کہ انھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ مِنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شَبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِقَّةَ الْإِسْلَامِ مِنْ
 مَنَقِبِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ وَاللَّيْثِيُّ
 وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ مَعِينٍ وَابْنُ أَبِي عَرَبٍ وَابْنُ
 أَبِي حَتْمٍ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ
 ابنت باشت ہر سو اس نے بیشک نکال دلا جاتے
 اسلام کا ابی مگر دن سے یعنی وہ شخص الامین کا بل
 ہوا کہ اسلام سے نکل جاوے رفقہ کہتے ہیں

جو حال تھی اس امر اٹیل کا ہوا ویسا ہی حال لہری است کا
 بھی ہوگا یہاں تک کہ اگر تھانی اس امر اٹیل میں کوئی شخص
 کہ آیا اپنی ماہر یعنی جماع کیا اپنی ماہر سے کھلا کہانی تو شک
 ہوگا لہری است میں وہ شخص کہ کڑے گا ایسے فعل
 بد کو دیکھ کر ایسا ہی امر اٹیل نہیں ہوا ہوگا تو انہیں
 بھی ہوگا یہ معنی نہیں کہ یہ فعل خواہجوا ہوگا اور شک
 ہی امر اٹیل سفری ہوئے ہر مذہب پر اور سفری ہوگی
 است لہری است ان لوگوں میں سے جو ایمان لائے ہیں اور
 قبلہ طرف تہذیب کرنے ہیں تہذیب تہذیب یعنی اصول اور
 عقاید ان کے جدا ہو گئے اور اگر اصول اور عقاید میں
 موافق ہوں اور فروع یعنی فقہی مسئلوں میں نہیں
 ہیں مختلف ہوں جس طرح چارو اما میں کہ اصول اور
 عقاید میں آپس میں موافق ہیں اور فقہی مسئلوں میں
 مختلف ہو یہ جدا ہے مسئلہ تہذیب کی مذہب کا جدا
 ہونا اصول اور عقاید کے جدا ہونے سے ہوتا ہے جب
 اصول عقاید میں موافق ہوئے اگرچہ فروع میں مختلف ہوں
 ہوں مذہب ایک ہی تہذیب کہ حضرت کے صحابہ
 اصول اور عقاید میں سب موافق تھے اور فروع میں
 مختلف تھے مگر سب کو حضرت نے ایک مذہب والا

سمیٹا اور انہیں سے ہر ایک کی پیروی کو نجات کسی
 راہ فرمایا اب آگے فرمایا کہ بہتر مذہب جو نکالیں گے
 تو دے سب دوزخ کے مستحق ہونگے اپنے پرے اعتقاد
 کے سبب سے مگر انہیں سے ایک مذہب والا ❀
 صحابہ نے عرض کیا کون ہے وہ ایک مذہب یا ہر ہول رسد
 فرمایا اے میں والا جس پر مبن ہوں اور میرے
 اصحاب روایت کیا اسکو تہذیبی ہے ❀ اور اہام احمد اور
 ابو داؤد کی روایت ہیں حضرت معاویہ سے ہوں
 آیا ہے کہ بہتر مذہب والے دوزخ کی آگ میں اور
 ایک مذہب والا بہشت میں اور وہ ایک مذہب والا
 نام رکھا جاوے گا جماعت اسو اسطے کہ وہ سب کلمہ حق
 پر متفق اور جمع ہونگے اور اے میں راہ پر ہونگے جس پر جماعت
 یعنی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین نے جو سیدھی راہ پر
 رہے ہیں اور بہتر زمانے میں رہے ہیں اجماع کیا ہو گا ❀ اور
 بیشک حال یہی ہے کہ انہیں گے میری امت میں
 مگر وہ ہیں کہ انہیں گے انہیں وہ خواہش نقصانی یعنی
 مذہب باطل جو لوگوں نے اپنی خواہش کے موافق
 نکالا ہے وہ انہیں لڑکے گا جیسا کہ انہیں کہا ہے راہ
 وروائے کہ کاتے کے کاتے کو نہیں باقی رہی اس کے

کاتے ہوئے کئی کوئی رنگ اور رنگ کوئی جو رنگ نہ ہو مگر کہ وہ اہل
 ہوتا ہی وہ نہ ہو اس میں (ف) نام نہ دیا گئے کے کاتے
 سے جو بیماری ہوتی ہے اس کو غری میں کلب کہتے ہیں
 اور جس آدمی کو یہ مرض ہو اس کے کاتے سے
 ہوتا ہی وہ نہیں پینکنا کہ پانی پین کر فٹ و بکھے اور جو
 پانی کو دیکھا ہی ہو چلتا ہی اور یہ سیٹا فٹ ہو جاتا ہی اور
 اکثر بارے میں اس کے امر جاتا ہی اور پانی نہیں پینا
 اور وہ مرض مالینو سیٹا کے جیسا کہ ہو تا ہی اور اس میں
 مرض کا ہر تمام پین ہی کہتا ہی اور اس میں بہت ہی
 طاقت ہے اور ہوتی ہی اور دماغ رنگوں میں اثر کرتی ہی
 اور ترانہ ہل بدعت طور ہو اس کی شہادت اس میں مرض والے
 سے اس کو اس طرح تو مائی کہ یہ مرض کاتے کے کاتے کو ہوتا ہی
 اور اس کا مرض اور دماغ کو بھی پہنچتا ہی کہ اگر وہ
 شخص کتنی کو کاتے اور جو کاتے اس کا بھی یہ حال ہو
 دانت بٹخا اہل بدعت اور ہو اکا بدعت کہ اس کو
 بعض ہلاکت کہتا ہی اور وہ اس کے بعد ہی کی پیر ہو
 کہ اس کو بھی ہلاکت کہتا ہی اگر وہ جو ہو وہ اس
 کہتا ہی کہتا ہی اور جو طرح اس میں بیمار ہی والا پانی
 دیکھ کر جو بوجھت رہے گی کاتے ہلاکت کہتا ہی اور پانی ہی نہیں

سکنا یا نہا مر جانا ہی اسی طرح اہل بدعت و ہوا میں
 کے منہ سے بھاگنے ہیں اور اُسے فائدہ نہیں لے سکتے
 اُس کے فائدہ سے محروم مرتے ہیں اور جہالت اور
 بدعت کے میدان میں مفت جان دیتے ہیں تو جیسا
 اُس مرض والے سے آدمی اپنی تیمن بچاتا ہی اُسی
 طرح اہل بدعت و ہوا سے اپنی تیمن بچاویے اب جو
 کوئی جماعت کو چھوڑے اور علم دین یعنی قرآن
 حدیث فقہ سے انکار کرے اُس کا حال بھی ہو ایسے
 بدعت والے کو دیوانہ کہنا سمجھنا چاہئے اور اُسے اپنی راہ
 بچا رہا ہے یہ سیرا فائدہ فقہ کی فضیلت کے بیان میں
 فرمایا اللہ صاحب نے گیارہویں باب میں سورہ توہ
 مین قُلُوْا لَا تَغْرِبْ مِنْكُمْ فِرْقَةٌ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ
 وَلِیُنذِرَ قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ ہ پھر
 کیونکہ نکلے ہر فرقے میں سے اُن کے ایک حصہ یعنی چھوڑے
 لوگ جہاد کو نکلیں اور باقی شہر میں تھہرے رہیں یا
 سمجھ پیدا کر سن دین میں اور فقہ سے پاکھیں اور تاکر
 واراویں یعنی خبر پہنچا دیں وہی فتہا اپنی قوم کو جب وہ
 لوگ پھر آویں جہاد سے اُنکی طرف شاید وہ بچتے
 رہیں یعنی فقہاء کے ذرائع کے سبب سے بدعت کام

زمین میں اور اُس کے بصیرت کے دیدہ گو نگھول دینا
 بھی تاکہ وہ قرآن اور حدیث کے معنی و دریافت
 کر سکا ہی اور اُس کے احکام کی حقیقت کو
 دیکھ پاوے تاکہ وہ فقہ کے معنی و افہام اور
 حوائج کے پیش اور شرع میں عملی احکام کے علم پر تیرہ لفظ
 میں مہر ہوئی پھر آگے بڑھتا کہ اس کے سوا اس کے
 نہیں کہ میں جانتے والا ہوں اور اُمید دیتا ہی جس کو چاہتا ہی
 اور جو کچھ چاہتا ہی، فقہ اور دین کی فہم دیتا ہی یہ
 حدیث بخاری میں مسلم و ترمذی میں اور اسنی حدیث
 کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ
 اَنْتُمْ نَسَبُ لَهَا قَالِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَائِزُ
 مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ النَّاسِ وَالْفَيْزَةُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ
 فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فُتِحُوا وَارَءَا مُسْلِمٌ أَرْمَى لَوْكَةً جَوْهَرًا كَهَانَ
 مِثْلَ مَاءٍ كَهَانَ سِوَايَ أَوْ رَءَا جَاهِلِيًّا أَرْمَى كَبْشَةً مِثْلَ
 جَوَانِدِ تَعَالَى فِي شَرَفٍ أَوْ رَءَا جَاهِلِيًّا كَبْشَةً مِثْلَ رُكْبَةٍ أَوْ رَءَا
 جَاهِلِيًّا كَبْشَةً مِثْلَ رُكْبَةٍ أَوْ رَءَا جَاهِلِيًّا كَبْشَةً مِثْلَ رُكْبَةٍ
 مِثْلَ رُكْبَةٍ خَيْرٌ لِّكَ مِثْلَ رُكْبَةٍ مِثْلَ رُكْبَةٍ مِثْلَ رُكْبَةٍ
 مِثْلَ رُكْبَةٍ مِثْلَ رُكْبَةٍ مِثْلَ رُكْبَةٍ مِثْلَ رُكْبَةٍ مِثْلَ رُكْبَةٍ
 مِثْلَ رُكْبَةٍ مِثْلَ رُكْبَةٍ مِثْلَ رُكْبَةٍ مِثْلَ رُكْبَةٍ مِثْلَ رُكْبَةٍ

تائبانہ اور رکتی میں سرسبز اور چوہ و غیرہ جو نیک انسان کا
 جاہلیت میں نیک انسان بھی اسلام میں جب وقت فقیر
 ہوں اور عالم دین کا سبک دھریں (یعنی جو شخص کمال فعلی
 میں اپنی ذات کی جاہلیت اور لیاقت کے سبب سے
 سے جاہلیت کی حالت میں نیک تھا اور اپنے قوم میں
 بہتر تھا اور نیک کام جو عقل مندوں کے نزدیک ہمیشہ
 تھے سہ کرنا تھا تو انہیں شخص اسے دین اسلام میں
 داخل ہونے کے بعد بھی اچھے کام ہوتے ہیں لیکن جس طرح
 کہ سوچنا چاہیے اپنی کھان میں خاک میں ملا رہا ہے
 اور جب گلابا جاتا ہے تب اس کی مدد و دہرا ہو جاتی
 ہے تو اگر صاف مال کل آتا ہے اسی طرح جاہلیت میں
 نیک کام تو کرنا تھا لیکن کفر کی یا بدی کی بیوقوفانہ
 فراہم تھا جب دین اسلام میں آتا ہے تب کفر کی
 آلاشیں پیل کچھل سب دور ہو گئی اور اس کا چہرہ
 خالص اور انی پکی آریا اور اپنے وقت کے سب لوگوں
 کے افضل اور بہتر ہوا مگر یہ بات کہ حاصل ہو گئی
 جب عالم فقر حاصل کرے گا روایت کی اس چیز کو
 مسلم نے اور اس کو یہ مضامین میں کتاب العلوم
 کی ہر پوری فصل میں اس عیاں ہے اہم ہے

[illegible]

نب ان لوگوں کے کئی شبہ عوام لوگوں کے سامنے
 بیان کرنا شروع کیا جس میں عوام لوگ اس میں رشتہ
 کے کا قیادہ سے محروم نہ ہیں اس واسطے ہم کو ان
 شبہوں کا جواب لکھنا ضرور ہے۔ جس میں لوگ ان
 شبہوں سے وہو کھانا کھاؤین پہلا سبب یہ ہے کہ لوگوں
 سے کہتے ہیں کہ رضاء نقویہ الایمان جو حضرت مولانا
 اسماعیل محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے اس کے
 رد میں رسالہ نقویہ الایمان لکھا گیا ہے سو مسلمانوں
 ہم لوگ ہوشیار رہنا یہ محض ایسا ہی بلکہ ہر حال
 میں اس میں نقویہ الایمان کے موافق ہی اور حیثیت
 اس میں نہایت کا نام اس میں رسالہ کے نام سے سوا فرق ہی
 دیا ہی اس کے مضمون بھی اس کے مضمون سے ہر موافق
 ہیں دونوں رسالوں کے مضمون کو انصاف سے دیکھو
 میں حقیقت عاقل کھلو جاوے گی یہ کہ ان کے منہ و الموائج
 کی سمجھ سے لاچار ہیں کہ وہ لوگ سب بات الی سمجھتے
 ہیں ان کی سمجھ کا حال تو اوپر معلوم ہو چکا کہ جس حد سے
 ہم تراویح کو نسبت کرتے ہیں اسی حد سے وہ لوگ
 تراویح کو منع کرتے ہیں اور مقابلہ اومیش اور صراط المستقیم
 کے مضمون ان سے ہم فقیر ہر حال میں کہنا اور ثابت کرنا

قرینہ سے کہنے میں تا و ر و ہ لو گیت لکھسی کے نام سے منسوب
 ہے فقیر پر عثمان کے لاور نقارہ کو بیخ کر لے دینا چاہیے کہ
 یہ ہے ایسے مضمون اور گزیر چکا ایک طے سے سمجھ کر
 کیا علاج ؟ بیت : بقا انہم لکھنی بنا و ارم المذون کہتے
 جو و ر و ہ چھوٹے کہتے خود پر ہی و ر و ہ لکھنی و ر و ہ مراد شہرہ پر
 ہی کہ کہتے ہیں کہ یہ بیان اے عظیم کی بیرونی کہتے کہ چھوٹے
 میں حکم ہی ہے چھوٹے ناموں کے سوا اے عظیم کی بیرونی
 کیونکہ لکھنی اور ایسا ہی ہے کہوں ایجاد کیا ہو ان کے اپنے
 مشہور محاکمہ جو اب بھی کہتے تھے کہ لکھنی و ر و ہ لکھنی و ر و ہ
 کے کیا کام ہی فرض کیا کہ اگر تو و ر و ہ نہ لکھنی و ر و ہ لکھنی
 اے عظیم لکھنی ہی نہ لکھنی ہوگی نہ لکھنی ہوگی نہ لکھنی
 و ر و ہ لکھنی ہوگا و ر و ہ لکھنی ہی بیرونی کا حکم ہو تو و ر و ہ
 ہوئے کے کہ نہیں پھر لکھنی یا لکھنی کے لکھنی و ر و ہ لکھنی
 ہو اللہ کے فضل سے انہوں نے تو سوا اے عظیم کی خوب ہی
 کہی ہے انکو یہ کہان سے لکھنا ہو کہ انہوں نے تو سوا اے عظیم
 کہی ہے بیرونی چھوٹے لکھنی ہی ہوگا حقیقت یہ ہے کہ تو و ر و ہ لکھنی
 تو و ر و ہ لکھنی کے سوا اے عظیم کے جو لکھنی اور لکھنی اور
 بیخ تا بیخ لکھنی تا بیخ لکھنی اور لکھنی کے سوا اے عظیم کا لکھنی
 انہوں نے لکھنی لکھنی لکھنی لکھنی لکھنی لکھنی لکھنی لکھنی

جب کہ جس اصحاب کی روایت کی جو حدیث پہنچے
 اُس پر عمل کرے سو اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا
 رحمۃ اللہ علیہم ۱۵ ہا یک خوبی تو یہ ہی کہ اُن لوگوں نے جو
 قرآن حدیث اجماع قیاس سے اختیار کر کے مسائل
 نکالا اُس پر سواد اعظم کا اتفاق ہوا اور سواد اعظم
 نے اُن کے مذہب کو پسند اور قبول رکھا اب نئے مذہب
 والے روویہ جو سواد اعظم کے خلاف ہیں اور باقی
 اماموں کے مذہب حق ہونے کی دلیل اور بخوبی لکھ چکے
 جو چاہے سو دیکھ لے تیسرا شبہ یہ کہ کہتے ہیں کہ حضرت
 یونس بن محمد اصمعیل محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جو رفع یدین
 کیا اور آئین اور بسم اللہ باندہ آواز سے کہنا اختیار کیا
 تو دو بات سے خالی نہیں یا تو اُنھوں نے سواد اعظم
 کے خلاف کیا یا سواد اعظم کی پیروی کی اگر اُنھوں
 نے سواد اعظم کے خلاف کیا تو تم لوگ کہہ دو کہ اُنھوں
 نے سواد اعظم کے خلاف کیا اور اگر سواد اعظم کی
 پیروی کی تو تم لوگ بھی رفع یدین کرو اور آئین
 اور بسم اللہ باندہ آواز سے کہو ۱۶ سو اس شبہ کا یہ جواب
 ہی کہ سواد اعظم کا حکم ہی کہ جسکو حدیث صحیحہ صریح
 غیر متضاد پہنچے گی لیاقت ہو اور جو عالم قرآن حدیث

سمجھنے کو رکھا، بیش و سبب علم اس کو حاصل ہون تو نہ
 اشعہا جس سے ہیں ترجیح بناوئے اس پر عمل
 کرے سو انہیں بابت تھی انہوں نے اپنے اجتہاد سے
 جسمین ترجیح پائی اس پر عمل کیا خواہ اپنے اجتہاد میں
 خطا کی خواہ تھیک سمجھے وہ وہو رتبہ ہیں جو جب
 جہت کے ان کو اب ملا جیسا کہ جامع ترمذی میں
 باب ما جاء فی القاضی یضرب او یحطی بہین یا ہر ایر
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ انہوں نے کہا ہر مایا
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اذ احکم المائکم فاجتہدوا
 فاصاب قلہ اجران واذ احکم فاختلافہ اجر واحد
 جو وقت کہ حکم کیا اور فتویٰ دیا حکم نے اور حکم کرنے
 کے واسطے اجتہاد کیا پھر مطہ کو تھیک پہنچا تو
 اسکے لئے وہو اب بیش اور وقت کہ حکم کیا اور
 فتویٰ دیا اور اپنے اجتہاد کرنے میں جو کاتو اسکے لئے ایک
 ثواب ہی * اور باقی ہم سب کو اُنکی تقلید کرنے کا
 باعث یہ ہی کہ اُنکے مجتہد ہونے پر سوا و اعظم کا اتفاق
 نہیں ہی اور نہ ہر کسی کو اس قدر علم ہی جو پہچانے کہ
 اُنکا اجتہاد تھیک ہوا یا نہیں تو پھر کن طرح اُنکی
 پیروی کرین بخلاف چار و اماموں کے کہ اُنکے مجتہد ہونے

پر سوا دا عظم کا اتفاق ہی ۞ ہاں کہ محدث رحمہ اللہ نے
 خود صراط الہیہ تقسیم میں چار واما مون کی تقلید کو پسند
 کیا ہی اور ان میں بات میں سوا دا عظم کی موافقت فرمائی
 ہے اور اپنی تقلید کا صراط الہیہ تقسیم میں کچھ ذکر کیا تو
 سوا دا عظم کی پیروی کرتے ہیں ہم سے سوا دا عظم کی
 پیروی بھی تو الہی اور محدث رحمہ اللہ کی بھی خلاف
 ہے مذہب واثون کے کہ اُن سے کسی کی پیروی نہوئی ۞
 اور بعض فقہی سلفوں میں محدث رحمہ اللہ کی تقلید
 جو ہم نے کی تو اسے کچھ ہمارے اعتقاد میں اُن سے
 جناب کے ساتھ حال نہوا ہاں کہ وہ ہمیں رہے اُن سے
 ہیں اُن سے ہم کو اعتقاد ہی صراط الہیہ رحمہ اللہ
 کی تقلید کرتے ہیں اور وہ مزے اما مون کی نہیں تو کچھ
 اُن سے اعتقاد نہیں ہیں یا حضرت عبد القادر جیلانی
 رحمہ اللہ کے طریقہ میں مرید ہیں اور وہ حنبلی مذہب
 تھے تو ہم جو حنبلی مذہب کی تقلید نہیں کرتے تو اُن سے
 بے اعتقاد نہیں ہیں اور اگر حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ
 کا رفع یدین کرنے اور آمین اور بسم اللہ ماننے کے مسئلے
 میں ترجیح پانا کنایت کرتا تو حضرت مولانا عبد الحمی
 رحمہ اللہ اور حضرت پیر و مرشد امیر المومنین سید احمد

ادا م اللہ برکاتہ بھی تو فعل اختیار کرتے اور اپنے سارے
 قافلہ اور ہم سب مریدوں کو بھی کام کرتے بلکہ آخر عمر میں
 حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ بھی اُس فعل کو ترک
 کیا اس بات کے ہزاروں گواہاں و موجد ہیں پھر اگر مٹے
 مرنے والے کہیں کہ محدث رحمۃ اللہ علیہ ولایت میں
 جا کے مصلحت وقت کیواسطے اُس فعل کو ترک کیا تو اُنکا
 جواب یہ ہی کہ ہم بھی اُس مالک میں مصلحت کیواسطے
 ترک کرو۔ سہمیں آپس میں اتفاق رہے جو تھا شہدہ یاد
 کہ کہتے ہیں کہ جب صحیح بخاری اور مسلم کو صحیح جاتے ہو تو
 زیادہ علم ہونے کا کیا ضرور حسین حدیث کو اُس سہمیں
 صحیح لکھا ہو اُسکو صحیح جانو اور اُس پر غصہ کرو اور
 اُس حدیث صحیح کے ہوتے ہوئے کسی کسی تقایہ نہ کرو
 اس بات کیواسطے تو کچھ لیاقت نہ چاہئے سوائے شہدہ
 کا یہ جواب ہی کہ اُس سہمیں شک نہیں کہ محدث ابن
 اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث کو صحیح بخاری
 میں اور ابو العباس بن ابی شیبہ صحیح مسلم میں
 صحیح لکھیں وہ صحیح ہی بلکہ ہم ضرور نہیں کہ جب کوئی
 شخص صحیح بخاری میں حدیث صحیح پاوے تو جس
 حدیث صحیح پہلے سے میں کہ تیار ہو اُس حدیث کا میں

حضورؐ نے بلکہ صحابہ کا طریقہ اس کے خلاف تھا کہ آنحضرتؐ
 سے جس کو جو عالم پہنچا تھا اُس پر عمل کرتے تھے اور
 دوسرے صحابہ سے حدیث سیکھتے اسے انکار کرتے تھے اور
 اپنے عمل کو حضورؐ نے یا جو دیکھتا تھا ایک صحابہ دوسرے
 صحابہ کی روایت کی حدیث کو صحیح جانتے تھے کیونکہ صحابہ کئی
 روایت میں تو ضعف ہوتا ہی نہیں تو معلوم ہوا کہ حدیث صحیح
 پر عمل کرنا والے کو ضرور نہیں کہ جس مسئلے پر پہلے سے
 عمل کرتا تھا جب اُس کے خلاف دوسری حدیث پاوے
 تب پہلی حدیث کا عمل چھوڑ کے دوسری پر عمل کرے ﴿۱﴾
 اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس سے دوسری حدیث صحیح
 سے انکار بھی نہ کرے کیونکہ دونوں سنت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ﴿۲﴾ اور حضرت نے تو خود امت
 پر اتنا ہی کیا اسطے اپنے فعل کو کئی طرح پر کیا اسطے
 کہ میرے جس فعل کو امت اختیار کر لیگی اُسی
 سے اُس کی نجات ہوگی اور اگر اُن سے بات میں
 امت کا فائدہ ہوتا تو اپنا عمل ایک ہی طرح پر رکھتے تو
 جس بات کو حضرت نے پسند کیا اُس پر کسی کو
 صلاح دینا مناسب نہیں اور اگر کوئی شبہ کرے کہ جس
 حدیث کو بخاری مسلم میں صحیح کہا وہی صحیح ہی اور

جس حد تک اسے مجتہدوں نے فقہی مسئلے کا لایا ہو وہ
 ضعیف ہی تو ہیں شہرہ محض غلط ہی کیونکہ بخاری نے خود
 کہا ہے کہ میں لایس کتاب میں نہیں لایا ہوں بلکہ جو
 حدیثیں صحیح ہی اور بہت سی صحیح حدیثوں کو ثابت
 نے کتاب قبول ہوئیں تو کچھ وقت سے حضور تھی دی ہی اور
 مسلم نے کہا ہے کہ جو تھو پٹن میں لایس کتاب میں
 لایا ہوں وہ صحیح ہی اور میں نہیں کہنا ہوں کہ جو حدیث
 میں لایس کتاب میں نہیں لایا ہوں وہ ضعیف ہی ہے
 تو ان کو روکنا ضرور گو ایسے کے فرمانے سے تھے مذہب
 و لائوں کا شہرہ غلط ہوا اور معلوم ہوا کہ اور کتابوں
 میں بھی حدیثیں صحیح موجد و بیش کمال جامع نہ بنی ہو
 سین ایسے دیوے اور سین ایسے دیوے دیوے دیوے
 سین ایسے دیوے دیوے دیوے دیوے دیوے دیوے
 کی ہی اس کا بار بار کہنا ضرور ہی ہو رہا ہے کہ حدیثوں
 کے صحیح اور ضعیف پر حکم کرنا باضرین کے زمانے میں
 یہ خلاف زمانے جائز کے ہی ہے اس لیے کہ ہو سکتا
 ہی کہ جائز کے زمانے میں جو یوگ تھے ان کے وقت میں
 ایک حدیث صحیح رہی ہو اس میں سبب سے کہ ان کے
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں میں جو

لوگ اُس حدیث کے راوی بھی اوسمستی اور حافظے کے پورے تھے اور پھر اُسی حدیث میں متاخرین کے زمانے میں ضعف آگیا ہو یا بسن سب سے کہ بعد اُس سستی راوی کے جو راویین پہلے آئے حافظے اور تقویٰ میں نقصان ہو تو اب متاخرین محدثوں کے ضعف کہنے سے وہ حدیث ضعیف نہ ہو گی بلکہ حدیث کے نہایت اور ضعف کا حکم کرنا صابن والوں کا معتبر ہی اور نہایت سی حدیث اسی ہی کہ صابن کے زمانے میں احادیثیں بعد اُس کے اُس حدیث کے راوی زیادہ ہو گئے وہی حدیث مشہور کہنالی اُس نہایت کا مفصل بیان جس کو منظور ہو وہ شرح سفر البحار میں دیکھ لے اُس زمانہ میں بقدر احتیاج کے لکھ دیا خلاصہ یہ کہ مثلاً ابو حنیفہ رحمہ اللہ جو تابعین تھے انھوں نے ایک حدیث کو صحابہ سے سنی اور صحابہ سب عادل تھے اُنکی روایت میں ضعف ہوتا ہی نہیں تو اُنکے وقت میں وہ حدیث صحیح تھی اور اُس حدیث کی روایت میں ابو حنیفہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں ایک ہی شخص تھے پھر وہی حدیث بخاری کو پانچ واسطوں سے پہنچی کہ بخاری اور رسول اللہ

پہلی ائمہ عامہ و مسلم کے درمیان میں صحابہ صمیمیت پانچ
 شخص ہیں اور پانچو شخصوں میں سے بعد صحابہ
 کے جو چار شخص ہیں کوئی ضعیف ہی تو وہ حدیث
 ضعیف کہلائی یا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ایک حدیث
 اُس تابعین سے جو ممتی اور حافظے کا پورا انتہائی تو وہ
 حدیث صحیح ہوئی اور پھر وہی حدیث بخاری رحمہ اللہ
 کو جو حصہ واسطے سے پہنچی کہ بخاری اور حضرت کے
 و رہبان ہیں صحابہ صمیمیت چھ شخص ہیں اور صحابہ کے
 بعد جو پانچ شخص ہیں انہیں اُسے کوئی ضعیف ہی تو وہ
 حدیث ضعیف کہلائی اب بخاری رحمہ اللہ بھی صحیح
 ہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی ﴿ فرق اتنا ہی کہ ابو حنیفہ
 رحمہ اللہ اُس تک زمانے میں تھے جسکی حدیث میں
 تعریف ہی آپکو تاری تباری نعمت ملی اور بخاری
 رحمہ اللہ اُس زمانے میں نہ تھے آپکو ماسی نعمت
 ملی پھر اُس ماسی نعمت میں جس نعمت کو اُسکے
 محافظوں نے احتیاط سے رکھا اور آپکا ذالبتہ بدلہ نہ
 پایا وہ نعمت مثل تازی کے خار کو ملی اور جس نعمت
 کی حفاظت میں بے احتیاطی ہوئی آپکا ذالبتہ بدل گیا
 نہ بخاری کو ملی ﴿ یہاں یہاں ہی حدیث صحیح کی اور

دو مہری مثال ہی ضعیف کی ۔ اسی طرح دو ہرے
 اماموں کا حال سمجھو باقی اسمائیں شک نہیں کہ ابو حنیفہ
 اور دو مہرے امامین رحمہم ابد بخاری سے افضل تھے
 کیونکہ وہ لوگ نیک زمانے میں تھے اب اسے کوئی
 شخص بخاری رحمہ ابد کا درجہ کم نہ سمجھے بلکہ حدیث کی
 جدت کرنے کی برکت سے انکو بھی حضرت کی
 مصاحبت کا ایک قسم فائدہ حاصل ہوا تھا غرض ان
 صاحبوں کے درجوں میں جو کچھ تفاوت تھا تو آپس
 میں مثلاً ابو حنیفہ رحمہ ابد امام مالک اور امام شافعی
 اور امام احمد حنبل رحمہم ابد کے پیشوا تھے اور یہ
 تینوں امامین بخاری رحمہ ابد کے پیشوا تھے اور بخاری
 رحمہ ابد مسلم اور ترمذی وغیرہ محدثین رحمہم ابد کے
 پیشوا تھے یا مثلاً صحابہ پیشوا تھے تابعین کے اور
 تابعین تبع تابعین کے تو یہہ فرق آپس میں ہی اور
 ہمارے تو سب پیشوا ہیں ۞ اس سب تقیر پر ہے
 یہ غرض ہی کہ جس حدیث پر ابو حنیفہ رحمہ ابد نے عمل
 کیا ہی اس کے خلاف اگر صحیح بخاری ہیں حدیث صحیح ہے
 تو ابو حنیفہ رحمہ ابد کے عمل و انلی حدیث کو ضعیف بنانا
 پناہ ہے بانک اس کی تحقیق کرنا چاہئے اور نو کو صحیح

سمجھا چاہئے مثلاً حدیث رفع یدین کرنے اور رفع یدین سے
 رفع یدین نہ کرنے دونوں کی موجودگی اور ابوجنیفہ رحمہ اللہ
 نے حدیث عدم رفع یدین پر عمل کیا ہی تو عدم رفع والی
 حدیث کو ضعیف خیالنا چاہئے بلکہ خوب تحقیق کر لے کے
 ابوجنیفہ رحمہ اللہ کے احادیث والی حدیث میں تو زیادہ
 قویٰ ثابت ہوتی جاتی ہے اگرچہ دونوں فعل احادیث سے ثابت
 ہی اور ہم کو آسمین بخت کے ماضی و مستقبل کے لئے
 مہربان تو الٰہی زیادتیں کرتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں
 کہ رفع یدین کی حدیث برہنہ قویٰ ہے اور عدم رفع کی
 ضعیف اور جہتوں پر غلبہ کرتے ہیں اس لئے کچھ
 تھوڑا سا اپنے بیان کے ماضی و ہر اک و را انکا ہوش
 رکھنا ہو گا ورنہ انبیاء علیہم السلام عدم رفع کے قویٰ ہونے کا
 مسودہ حق یہ ہے کہ حدیث رفع یدین کی موجودگی جیسا
 کہ اوپر بھی ہم نے ذکر کیا اس دونوں فعل کی حدیث ہست
 ابو عبیدہ بن جریج رحمہ اللہ نے جامع ترمذی میں باب
 رفع الیدین عند الکوع میں کہا ہے کہ حدیث پر روایت
 کی ہم نے قتیبہ اور ابن ابی عمر نے اسے کہا ہے حدیث
 روایت کی ایسے سفیان ابن عیینہ نے اسے بیان فرمایا
 ہے اس نے اسے اس کے ابن عقیل نے اسے اسے اسے اسے

باحیث عبد اللہ ابن عمرؓ نے کہا کہ ایت رسول اللہ
 ﷺ اذ اذارتکع واذا رفع راکع من الركوع
 وزاد بن عمرؓ فی حاشیہ وکان لا یرفع بین السجدةین
 دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب
 شروع کرتے نماز اُٹھاتے اپنے دونوں ہاتھوں کو یہاں تک
 کہ بزاہر ہوتے اُنکے دونوں ہاتھوں کے اور جب رکوع
 کرتے اور جب اُٹھاتے اپنا سر مبارک رکوع سے اوز
 بعضی روایت میں آیا ہے کہ زیادہ کیا ابن عمرؓ اپنی
 حدیث میں یہ مضمون اور بھی نہ اُٹھاتے دونوں ہاتھوں
 میں اور اس حدیث کے روایت کے بعد جیسا کہ
 بر مذی کی حدیث میں بیان کیا کہ اسن بن ابی حمزہ
 اور علی اور وائل ابن حجر اور مالک ابن حیراث
 اور انس اور ابو ہریرہ اور ابی حمید اور ابی اسید
 اور سہیل ابن سعد اور محمد ابن مسلمہ اور ابی قتادہ اور ابی
 موسیٰ اشعری اور جابر اور عمیرہ بنی رضی اللہ
 عنہم سے بھی روایت ہے اور کہا ابو عیسیٰ نے حدیث
 ابن عمرؓ کی حدیث حسن صحیح ہی اور اسی حدیث
 کے موافق کہتے ہیں بعضی علم والے اصحاب نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے انہیں سے ہیں ابن عمر اور چارہ ابن
 عبد اللہ اور ابولہریرہ اور انس اور ابن عباس
 ابو عبد اللہ ابن زبیرہ وغیرہ اور اسی حدیث کے
 موافق کہنے ہیں تابعین میں جسے حسن بصری اور عطاء
 اور طاؤس اور مجاہد اور نافع اور مالک ابن عبد اللہ
 اور سہید ابن جبیر وغیرہ اور اسی حدیث کے موافق کہنے
 ہیں محدثین میں سے مالک اور عمر اور ذراعی اور
 عبد اللہ ابن مبارک اور شافعی اور احمد اور اسحق
 اور یہ بھی ذکر کیا کہ ابن مبارک نے کہا کہ حدیث رفع
 بدین کی ثابت ہوئی ہی اور ذکر کیا اسی حدیث کو
 جو اوپر ذکر ہوئی ہی عبد اللہ ابن عمر کی روایت سے
 اور کہا کہ حدیث رفع بدین مکر نے کی جو اس سے
 روایت ہی وہ ثابت نہ ہوئی یہاں تک نہ مذی کا مضمون
 ہے کہ اس مقام میں کوئی بہرہ سمجھے کہ رفع بدین مکر نے
 کی حدیث کو ابن مبارک نے ضعیف کہا تاکہ اس کے
 بہرہ نہ دے ہیں کہ عبد اللہ ابن مبارک کے نزدیک عدم
 رفع کی حدیث اس درجہ کی نہیں ہی تاکہ حسن
 ہی جیسا کہ ابو عبیدہ بن جریج رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث
 لکھتے ہیں اور سوا کے اسکے بہرہ حدیث اس روایت

سے جو حدیث میں بیان کر آئے ہیں حسن ہی اور ذوق قدرتی
 روایتوں سے عدم رفع کی حدیث تو مستحیج اور قوی
 ثابت ہوتی ہی جیسا کہ قریب ہی وہ سب بیان کر آئے
 ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اب ابو ظہیر نے مزید فرمایا کہ بعد
 عدم رفع کی حدیث کو اُسی حدیث کے بعد روایت
 کرتے ہیں وہ حدیث یہ ہے حدیث روایت کی ہم سے
 ہمارے اُسے کہا حدیث روایت کی ہم سے و کعب بن
 اُسے سنا عثمان سے اُس نے سنا عاصم ابن کلیب
 سے اُس نے عبد الرحمن ابن اسود سے اُسے طاہر سے
 طاہر نے کہا قال عبد اللہ بن مسعود الا اَصْلِي بِكُمْ صَلَاةُ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا
 فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ کہا عبد اللہ ابن مسعود راضی اللہ عنہ نے
 بھلا تمھارے دکھانے کے لئے تمھارے ساتھ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی نماز پر ہوں یعنی تمکو جو شوق
 ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی نماز دیکھو
 تو میں پر ہتا ہوں دیکھو پھر نماز پر ہی مسنونہ اُٹھایا اپنے
 دو ہاتھوں کو مگر پہلی بار یعنی تکبیر سے پہلے کے وقت
 کہا ابو عیسیٰ نے اور اسے ثابت ہیں روایت ہی
 ہر ابن عازب سے کہا ابو عیسیٰ نے حدیث ابن

مسعود کی حدیث میں آیا اور اسی حدیث کے
 موافق کہتے ہیں بہت سے لوگ علم والی اصحاب بنی
 علی الاطلاق و علم میں سے اور تابعین میں سے اور یہی قول
 ہی اسفہان کا اور اہل کوفہ یعنی ابو حنیفہ کا ❀ ❀
 اسی حدیث میں کہا کہ بعضے اصحاب اس میں موافق
 کہتے ہیں اور اہل سمین کہا کہ بہت سے اصحاب اس میں
 موافق کہتے ہیں تو جیسا کہ بعد حدیث مذکورہ سے
 زیادہ عیسائی کے نزدیک اور جیسے میں کچھ کلم تھی ورنہ
 بہت سے اصحاب یون کے ہمیں سے پھر آپ کے ترار ہو گئی
 یونان سفر کے سبب سے کنا میں موجود نہیں ہیں نہیں
 تو اس مقام میں بہت کچھ لکھتے ہو کہ اس لئے کہ شرح
 سفر اصحاب موجود ہیں اہل سمین جو حدیث راجع الیہ
 ہے اس مقام کی تحقیق کی ہی ہو کہ کتب ہم سے ہو سکتی
 ہو اس بات میں حدیث جو محدث رحمہ اللہ نے لکھا
 ہی کچھ اہل سمین سے خلاصہ کر کے لکھتے ہیں اللہ انکو جزا دے
 دے عجب نصیف اور محقق تھے حقیقت میں ہم
 جتنے مذہب تانی ہیں انھیں کے حواس میں نہیں اور
 اور انھیں کے خوان نعمت کے نمک خوار ہیں اگر
 انکی بات نامان نورے نمک ورام ہوں ❀ ❀

جو ہم کہتے ہیں سب اُسی کتاب کا خلاصہ ہی سینور کو ع
 میں جاتے وقت اور رکوع سے پُر اُٹھاتے وقت رفع
 یدین کرنے کی حدیث ابن عمر کی جو اسل سند سے
 روایت ہی نے کہ * مالک نے روایت کیا زہری سے اُسنے
 صالح بن عبد اللہ ابن عمر سے اسنے اپنے باپ ابن
 عمر سے سوا امام محمد رحمہ اللہ اپنی موطاء میں اس
 حدیث کی روایت کے بعد کہتے ہیں کہ سب سے پہلی
 کہ تکبیر کہے ہر خفض اور رفع میں یعنی اللہ اکبر کہے ہر
 جھکنے اور اُٹھنے میں لیکن ہاتھ کا اُٹھانا جو شروع نماز میں
 ایک بار ہوتا ہی اُسکے سوا ثابت نہیں اور یہ قول
 ابی حنیفہ کا ہی اور اس باب میں بہت سی روایات ہیں
 آئی ہیں * بعد اُسکے عہم ابن کلب خرمی کی حدیث
 کو کئی روایتوں سے روایت کیا ہی اور اُسنے اپنے
 باپ سے جو تابعین امیر المومنین علی ابن ابیطالب
 راضی اللہ عنہ کے ہیں روایت کیا ہی کہ حضرت علی تکبیر
 اولی کے سوا بے رفع یدین نہ کرنے تھے * اور ابی ہریرہ
 نعمانی سے روایت کیا ہی کہ اُسنے کہا کہ اُٹھا دو نو
 ہاتھوں کو نماز میں تکبیر اولی کے بعد یعنی تکبیر اولی کہتے
 وقت اُٹھا پھر سب اُٹھا * اور روایت کیا ہی کہ ایک

روزِ تہجد کے نزدیک ایک فرد نے وائیل جعفر میں سے
ایک حدیث پر روایت کیا کہ اُس نے کہا کہ غازیہ پر ساری
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھر
دیکھا میں نے کہ آنحضرت نے اُٹھایا اُٹھا دیا اور اُٹھا
نزدیک تکبیر اولیٰ کے اور نزدیک رکوع کے اور
نزدیک میرا تھا نے رکوع سے سب تہجدی نے کہا کہ
میں نہیں جانتا ہوں مگر یہ کہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ
وسلم کو غازیہ پر تہجد دیکھا مگر اُسی روز سو اُس نے
یاد کر لیا جس عہد کو آنحضرت سے ﴿۱﴾ اور یاد
کیا ابنِ سعد اور ابنِ باریہ بارون نے اور ابنِ کثیر
سے کسی کو نہ دیکھا اور ابنِ کثیر سے اس سال میں
جہاں کو اور دوسرے بوجہ نہیں اُٹھاتے تھے اپنے ہاتھوں
کو ہرگز شروع نماز میں تکبیر اولیٰ کہنے وقت اور عید
الغریز ابنِ حکیم سے روایت کیا کہ اُس نے کہا کہ دیکھا
میں نے عہدِ امتِ ابنِ عمر کو کہ وہ اُٹھاتے تھے انھوں کو
یکبیر اولیٰ کہنے وقت اور یہ اس کے سوال سے کہیں نہیں
اُٹھاتے تھے اور مسلمان نواری سے بھی حدیث ابنِ
سعد سے کہیں رفع یدین تکبیر بار وایت ہی نقل
کیا یہاں تکبیر (موطا) کا مضمون ہے ﴿۲﴾ اور ابنِ کثیر

طحاوی کی روایتیں جو تابعون نے نقل کیا ہی نہ ہوں۔
 مشکل ہی سو وہ روایت یہ ہی کہ طحاوی نے مجاہد سے
 جو تابعی ابن عمر کے ہیں روایت کیا ہی کہ مجاہد نے کہا کہ عمار
 پر تھی میں نے پہنچے ابن عمر کے سو وہ نہ تھے اُٹھائے دو نو
 ہاتھوں کو مگر بکیرا اولی کہتے و فیث * اور اسود نے کہا
 کہ دیکھا میں نے عمر ابن خطاب کو کہ نہ اُٹھائے تھے اپنے
 دو نو ہاتھوں کو مگر بکیرا اولی میں تو جب حضرت
 علی اور حضرت عمر اور ابن مسعود کہ جبکہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزدلی کا مرتبہ حاصل تھا رفع
 یدین کرنے کی طرف ہوں اور پھر ابن عمر کو بھی جو
 رفع یدین کی حدیث کے راوی ہیں مجاہد نے دیکھا کہ
 وہ بھی رفع یدین کرتے تھے تو اب جو روایت اس کے
 پر خلاف نقل کریں تو اُس پر کی طرح عمل کریں *
 اور شرح ابن ہمام میں دارقطنی اور ابن عدی کی
 حدیث روایت کیا ہی کہ اُنھوں نے روایت کیا محمد
 ابن جابر اور حماد ابن ابی سلیمان سے دونوں نے ابیہم
 سے اُسے علقمہ سے اُسے عبد اللہ ابن مسعود
 سے کہ کہا عبد اللہ ابن مسعود نے نماز پر بھی میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر کے

ساتھ سوائے صالحین کے ایسے آتھہ کو۔ اٹھایا مگر نماز
 کے شروع کرنے وقت اور ہر بھی نفل کیا کر ابو حنیفہ
 اور ادراعی سے کہ میں تو ارا الحیا طین میں ملاقات
 ہوئی تب ادراعی نے کہا کہ تم لوگ کبھی نہیں ایسے
 آتھہ اُتھاتے رکوع جاتے وقت اور رکوع سے مر
 اُتھاتے وقت تک۔ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ اس
 سب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 اس باب میں کوئی حدیث صحت کو پہنچی نہ
 اور ادراعی نے کہا حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ
 الصَّلَاةَ وَحَدَّثَنَا الرَّجُوعُ وَحَدَّثَنَا الرَّفْعُ مِنْهُ حَدِيثٌ رَوَيْتُ
 كُنِي مَحْضِي تَزِيدِي فِي أَسْنَةِ سَنَامِ لَمْ يَنْ عَدِ اللَّهُ سِ
 أَسْ سَالِئِي بَابِ عَبْدِ اللَّهِ اسْ عَمْرِي كَيْهْشَك
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُتھاتے ایسے دونوں
 ہاتھوں کو جب شروع کرتے نماز اور رکوع جاتے وقت
 اور رکوع سے مر اُتھاتے وقت ﴿تَبَّ ابُو حَنِفَةَ﴾
 کہاحد ثمالحماد عن ابراہیم عن علقمہ والاسود عن
 عبد اللہ بن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان
 لا یرفع یدیه الا عندا افتتاح الصلوة ثم لا یعود بشئ

مِنْ ذَٰلِكَ حَدِيثٌ رَوَايَتُ كُنِي بِهَمْسٍ حَمَادٌ فِي أُسْنِ
 سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ أُسْنِ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ اَوْ رِاسُوْدَ
 وَوَلَدُوْنَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ اِبْنِ سَبُوْدَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ
 صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَهُ اَيْتُهُ وَوَلَدُوْنَ اَتَتْهُ مَبْغَرُ
 نَمَازِ كَيْ مَشْرُوعٌ كَرْتِي دَقْتُ پَہَرِ كُنِي اَرْكَانِ مِیْنِ یَہ
 فَعْلٌ نَكْرَتِي ﴿ تَبْ اَوْ زَا عَمِي لِي كَمَا كَرْتِي رَوَايَتُ
 كَرْتِي اَبُوْنَ زَهْرِي سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ اَوْ رِ
 تُو اُسْكَ مَقَابِلِہ مِیْنِ رَوَايَتُ كَرْتِي حَمَادٌ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ
 وَوَلَدُوْنَ اِبْرَاهِيمَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ اَوْ رِاسُوْدَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ
 وَاسْطُوْنَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ اِبْنِ اِبْرَاهِيمَ اَوْ رِاسُوْدَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ
 ہي اَوْ رِاسُوْدَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ اِبْنِ اِبْرَاهِيمَ اَوْ رِاسُوْدَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ
 اِبْنِ اِبْرَاهِيمَ اِبْنِ اِبْرَاهِيمَ اَوْ رِاسُوْدَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ اِبْنِ اِبْرَاهِيمَ
 نَكْرَتِي كَمَا كَرْتِي اِبْرَاهِيمَ اِبْنِ اِبْرَاهِيمَ اَوْ رِاسُوْدَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ
 ہي زَا عَمِي سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ اِبْنِ اِبْرَاهِيمَ اَوْ رِاسُوْدَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ
 فَعْلٌ ہي اَوْ رِاسُوْدَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ اِبْنِ اِبْرَاهِيمَ اَوْ رِاسُوْدَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ
 حَمَادٌ اِبْنِ عَمَرٍ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ اِبْنِ اِبْرَاهِيمَ اَوْ رِاسُوْدَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ
 فَضِيلَتُ عَمَادِیَّتِ كُنِي حَاصِلٌ ہي اَوْ رِاسُوْدَ كُو بَہی اِبْرَاهِيمَ
 غَبْرَتِي فَضِيلَتِي دِي ہي اَوْ رِاسُوْدَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ اِبْنِ اِبْرَاهِيمَ اَوْ رِاسُوْدَ سَنَابِرِ اِبْرَاهِيمَ
 ہي اَبُوْنَ كَمَا كَرْتِي تَعْرِیْفُ كَرْتِي كَرْتِي اَبُوْنَ كَرْتِي اَبُوْنَ كَرْتِي

فقہ میں اور حضرت زین العابدینؑ کی زانو کی مین مشہور ہوئی اور
 یہی کہ حضرت زینؑ کے خادم تھے اور نہی فرمیں اور زکھن
 میں ہر وقت حاضر رہتے تھے۔ غرض اور زینؑ نے اپنی
 حدیث کو ترجیح دے عینہ کے نزدیک ہوئے تھے
 اور ابو حنیفہؒ نے اپنی حدیث کو ترجیح دے اور زینؑ
 کے لقب ہوئے اسے اور ابو حنیفہؒ کا مذہب نہیں اپنی
 حیثیت کے اصول فقہ میں پھر رہی اور رہا یہ میں جو
 ہدایہ کی تشریح کیا کہ عبد اللہ ابن زبیرؓ نے روایت
 کی کہ عبد اللہ ابن زبیرؓ نے ایک مرد کو دیکھا کہ
 وہ مسجد حرام میں نماز پڑھتا تھا اور اوپر اٹھتا تھا
 اپنے زانو سے گھونٹ کر کوٹھ جائیے وقت اور
 کوٹھ اسے سر اٹھاتے وقت نب کہا عبد اللہ
 ابن زبیرؓ نے اس بات کو کہ ایک عہد میں کہ کیا اسکو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اس کے کہ
 کیا یعنی یہ حکم ادا میں تھا پھر منسوخ ہوا اور کہا
 ابن مسعودؓ نے اٹھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ہم لوگوں نے بھی اٹھایا اور زبیرؓ کہا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں نے بھی یہ کیا اور
 ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ

ہشتر و مبشرہ نہیں اُٹھاتے تھے ہاتھوں کر مگر نماز
 کے شروع میں ﷺ تو جنب مجاہد نے ابن عمر کا جس نے حدیث
 رفع یدین کی امام شافعی کے نزدیک روایت
 ہی اُنہیں حدیث کے برخلاف عمل کرتا تھا روایت
 کیا اور کہا کہ میں نے برسون ابن عمر کے سامنے نماز پر بھی
 اور ہرگز نہ دیکھا کہ اُنھوں نے رفع یدین کیا مگر
 نماز کے شروع کرتے وقت تب رفع یدین کئی حدیثیں
 پر عمل کرتا تھا قطہ ہوا اے ابو اسبیطہ کہ اُنھوں نے حدیث
 میں مقرر ہے کہ جب ہر اوی اپنی روایت کے برخلاف
 عمل کرنے تب اُنہیں روایت پر چھان کر بنا تھا قطہ
 ہو یہاں تک نہایت کا مضمون تمام ہوا اور جو اُنھوں نے
 حوالہ کے خواص میں لکھا ہے کہ ابن عمر کی پیروی
 کر کے چند روز رفع یدین کیا تو اُس کے یہی معنی کہ اُنکی
 روایت پر عمل کر کے رفع یدین کیا تو یہاں کا مضمون
 اُنکے خلاف نہوا ابن عمر کا رفع یدین روایت کرتا تو
 یہاں بھی موجود ہے ﷺ محدث رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اب
 معلوم ہو کہ اخبار اور آثار رفع اور عدم رفع کے دونوں
 طرف ثابت ہیں اور بہت سے لوگ صحابہ اہل
 تابعین میں سے خصوصاً ابن مسعود اور اُنکے تابعین

ورم رقیع کہنی طرقتہ پہن تو لایمش پات سے اور کچھ
 خیال میں نہیں آتا مگر یہی کہ یہ بات کہیں کہ آن حضرت
 دہلی ایسہ جایہ و عیلم سے مختلف و فہون میں و لو تو فعل
 ظاہر ہوئے بعد اُمت پر آسانی کیواسطیہ کیھی حضرت
 نے و تو فعل کیا اور کبھی یہ جیسا کہ اسکا مذکور اور پر
 بخوانی ناگزیر چکا اور چونکہ و لم اور فقہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا
 اور جیسے انکی عین اسم این سے ہو و رضی اللہ عنہ اور
 اُنکے تلمیذوں تک پہنچتی تھی اور اطرقتہ ابن مسعود کا
 عدم ازرقیع ہی۔ بل اسرار سنیہ مذہب جزیہ میں شامل کیا
 طریقہ بخانی ہی تھا۔ اور وہی عقیدت تھی اور
 رہا مرقعے کے مذہب کے راویا کلاما علی قدر کفایت
 نہیں کہنے پہن لہذا فرماتے ہیں کہ حکم بدفع کا جسے اسواج
 ہی اور جسے اسحر کہی تھیں کہ موقوفہ بنت دفع بدین
 کے ارشاد ہی ہیں اور کیا یہاں کو بعد از حوالہ الیہ صلی اللہ علیہ
 و آلہ وسلم کے الیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلافت عین الکبار تو ظاہر
 ہوا کہ جو ان سے دفع بدین کا منسوخ ہی۔ بل و جو و کہ
 بالمش یا تب میں بہت ہی ہستی و روایتیں اور حدیثیں
 موجود ہیں سو اللہ اعلم علیہم السلام بسبب مشنوں کے
 رکھنے سے ابھی غرض ہی کہ ہائیر تحقیق کے کوئی شخص

و کتاب پر تھ کے یا کسی سے سب کے مجتہدوں کی
تقاضہ بخمورے اور انکی روایت کو ضعیف نہائیے
ان کو اسد ظلم دے وہ حدیث قرآن سے مفتہ جنی
مستلو کو مایا کرنے اور تحقیق میں رہ کر تحقیق کرتے گا
نواب نے اور حقیقت میں چار و اماموں میں سے جسکی تقاضہ
کر دیا، قرآن حدیث پر عمل کرنا تھڑیگا کیونکہ مجتہدوں
کی تقاضہ جو کرتے ہیں تو انکو قرآن حدیث والا لہجہ
کے کرتے ہیں اور انکو سناڑنے عالموں کی گواہی
میں ثابت ہو آئی کہ مجتہد ابو گلاب قرآن و حدیث پر
عمل کرتے تھے اور انسی سے اجتہاد کرنے کے مسئلے انکا اپنے
تھے اور انکی تحقیق ہمارے تحقیق سے کہیں برتری تھی اور
انکی نیت بخیر تھی اور وہ سب حدیث قرآن پر چنگل
ناتے تھے جیسا کہ یاسی رفیع یدین کے مصنفین کو خیال کرو
کہ ازراعی رحمہ اللہ نے بھی اپنی پاک نیت سے حدیث
پر چنگل مارا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بھی اپنی پاک
نیت سے حدیث پر چنگل مارا و انو سبیدھی رہا پر
تھے مگر بعد سب تحقیق کے جہاں اہم سیان ہو چکا یہ
ثابت ہوا کہ رفیع یدین نے والے کو نہیں پہنچتا
کہ اپنے فعل کو ترک کرے کیونکہ اس فعل میں

کمالِ ثروت پائی گئی باقی رہا یہ کہ شافعی مذہب پر طعن بھی
 نہیں پہنچتا اُنکو جو حدیث پہنچی اُس پر عمل کرنے
 ہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو دو حدیث پہنچی۔ جس میں
 ثروت پاپا اُس پر عمل کیا اسی واسطے ہم لوگ چ
 جینے مذہب ہیں عدم رفع کی حدیث پر عمل کرنے
 ہیں اور اب اس بات کو سوچا جائے کہ جب ابو حنیفہ
 رحمہ اللہ نے اوزاعی رحمہ اللہ کے مقابلہ میں عدم رفع
 کی حدیث کو ترجیح دی اور پھر اوزاعی نے اُنکے قول کو
 روکیا تو اب دو مراکون ہیں جو اُنکے قول کو رد کرے
 ہاں کہ ابن عمر کا فعل بھی ابو حنیفہ کے مذہب کو قوت
 دیتا ہے تو جب ابن سب و اہلہ و ان سے جو رد کو رہو ہیں
 ثابت ہوا کہ عدم رفع کو ترجیح ہی ابو حنیفہ کا
 آخری فعل یہی معلوم ہوتا ہے اُس پر عمل کرنا
 مناسب ہوا۔ پانچواں شبہ ہوا کہ اس سے کہنے ہیں کہ فقہ
 مکنی کتابوں میں ہر مسئلہ کی سید کہاں ابو حنیفہ کے
 پہنچانے ہیں وہم اُس کا اعتبار کریں اگر کاپیش
 ابو حنیفہ تک اُسکی سند ملے تو ہم اُس پر عمل
 کریں۔ اس شبہ کا تین جواب ہی اول یہ ہے
 کہ ہم کو کس طرح معلوم ہوتا کہ بخاری مسلم وغیرہ

چھ بیٹ کی گناہیں صحیح ہیں کیونکہ ان گناہوں کے
 مصنف کو دیکھا نہیں آخراپنے اُستادوں اور
 سبکدوٰں عالموں سے سنکے معلوم کیا کہ یہ گناہیں
 صحیح ہیں اور انہیں بزرگوں سے سنکے معلوم
 کیا کہ ہذا یہ شرح و قایہ وغیرہ کتاب میں فقہ کی صحیح
 ہیں تو اگر ان بزرگوں کو جھوٹا جائیں تو چھ بیٹ
 کی گناہوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں اور اس
 بات کی کوئی دلیل نہیں پانے کہ اپنے اُستادوں اور
 عالموں کو چھ بیٹ کی کتاب کے صحیح کہنے میں
 جانیں اور فقہ کی کتاب کے صحیح کہنے میں جھوٹا جائیں
 بلکہ ایسا مذہب رکھنے والا تو قرآن سے بھی مجرّم
 رہے گا اور اُس کے سچ ہونے میں بھی شبہ نہ رہے گا
 کیونکہ قرآن کا کلام ابد ہوتا بھی حضرت کے وقت سے
 آج تک پشواؤں سے سننے آتے ہیں اور انہیں
 پشواؤں سے سننے آتے ہیں کہ چھ بیٹ اور فقہ
 کی کتابیں جو اہل سنت و جماعت کے مذہب
 موافق ہیں صحیح ہیں تو جب ان پشواؤں کو جھوٹا
 جاتا تو قرآن سے بھی منکر ہوئے اور جو وہ پشوا
 سمجھے ہیں تو قرآن چھ بیٹ فقہ سب سچ ہی سو ہم

فو ان پشواؤن کو بچا جاتے ہیں اس لئے مذہب
 والے جاہل اور اُنکا کام و دھرم ہے کہ ہر علم کا علموں
 کے نزدیک ایک طریقہ مقیم رہی حدیث کی کتابوں میں تو
 سند ذکر کرتے ہیں اور ہر نفس پر اور فقہ میں سند
 میں ذکر کرتے اور اس میں طریقہ ہر آج تک سوا اسے
 لئے مذہب والوں نے کسی نے اعتراض کیا بلکہ سوا
 اعظم اور مسلمانوں کی جماعت نے اس طریقہ
 کو پسند کیا ہی اور اس طریقہ کو قبول کیا سو جسکو
 جماعت سے اچھوٹا ہو وہ ان خلافاتوں کو جس نے
 سرے پہرے کہ جسکو حدیث میں داخل ہو اور وہ
 فقہی مسائل کو حدیث سے ملا دیے تو خود حدیث
 ان مسائل کے سچ ہونے کی گواہی دینی تھی ✽ غیر
 معلوم ہوا کہ سب لوگ درجہ قرآن حدیث کو بھٹی مٹا یا
 جاتے ہیں فقہ اور تفسیر کو کھل کے اور قرآن حدیث کو
 چھپے چھپے دیا اس لئے ✽ اس لئے اس
 پر لائے اور ان کے واسطے سے بچاویں ہیں
 ہی کہ محل اعتدال میں نہ ہا کرے ✽ اس
 حاضر نے یہی ہیں حضرت مولانا عیدالاسی رحمہ اللہ سے
 ہو چھا کہ ہم کبہر میں کریں اور کس امام کی تقلید

ہیں نجات ہی فرمایا فقہ پر عمل کرو اور چار و اماموں
 میں سے جسکی تقلید پر کوئی مرگیا نجات ہی ۞ اور بریلی میں
 اپنے مرشد حضرت سید احمد اودام اللہ بڑکاتہ سے
 پوچھا کہ کبہر غبن کزین آچند نے فرمایا کہ فقہ کئی مدتوں
 کتابوں پر مثال حدیث متواتر کے اُنکھہ موند سے عمل
 کیا کرنا اور فتاویٰ کو تحقیق کر لینا کیونکہ اُس میں نرم
 گرم سب طرح کی روایتیں لائے ہیں ۞ اور یہی بات
 حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت
 شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہما اللہ وغیرہ ظہانی
 دین کے تصنیفات سے صاف ظاہر ہے ۞ چھ سچان مشاہدہ
 عوام کے سامنے کہتے ہیں کہ اُنکو سید صاحب سے
 اعتقاد نہیں ہے سید صاحب کے طریقہ کے خلاف
 ہیں سو اسکا جو ایک لہم کیا دین اتنا سنا کہتے ہیں کہ المومنین
 یقیم علی انفسہ یعنی آدمی جیسا آپ ہوتا ہے ویسا
 دوسرے کو بھی سمجھتا ہے سبحان اللہ مرشد کے طریقہ کے خلاف
 طریقہ اُنکا ہوا اور اعتقاد ہمارا اگر بے مرشد و خفی
 ہوا اور آپ خفی ہوئے ہیں انکار کہ میں مرشد نے
 ہندوستان سے ولایت تک تمام لوگوں کو یہ سبق
 کیا اور ان لوگوں نے جماعت میں تقریر و اہل و عیال دیا

مرشد کے مرشد حضرت شاہ عبد الباقی بن محمد رحمہ اللہ کے
فتویٰ مد ظلعن و سہ کریں اور اعتقاد ہمارا بیکہ ہے ﴿﴾
اس بات کے ہزاروں مسلمان بھائی گواہ ہیں
کہ جو مذہب ہمارا اول سے تھا وہی آج تک ہی رہا
معلوم نہیں کہ ہم سے کیا تصور دیکھا جو ایسی بات
کہتے ہیں شاید ہی تصور ہو گا کہ ہم اپنے قدیم مذہب
پر قائم رہے اور کسی نیاوان کے کہنے سے بنیاد کا پایہ
پھوڑا ﴿﴾ اور التعمید کہ اپنے مرشد حضرت امیر
المومنین سید احمد اوام اہد برکاتہ کو مقلد اور حنفی
مذہب پایا اور ان کے مرشد حضرت مولانا شاہ عبد
العزیز محدث دہلوی اور ان کے مرشد اور والد
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہما اللہ کو بھی مقلد
اور حنفی مذہب پایا جو کوئی چاہے ان بزرگوں کے
تصنیفات کو دیکھ لے کہ عقد راہنی تصنیفات میں
تاکید تقلید کی فرمایا ہے جیسا کہ دو نو تبر رگوں کئی
تصنیفات سے ہم اس بات کو اوپر لکھ چکے ہیں
ایک قائمہ عظیم لکھی ہے ﴿﴾ اسکو سنو ﴿﴾ قائمہ
عظیم اجہاؤ اور تقلید کے بیان میں جب یہ زوال
تمام ہوا چکاتھا ایک رسالہ عربی زبان میں حضرت

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے تصنیفات
 سے جسکا نام عقلاً لَیْسَ فِی احْکَامِ الْاِجْتِهَادِ وَالتَّقْلِیْدِ
 ہی مدد جیسی سے ہاتھ لگا سوا اس رسالہ کو جو دیکھا
 تو ایسا معلوم ہوا کہ قوت الایمان اُنسیکی شرح ہی
 اگر یہ رسالہ پہلے سے ملتا تو اُنسیکا ترجمہ کرتا یہ نہ ہمت
 کے رو کو کفایت کرتا تھا شو بکت کے واسطے
 دو ایک مسئلے اُس رسالہ متبرکہ کے خلاصہ کر کے مختصر
 اس کتاب میں سمجھے سے داخل کیا کہ جو لوگ
 اس گمراہی کے معتقد ہیں اُنکو سوائے قبول
 کریمکے چارہ ہو مسئلہ محدث رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ
 مجہد وہ شخص ہی کہ خمسین پانچ قسم کے علم جمع
 ہوں علم کتاب اللہ عز و جل کا اور علم سنت رسول
 اللہ علی اللہ علیہ وسلم کا اور علم عامی حلفت کے قول کا
 کہ کس بات میں اُن سب نے اجماع کیا ہی اور کس
 بات میں خلاف کیا ہی اور علم لغت کا اور علم قیاس
 کا اور قیاس اُسکو کہتے ہیں کہ حقوق کوئی حکم قرآن
 اور حدیث اور اجماع سے صاف صاف اور کھلا کھلا
 بناوئے تب اُس حکم کو قرآن اور حدیث سے قیاس
 کر کے نکالے ﴿نواب واجب ہی قرآن کے علم میں سے

اِن تیرہ باتوں کا جانا نا سنا سننا سوچ سمجھنا
 مفسر خاص عام محکم منشا بہ کراہت
 تحریم اباحت مذہب وجوب (رف) اِن
 الفاظوں کی تفسیر اِس مقام میں طول کے خوف
 سے نہیں کر سکتے عالم ہو گا تو اَموال فقہ سے معلوم کرے گا
 اور عوام کی واسطے چند اِن ضروریات میں
 میں واجب ہی اِن تیرہ چیزوں کا جانا اور سمجھنا
 ضعیف سند مرسل کا بھی اور ترتیب کتاب کی سنت
 پر اور ترتیب سنت کی کتاب پر یعنی دونوں
 کے رہنے کا نگاہ رکھنا اور اُن کے حکم کو موافق کر دینا
 جس میں اِس بات کو کوئی ایسی حدیث یا روایت نہ ہو
 ظاہر میں قرآن کے موافق ہو اور پھر حکم مجاہدین
 اور چھ حدیث نبوی تو ایسی ہوتی ہیں بلکہ حدیث
 قرآن کے مفسرین کو کھول دیتی ہے اور اُس کے
 مخالفین ہوتی ہیں اور اِن سب چیزوں کا کتاب
 اُن آیت حدیث میں جو اِجکامہ شرح میں وارد ہیں
 واجب ہی اور قصہ اول و اخبار اول و عیسیٰ کے طریق
 پر جو آیت حدیث میں ان میں اِن چیزوں کا جانا
 واجب نہیں ہے اور اِسی طرح واجب ہی اِس قدر

عالم لغت کا جاتا بخیر لغتیں اُن آیت حدیثوں
 میں آئی ہیں جو احکام شرع میں وارد ہیں عرب کی
 ماری لغتوں کا جانا واجب نہیں ہے اور لغت میں
 اس قدر دخل چاہیے جس میں کلام عرب کے مطلب
 کو دریافت کر سکے اور مقام اور احوال کا اختلاف
 سمجھ سکے کیونکہ اللہ رسول نے عربی زبان میں حکم فرمایا
 ہے سو جو کوئی اس زبان کو نہ جانے گا سو شرع کے احکام
 سے نہ واقف ہو گا ﴿ اور صحابہ اور تابعین کے قول
 سے جو احکام شرع میں وارد ہیں اور فقہاء ائمہ
 کے معتبر قول سے جو فتویٰ میں وارد ہیں واقف
 ہو نا واجب ہے تاکہ اس شخص کا حکم اُن لوگوں
 کے قول کے مخالفت نہ پڑے اور اُن کے قول کی
 مخالفت کرنا اجماع سے خلاف کرنا ہے جس جب کسی
 شخص نے اُن سب باتوں کو بخوبی جان لیا وقت و
 مجتہد ہے ﴿ اور یہ شرط نہیں ہے کہ صحابہ اور تابعین کے
 ماری قول سے واقف ہو کہ اُن کا کوئی قول چھوٹے
 پناوے ﴿ اور جب اُن باتوں سے واقف ہو تب
 اُس کو تشاہد کے سوا کوئی راہ نہیں ﴿ اور اگر وہ
 اگرچہ قدیم اماموں میں سے کسی امام کے مذہب میں مستحکم ہو

یعنی اُسے خرب و واقف ہو مگر اُسکو اجتہاد کرنا اور اپنی اجتہاد سے
 قوی دینا نہیں پہنچتا اور جب کسی شخص میں بڑے سبب
 عالم جو مذکور ہوئے جمع ہوں اور وہ شخص خواہش
 بھائی اور پردہ عیون سے کنارہ کر نیوالا اور منہ
 ہو اور گناہ کبیرہ سے پرہیز کر نیوالا ہو اور صغیرہ
 گناہ پر ہیبت نہ کرتا ہو تو اُسکو درست ہے کہ شرع
 میں اپنی اجتہاد اور قوی موافق حکم کرے اور جس
 شخص میں یہ سب شرطیں نہ جمع ہوں تو اُسکو
 واجب ہے تقلید مجتہد کی نئے حادثوں میں جو درپیش
 آویں ﴿الحمد للہ﴾ کہ اوپر جو ہم سب باتیں لکھ چکے
 ہیں سب اس رسالہ کے موافق تھیں میں مسئلہ
 پھر آگے محدث رجحان اس باب میں جو چارہ
 مذہب کی تقلید میں اور اُس کے چھوڑنے اور اُسے
 خارج ہونے کی ملامت میں لکھا ہی فرماتے ہیں چنانچہ
 کہ چارہ مذہب میں سے کسی مذہب کے اختیار کرنے
 میں برتری مصلحت ہی اور ان چارہ سے بہتہ مورتے
 میں برترے فیما بین ہیں اور ہم اس فیاد کنی
 دلیل کوئی وجہ سے بیان کرتے ہیں ﴿بہلہ و جہلہ﴾ کہ
 اُمت نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ مسلمان

لوگ شرع کے پہچانتے ہیں اعتماد اور بھروسہ کیا کہ ہیں
 صریح پر یعنی قدیم بزرگوں پر جس طرح تابعین سے
 اعتماد کیا اس سے بات میں صحابہ پر اور تابعین تابعین
 نے اعتماد کیا تابعین پر اور اس طرح سے ہر طبقہ میں
 یعنی ہر زمانے میں فالسہوں نے اعتماد کیا ان لوگوں پر
 جو ان کے پہلے تھے اور اس سے بات کی خوبی عقل میں
 نہیں آتی ہی کیونکہ شریعت میں پہچانی جاتی مگر قدیم
 بزرگوں کی نقل سے یعنی ان کی روایت سے اور
 انھیں کی روایت سے اپنا مسئلہ نکالنے سے اور نقل
 یعنی روایت قدیم میں ثابت ہوتی ہی مگر اس طرح
 سے کہ ہر زمانے کے لوگ اپنے پہلے بزرگوں کی
 روایت کو قبول کریں اس طرح ہر کہ ایک سے
 ایک سے چلے آویں اور مسئلہ نکالنے میں ضرور
 ہی کہ قدیم لوگوں کے مذہب سے واقف ہو جس میں
 ان کے قول کے خلاف نہ پڑے اور اجماع سمجھوتے اور چاہیے کہ
 قدیم بزرگوں کے مذہب سے مسئلہ نکالے اور مسئلہ
 نکالنے میں مدد لیوے ان بزرگوں سے جو اس کے پہلے گذرے
 ہیں کیونکہ جیسے ہنر پیش مثل صرغ اور نجو اور طب اور شعر
 اور لہو نوار ہیں اور ہر ہنر گری وغیرہ کے سو کسی کو نہیں

حاصل ہوتے مگر اس میں امر و نہی کسی حد نہ تھی
 اور بغیر اس سے کیا کہے۔ ان ہندوؤں کا حاصل ہونا
 بہت نامور اور اکیلا تھا اگرچہ اس کا حاصل ہونا
 عقل میں آتا ہی مگر کبھی ایسا ہوا نہیں اور جس
 قدیم رازگوں کے قول پر اعتماد کرنا شرح میں مقصود
 ہوا کہ اسے ضرور بھی کہ جس کے قول پر ہم اعتماد کر لیں
 اس کا قول صحیح سمجھتے۔ زواجیت ہوا اور مشہور
 کتاؤں میں پایا جاوے اور جس مسئلے میں کوئی مسئلہ
 ہو سکے ہیں اس میں سے جس سے کو اسے قبول کرنا
 کیا ہوا اور جو کہیں اسے عام میں سے خاص مسئلہ
 نکالا ہو یا کہیں مطلق کو اسے مقید کیا ہو تو اس کے
 قول میں قوت ہو اور اس مسئلے کا سبب ظاہر
 ہو۔ عام خاص مطابق مقید و غیرہ باتوں کی شرح کرنا طول
 ہی اصول فقہ کی کتابوں میں موجود ہی خلاصہ یہ کہ
 اس کا قول اصول فقہ کے متاخذین کے موافق ہو
 اور جس کا قول ایسا ہو تو وہ احماؤں کے قابل نہیں ہی
 اور اس میں آخری زمانے میں ایسا مذہب جس میں کہ
 یہ سب شرطیں پائی جاوے اور قابل اعتماد کے ہو سوا ہے
 چار و انداز ہے یعنی حنفی مالکی شافعی حنبلی کے کوئی نہیں ہی

انوار اگر چار و مذہب کے سوا اے مذہب ہی بھی تو
 امامیہ اور زیدیہ کا سو وہ بدعتی لوگوں کا مذہب ہی
 جو انکا قبول تو اعتبار کے قابل ہی نہیں ❀ اور دوسری وجہ
 یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
 پیروی کرو تم سوا د ا عظم کی سوجب یہہ باعث ہی کہ
 جتنے مذہب حق تھے سب سب موقوف ہوئے بلکہ یہی چار تو
 مذہب باقی رہے ہیں اور سوا د ا عظم نے انکو قبول کیا ہے تو
 ان چار و مذہب کی پیروی کرنا سوا د ا عظم کی پیروی کرنا ہی
 اور ان چار و مذہب سے خارج ہونا سوا د ا عظم سے خارج
 ہونا ہی ❀ تیسری وجہ کا خلاصہ یہ ہے کہ آن حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ انور تابعین اور تبع تابعین کا
 زمانہ دور پہلا اب اثبات میں جیسا کہ اس ماہہ آیا ہے
 جیسا کہ اس کا ذکر ہم اب پہر بخوبی کر چکے تھے اب اسے
 وقت میں میرے عالموں اور ظالم قاضیوں اور
 نفس کے تابع مفتیوں کے قول پر اعتماد کرنا درست
 نہیں ان جن ظالمین محقق کو نور مبین کے کہ قرآن حدیث
 سے مسئلہ نکالنے میں صاف کے مذہب کو نگاہ رکھتے
 ہیں ان کے قول پر اعتماد کرین گے ❀ پھر آگے محدث
 محمد ابنہ نے ابن خرم کے قول کو جو اسے تقابیل کو حرام

کہا ہی اُنکی سب رلیاں سمیت نفل کرتے لکھا
 ہی کہ یہ بات اُسکے حق میں ہی کہ جسمیں اچھا و
 کی لیاقت ہی ﴿ پھر آگے بہت طویل تہذیب کے بعد
 محمدؐ نے لکھا ہی کہ جس شخص کو
 حضرت کے قرائے کا عالم نہ ہو اور حضرت کے محتاج
 قول کو تطبیق نہ دے سکتا ہو۔ اور نہ اُسے مسئلہ
 نکال سکتا ہو وہ اُس عالم کی ضروری لکھے جو
 دین سے غریب اور لغت ہو اور رسول اللہؐ و صلوات
 کے قرائے بموجب فتویٰ و بنا ہو بغرض محدث رحمہ
 اللہ نے تمام رسالہ میں طرح طرح کے بیان فرمایا ہی
 سب کا خیال ہی یہی ہے کہ جسمیں اچھا و کی لیاقت ہو
 وہ قرآن حدیث سے آپؐ کا لیے اور کسی
 کی تقلید کرنے اور جسمیں اچھا و کی لیاقت نہ ہو
 تقلید کرے اور یہ بھی اُس رسالہ سے بیان ہو چکا
 کہ اب اس میں آخری زمانے میں چار مذہب کے
 سوائے کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو جسکی تقلید کرنے
 تو اس صورت میں جو مجاہد نہ ہو اُنکو چلا و
 مذہب میں سے کسی کی تقلید واجب ہی ہے جو کوئی
 نہ اس تمام رسالہ کو دیکھے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ ہو

پہننے چاہئے لکھا ہی ہے۔ بات اُس کو تمام رسالہ سے
 ثابت ہو گئی اور ایسی مضمون کو قوت الایمان
 نہیں ہمنے طرح طرح سے بیان کیا ہی ہے * ایک بات
 برائے فائدہ کی ہی اُس کو یاد رکھنا چاہئے وہ یہ ہے
 کہ اوپر جو پہلے سوال کے جواب میں حضرت شاہ
 عبد العزیز رحمہ اللہ کی عبارت لکھا ہی کہ تین وجہ
 سے دو عمرے امام کے مذہب پر عمل کرے تو درست
 ہی ہے * لیکن اس غیثون وجہ میں دوسری شرط یہ
 بھی ہے کہ ملتہق نہ ہو جاوے ملتہق معنی کثرت میں
 وودرز یاد و بات کو آپس میں ملانا اور یہاں یہ
 مراد ہی کہ دو نو مذہب کے مل جانے کے سبب سے
 ایسی صورت پیدا ہو جاوے جو دو نو مذہب
 میں ناز و اہو جس طرح سے قصہ لینے کو وضو کا تو رہے
 والا جانے پھر اُسی وضو سے امام کے ہاتھ ناز
 بغیر احمد پڑھے ادا کرتے کہ یہ ناز و دو نو مذہب
 میں درست نہ ہوئی * و قو تو حنفی مذہب بموجب
 درست نہ والا تو نماز شافعی مذہب بموجب نادرست
 ہوئی سو اس بات کی شرح فائدہ عظیمہ میں جو مضمون
 چاہی اُسے خوب ہی ہو گئی وہ مضمون یہ ہے کہ

خارجی و غیرہ نام نہایت میں نہ جانہ سے اور سواد اعظم
 گئی پر وئی جسکی حضرت علیؑ علیہ السلام نے ناکہ
 فرمائی ہی نہ چھوٹ جاوے اور اُسکے چھوٹے سے
 حضرت کنی نافرمانی میں نہ مگر قتارہ ہو جاوے سوا
 ہم لوگ سواد اعظم کی پیروی کیونچھو رہیں گے
 ہم تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لائے ہو تھا
 فائدہ بدعت کی برائی کے اعلان میں لایا مشکوٰۃ
 مضامین کے باب اعتصام بالکتاب و السنۃ کی تیسری
 فصل کی میں حدیثیں لکھ دیتے ہیں بدعت کی برائی
 ویر یاقت کرنے اور اُسے بچنے کو اسے قدر کفایت ہی اور
 بدعت کی تحقیق کہ بدعت ک کو کہتے ہیں دوسری
 ہدایت کے جو تھے فائدہ میں بخوبی لکھ چکے ہیں ہدایت
 روایت ہی غصیف ابن حارث ثمالی رضی اللہ عنہ
 سے انھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِلَا عَةَ الْأَرْفَعِ مِثْلَهَا مِنَ السَّنَةِ فَمُسْلِكٌ بِسَنَةِ
 خَيْرٌ مِنَ الْأَحْدَاثِ بِهَا عَةَ رَوَاهُ أَحْمَدُ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے نہیں نئی نکالی کسی قوم نے کوئی بدعت
 نہ کہ کر اُتھائی گئی ہند اُسکے سنت سے بعینہ اُس
 بدعت کے اندازے موافق اُن قوم میں سے سنت

اُٹھائی گئی تو جب بدعت کے نکالنے سے بہت
 اُتھ جاتی ہی تو معلوم ہوا کہ سنت کے قائم کرنے
 سے بدعت بھی مٹ جاوے گی سو چنگل مارنا سنت
 پر اگر جس قدر تری ہو بہتر ہی بدعت کے نکالنے سے
 اگرچہ وہ بدعت خبیثہ ہو یا مؤلستہ کہ سنت
 کی تابعداری سے نورانیہ اہو نامی داو زیدعت کی
 گمراہی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے مہلا یا غانہ پھرتے
 اور احتیاج کرنے کے واسطے آپ کو سنت کے موافق
 نگاہ رکھنا یا لنگ خانہ اور دھڑ باندھ کے بنانے سے ہتھ
 ہی کیونکہ سنت پر ہیں کرینو لاسنت کے واسطے
 نگاہ رکھنے کے سبب سے ناسد تعالیٰ کی نذر دیکھ کے
 مقام میں پہنچنا ہی اور سنت کا ترک کرینو والا
 اُس مقام سے گرہتا ہی یہ ترجمہ شرح عبدالحق
 وہابی رحمہ اللہ سے لکھا روایت کیا ایس حدیث
 کو امام احمد نے (ف) ایک محتاج شخص جس کو کچھ
 خیرات کا مقدور تھا سنت رسول اللہ علیہ وسلم
 کی سمجھ کر بن لکھو لکھو یا غانہ کو گیا اور ایک امیر
 شخص نے بن لکھو روئے فرج کر کے ہر مہلا یا لنگ خانہ
 بنا کر کیا تو ایس خود رست میں اُس بن لکھو دینے والے

نے بیشک اللہ کی رضا مندی کا کام کیا اور
 اُس کا عمل اللہ تعالیٰ کے جناب میں مقبول ہوا
 اور اُس پر رستہ بنائیوانے اگرچہ نیک کام کیا
 مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اُس کا عمل بیشک اللہ
 کے جناب میں مقبول ہوا بلکہ یہ کہیں گے کہ اللہ
 چاہے تو قبول کرے ﴿ ۱ ﴾ کسمین کچھ تک نہیں کہ جو
 شخص اللہ کے واسطے بہت خالص سے پاک مال
 خرچ کرے گا وہ اُس کا ثواب پاویگا مگر یہ کہ جس
 کام کی سند اللہ کے محبوب سے نہیں ثابت ہوئی
 اُس کے ثواب کو یقینی نہیں کہہ سکتے ہاں جس مقام
 میں خرچ کرنے کا حدیث قرآن میں ذکر ہے اُس
 مقام میں خرچ کرنے میں البتہ یقینی ثواب ہی ہے جس
 بات کو خوب یاد رکھنا چاہئے بھولے نہ پاوے ﴿ ۲ ﴾ دوسری
 حدیث روایت ہی حضرت کے اصحاب حسان ابن
 ثابت رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے کہا مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ
 بِلَا عَقَّةٍ فِي دِينِهِمُ الْاِتْرَاعَ مِنَ اللَّهِ مِنْ سَخْتِهِمْ مِمَّا لَمْ يَلْبِغُوا لَهَا
 اَلَيْهِمْ اَلْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ نہیں کسی لکالی
 کسی قوم نے کسی بدعت کو اپنے دین میں مگر کہ کھینچ لی
 اللہ تعالیٰ نے اُس بدعت میں سے جو اُن کے دین

میں بھی مثل اُس مدحت کے بھر دہرا کے نہیں
 جھجھکتا اُس سب سے کو اُن قوم کی طرف ثبات
 کے دس تک روایت کی اسکو وادہ می نے ❁
 تیسری حدیث روایت ہی ایسی ہے جس میں
 رحمہ اللہ سے جو تابعین ہیں کہ اُنھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَفَرٍ صَاحِبٍ يَلْمَعُ فَقَدْ أَعَانَ
 عَلَى صَلَاحِ الْإِسْلَامِ وَرَوَاهُ الْإِسْحَاقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ مَرْسَلًا
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ تعظیم
 اور توفیر کرے یہ حدیث والے کی سویشک مدد
 کرنا ہی وبراں کیے اور دہا ہے پر دین اسلام کے
 اس واسطے کہ مذمت کی تعظیم اور توفیر میں سنت
 کو ہانکی جائے اور اُسکی امت کرنا ہو تا ہی اور
 سنت کی امت کرنی اسلام کے گھر کو وبران
 کرنا ہی اسب طرح سے سنت کی توفیر اور
 تعظیم میں اسلام کے گھر کو آباد کرنا ہی سنت
 کی تعظیم اور رواج دینے کے سبب سے روایت
 کی اسکو ہمیشہ کے شعب الایمان میں بطریق
 ارسال کے (ف) مرسلا اُس حدیث کو کہنے
 ہیں جسکی سند میں تابعین کے بعد جو اصحاب کہ

راوی اُس حدیث کے ہیں اُنکا نام مذکور نہو مثلاً
 تابعی کہنے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور
 یہ تابعین لوگ جب کہتے ہیں کہ اُنکو کمال یقین
 ہو تا ہی کہ یہ بخلاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی
 اب اسماں کیونکہ لازم ہے کہ سنت کی پیروی
 کرے اور بدعت سے کنارہ گیری لایا لا الہ الا اللہ محمد
 رسول اللہ پر ایمان لانے کی یہی نشانی ہے جو تھی
 ہدایت اُن فریقوں کے رہو میں جو باوجود دعویٰ

کرنے مذہب سنت و جماعت کے مشایخ طریقت

کے ہاتھ پر بیعت توبہ کرنے کو بلاتے ہیں اور

ایسے ہدایت میں وقت گزرتے ہیں پہلا فائدہ بیعت

توبہ کے ہنگاموں کے سوال کے جواب میں پہلا سوال

اسماں کو بیعت کرنا کیا ضرور کیا پہلے سے وہ مسماں

ہیں ہی جو بیعت کرے اور توبہ کرنا مرشد کے پاس

جا کے کیا ضرور جب جائے تب آیت ہی توبہ کرے

اور فرض کیا کہ اگر کسی مشایخ کے پاس جا کے

توبہ کرے تو اُسکے ہاتھ پر اپنا ہتھ رکھنا کیا ضرور

زبان کا اقرار کفایت ہے جو اب یہ سوال مکرر ہوا

قرآن حدیث سے واقف نہیں ہی نہیں تو ایسا

بیخود ہوئی کا سوال کرنا ایک حدیث سے ثابت ہی کہ
 صحابہ لوگ کہیں۔ اجماع اور جہاد کو کوع واسطے اور
 نہ ہی اسلام کے اور کان بجالانے کے واسطے اور کہیں
 جہاد میں کفار کے مقابلہ میں ثابت ہونے اور پھر اس
 کی اس کے واسطے اور کہیں۔ سنت پر جنگل مارنے
 اور دعوت میں اکٹھے رہنے اور عداوت کی خوشامی
 پر کہیں کو واسطے بیعت کرے تھے سو چند لوگ اس سے مسلمان
 کاہن تھے اور بیعت کرتے تھے تو یہ جو آل اسب کا کہ
 مسلمان کو بیعت کرنا کیا ضرور کہاں ماوا لی ہی ﴿۱﴾
 مسلمان کے لئے بدعت ہو۔ کے سنت ہونے اور
 انھیں پکڑ کے بیعت کرنے کے بیان میں کچھ آیت
 حدیث لکھتے ہیں۔ انہیں مسلمان لوگ بیعت کے
 مسکرتوں کے کہتے ہیں وہ کھانا کھاؤ پس فرمایا
 صاحب نے چھپی میں سیپا راہ سورہ فتح میں
 ان اللہ رب العالمین یا یعون اللہ طیب اللہ فوق ایڈیو ج
 تحقیق جو لوگ ساتھ ملائے ہیں انہیں ابعیٰ بیعت کرنے
 ہیں یہاں تک کہ انھیں ہوا ہے اس کے ہیں یہی کہ اسے
 انھیں ملائے ہیں اس سے اس کا ساتھ ہو یہی ان کے ساتھ
 کے اس میں چھپی میں یہ عالم سے لکھا ہی کہ صحابہ رضی

ابنہ عنہم بیعت کر کے وقت پر شہرہ فلیح اللہ علیہ وسلم
کا ہاتھ پکارتے تھے اور اُس بیعت کے وقت صحابہ
کے ہاتھ پر ابنہ کا ہاتھ ہوتا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت
کا ہاتھ (وہ) صحابہ نے حدیث میں جو بیعت کیا اُن میں
بیعت کے ذکر میں یہی آیت اُتری تو اُن میں آیت
سے مسلمانوں کا بیعت کرنا باقی رہا کے حاجت ہوئی
اگر بیعت تو یہ آیت کے منکر افرقی شہرہ نکالیں اگر صحابہ نے
یہ بیعت چھوڑ کے واسطے کیا تھا تو اُن کے واسطے
وہ میری آیت لکھتے ہیں مگر بیعت کے وقت ہاتھ
ملا نا تو اُس آیت سے مقید رہا تو اس طرح
آیت یہ بھی فرمایا اللہ صاحب نے اُنہیں
سورہ فتح میں یا ایہا النبی اذا جاءك المؤمنات
یما یعنک علی ان لا یشوکن بالله شیئا ولا یردن
ولا یرنن ولا یقتلن اولادھن ولا یرنن یرنن
بین ایہن وارجلھن ولا یعصینک فی معروفا یعنن
واستغفر لھن اللہ ان اللہ غفور رحیم اُنہی نبی حب
آمین نیرنے ہا میں مسلمان غور رہیں بیعت کر کے
کو یعنی قبر ان کرنے کو اس پر کہ شریک نہ تھیں اور
اللہ کے مانجھ گ کو توبہ چوری گھر میں اولاد کا

گمیر میں اور اپنی اولاد نہ ماریں اور طوفان نہ لاویں
 پانہ ہو کر اپنے ہاتھوں اور پتا ہو میں یعنی اپنی طرف سے
 طوفان نہ لگائیں کہ حرام کے جسے لڑا کے پیدا کریں
 اور اپنے پتھر پر چھو تھ لگائیں کہ ایسی کے جسے ہیں
 اور نیری مٹکھی نہ کہیں کسی بھلے کام میں حیثیت سے
 شرط پر بیعت کریں تو بیعت کر آئیں اور قرار لے
 لے لے اور بھائی مانگ آئیں واسطے اللہ سے
 شک اپنے بخشے والا بھائی ہے ﴿تفسیر﴾
 حسینی میں لکھا ہے کہ حضرت عایشہ صدیقہ راضی اللہ
 عنہا نے کہا کہ بیعت کرنا آن حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کا جوڑ توں کیوں کیا تھا اور آن حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بے کسی عورت کو بیعت
 کسی اجنبی عورت کو نہ چھو ا اور ایک سوال ہے
 ہے کہ عورتوں اپنا ہاتھ بانی بھرے ہاتھ میں دالیں
 تھیں یہ بعد ایشیکے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اپنا ہاتھ سارے ایشیکے میں دالے اور قول
 جمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ
 اللہ نے لکھا ہے کہ عورتوں کو ایسی طرح بیعت
 کرے کہ مرشد کہہ رہا ایک طریقہ کا کار، ہمارے اوار

نوجو عورت بیعت کرتی ہی وہ دوسری طرف کا گناہ
 نہ کرے غرض اس سبب مضمون سے ثابت ہوا
 کہ ہاتھ پکڑنے کے بیعت کرنا سنت ہی یہاں تک کہ
 اجنبی عورت کا ہاتھ پکڑنا جو شرع میں منع ہی تو اُسکے
 قائم مقام یہاں نہیں ہاتھ دالنا حضرت نے مقرر کیا
 اور فرض کیا کہ عورتوں کو بیعت کرنا فقط زبان سے
 بھی کافی ہی تو کیا بیعت کے منکر فرقے عورت ہی
 ہیں۔ اسمیں کوئی مرد نہیں اور اگر مرد ہیں تو عورتوں
 کی مشابہت کی کیون خواہش کرتے ہیں اور ہاتھ
 ملا کے بیعت کرتے سے انکار کرتے ہیں کیا انکو معلوم
 نہیں کہ عورتوں کی مشابہت سے تو اللہ کی لعنت
 آتی ہی ﴿چلو خوب ہوائے پیرے پر لعنت پڑے دو﴾
 اب اگر بیعت کے منکر فرقے کہیں کہ یہ آیت تو
 عورتوں کی بیعت تو بہ کے بیان میں ہی مردوں کا
 بیعت تو بہ کرنا کہاں سے ثابت ہوا تو انکا جواب
 یہ ہی کہ کلام اللہ اور حدیث میں اکثر حکم عورتوں
 کے حق میں ہیں اور اسمیں مرد بھی داخل ہیں
 جس طرح ہی حکم ﴿اور کوئی حکم مردوں کے حق میں ہی
 اور اسمیں عورتیں بھی داخل ہیں جس طرح

موشوں کا حکم حضرت بطرخ سے بہت سے احکام ہیں • اور
 انہوں نے اس کے لاشیں مس آیت کے موافق حدیث
 میں حاکم لحدود کے ہیجوت توبہ کرنے کا ذکر بھی کیا
 یہ کہ طہارت میں یا پیش کی • نفست برنجی مسکوتہ مسما علی
 یمن کتاب اللعان کی انتہائی فصل میں جو لے لیا ہوا ہے خواہ
 یہ بھی ایسے ہیجوت سے زیادہ ہے کہ آیتوں کے کہہ قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجوہہ صابغہ من اصباغہ
 با یعونی علی ان لا یشرکوا یا اللہ شیئا ولا یشیرقوا
 ولا یزیدوا ولا یقتلوا اولادہم ولا یابوا بکلیان تفسروا
 میں آیت یکم اور ابرجیکم والا یعصوا فی عقر ویا فممن
 من فی امیکم فا جرد علی اللہ وامن اصبات من ذلک
 شیئا فممن قتلت الذنیا فممن کفارتہ وامن اصابت من
 ذلک شیئا تم سترنا اللہ علیہ فہو الی اللہ ان شاء عقی عنہ
 وان شاء عاقبنا فبایکنا علی ذلک متفق علیہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں
 کہ اگر وہ ایسے ایک جماعت میں بھی آئے انہما سے •
 لفظ عصابہ کا ترجمہ ہے لیکن جماعت میں ایک ہر بولنے
 میں یعنی جسے حضرت کے کہہ کر بہت سے اصحاب
 پہنچے تھے اسے قسب فرمایا ہو جیت کر وہ تم مجھے اور عہد

کہ وادرا قول باندھو مجھ سے اعلان میں مباہلت بیع
 سے ہی اور بیع ہونے کے بعد کسی کو جو باجوہ شخص
 کہ کسی کے ساتھ کوئی عہد کرتا ہی اور قول باندھنا
 ہی ہو وہ اپنی ذات کو یا کسی کے ساتھ بیعت ہی اور
 جس طرح سے بیع کرتے ہیں یا بیعت ہونے کے بعد
 اس طرح آپس میں قول باندھنے کے وقت بھی
 شرع میں غایت جاری ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ
 مباہلت کہو مجھ سے یا اس پر کہ ہر ایک مکر و اولد کے ساتھ
 کسی چیز کو اور جو کسی مکر و اولد کو مکر و اولد کو
 مکر و اولد کو جو کسی مکر و اولد کو مکر و اولد کو
 کسی تھی کہ اولاد کو فقیر ہی کے جو وقت سے مکر و اولد
 تھے اور طو خان یہ لکھو کہ جاننا ہو اس طو خان کو
 اپنے ساتھ یا یوں کے ساتھ یعنی اپنے وال سے طو خان
 باندھو آدمی کا ذل جو میں ہی لکھو یا یوں کے
 ویدھان میں اس کے ساتھ یہ لکھو کہ اولد
 بہتان اور طو خان ہی ہی کہ اس کے دل سے ہے
 بناو یہ اور جس پر طو خان لکھو کہ اس کے
 پاکت ہو اور یہ لکھو کہ اس کے دل سے ہے
 تو فاکر سے لکھو کہ اس کے دل سے ہے

ہو، تو مرید و امیری و رستگاری سے چر ہی مگر اپنے فضل سے
 رستگاری کا ثواب تو بگاڑ دیتے۔ کہلی زبان گناہوں میں
 لئے، کوئی چیز اس لئے کہ اس کے بھڑکنا اب کیا گیا
 اس کے ساتھ ساتھ لیا میں یعنی اس کا گناہ اور اس کا گناہ
 اور اس کے گناہ پر تو وہ خدا اب کہنا کہ خدا ہی اس کے
 لئے، اور جس نے کہلی زبان گناہوں میں لئے کوئی چیز بھڑ
 چھپا، یا اس کو خدا سے لے کر اس سے بھڑکنا اس کے لئے،
 ظاہر نہیں اور اس سے بھڑکنا اس کے لئے، یا اس کے لئے،
 راغبنا ہی اگر چاہے بھارت کی ہے یا اس کے لئے، یا اس کے لئے،
 کہ اس کے لئے، اگر چاہے خدا اب کہتے اس کو، و تب بھڑ
 بیعت کی ہے، یوں گونے اور بھارت کی ہے، یا اس کے لئے،
 نے حضرت کے ساتھ، یا اس کے لئے، یا اس کے لئے،
 کو بخاری سے سلام دیوئے روایت کیا، اور مشکوٰۃ
 میں بھی نہیں کیا، یا اس کے لئے، یا اس کے لئے،
 خاص سے یہ روایت ہے کہ اس کے لئے، یا اس کے لئے،
 صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَقُلْتُ اَبَسْتُ یٰمُحَمَّدُ فَلَا بُأَیُّکَ فَبَسَطَ
 مِجْنِیہَ فَقَبَضْتُ یَدَیَّ فَقَالَ اَمَّا لَکَ یَا حَمْرٌ وَقُلْتُ اَرَدْتُ
 اَنْ اَشْتَرِ طَوَالَ کَشْتَرِطَ مَا دَا قُلْتُ اَنْ یَغْفَرَ لَیْ قَالَ
 اَمَّا عَلَیْکَ یَا عَمْرٌ وَاِنَّ الْاِسْلَامَ یَمْلَأُ مَا کَانَ فِیْہِ وَلَیْسَ الْخِیَرَةُ

تَهُلَامَ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَإِنَّا لَنَجْعَلُ لَكَ قَبْلَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
آپا میں نے یہی سنا ہے کہ علیؑ نے کہا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ
کیا میں نے یہی سنا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ
میں نے یہی سنا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ
میں نے یہی سنا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ
کیا میں نے یہی سنا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ
از اوہ کیا میں نے یہی سنا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ
عرض کیا میں نے یہی سنا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ
میں نے یہی سنا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ
ہی عمرو کہ تحقیق یہاں ہو گا اگر ادبنا ہی ان گناہوں
کو جو تھے پہلے اس کے لہذا وہ جیسا کہ ہے بھرت کرنا منظور
ہو ارا حرب سے بھاگ کر کے و از اسلام میں چلنا اگر ادبنا ہی
ان گناہوں کو جو تھے پہلے اس کے اوسبب تک پہنچا اگر ادبنا ہی ان
گناہوں کو جو تھے پہلے اس کے روایت کیا ہے اسکو مسلم نے ۱۰۰
حدیث سے بنا کر معلوم ہو گا کہ صحابہ لوگ حضرت کے
یا تھہ ہر بیعت کرتے تھے اور حضرت بیعت کرتے تھے کہ
و اس علیؑ نے اپنا سوا لہذا تھا کہ میں نے یہی سنا ہے کہ میں نے یہی سنا ہے کہ
اس قدر بیعت تھو بہ ثابت ہوئے کہی کیفیت کہ تہا ہی
نویا وہ لکھنا طوال ہی اور دفعہ لکھنا ہر میں ۱۰۰ معارج

عطا ید کایمان فقہ ہیں کہ ان ہی آخر اسکا بیان علم کلام میں بھی ہفتہ
 اگر علم کلام کی حیثیت سے مانیں تو اللہ اور فرشتے اور کتابوں
 اور راہبوں اور رقیعات کے دن پر اور اس صہ پر کہ
 نیکی بدی کی تقدیر اللہ سے ہی کس طرح ایمان والا وہیں
 لاف و طعن جاتوں ہر ایمان والا وہیں تو اللہ علم جسے خارج
 ہوں اور راجع وہ یا کہی عطا وقت ہر کس طرح ایمان والا وہیں
 کیونکہ علم کلام ایمان بھی علم کلام نہیں ہے فقہ میں نہیں
 ہی اگر علم کلام کو چاہیں تو پھر راجع فیضی نہایت ہے اور
 فقہ پر قرآن کی بھی فقہ میں نہیں ہے تو اسے بھی
 محمد و محمد اہل اور حضرات کے متبع رہے اور ہر راجع کا
 بیان بھی فقہ میں نہیں ہے بالکل اسکا بیان ماریع کی
 کتابوں میں ہی پھر اگر ایمان با عقول کو نہ مانیں تو ایمان
 کس طرح سلامت رہے اسے کس طرح اسے مستخرج
 نہایت کے ہاتھ پر بدعت کرنے کا بیان صلوک کی
 کتابوں میں ہی اگر اس کو نہ مانیں تو وہی پیر ہو جائیں
 اور ہمارا تو یہ مذہب ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے دین کی جتنی کتابیں ہیں سب پر عمل نہ کرے بلکہ
 لکھو کہ ہم انکار کر چکے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
 کہو اور ابو ہریرہ بھی کہ یہ انہی ہی کا حدیث

قرآن سے اچانک فراق کی تسلی انہیں ہوتی ہو اور حضرت
 سید کہ فقہ سے تھے، مشائخ ائمہ بوقت کے نظر بقہ میں
 داخل ہونا ثابت ہی اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی اس
 طریقہ میں لوگوں کو داخل کرتے تھے جیسا کہ فقہ کی برائی
 سے کتاب وہاں لکھنا دین مصنف رحمہ اللہ لکھتے
 ہیں اگر اسلئے ابو القاسم نقشبندی نے حوالہ دینے
 میں جانب میں سے مضبوط اور اس میں ائمہ میں مقدم
 ہر راگوں میں ہیں البتہ راہیہ میں جرح یا جلیہ کا اسباب
 میں ہے اسلئے وہاں وہی دو تاقی کو دیکھتے آتھے کہ میں نے
 حاصل کیا یہ طریقہ یعنی تلوک کا طریقہ ابو القاسم
 نے تلوک آبادی سے اور اسلئے اقبال نسیم نے لکھا کہ میں
 سے حاصل کیا یہ طریقہ شبلی سے لے کر سید علی حسن
 طریقہ کو حاصل کیا میری سنیطی سے اسلئے اسلئے
 طریقہ کو حاصل کیا میری روش کرخی سے اسلئے اسلئے
 طریقہ کو حاصل کیا وہاں وہاں اسلئے حاصل کیا
 یہ علم اور چھ طریقہ ابلی حنیفہ رحمہ اللہ سے حسب روایت
 فقہ فقہ کی آیت حدیث فقہ سے ثابت ہوئی اب
 مسلمان کو اسلئے انکار کرنا نہیں مناسب ہے
 راوی ہر راوی اسلئے فقہ میں برائی کیا چون کا جلاصہ کہے

۱۔ میں بیعت تو جس کے بیان میں عجوبہ پاکیزہ و مستحسن
 لکھا ہی وہ اس مقام پر لکھنے کے قابل ہی آسکتا
 ہو۔ دوسرے فائدہ میں شرح کے ساتھ لکھے ہیں سمجھ والے
 کے واسطے اس قدر کفایت بھی ہو سکتا فائدہ
 اس بات کے بیان میں کہ مرشد کو کون سے اور
 مرشد سے کیسا اعتقاد رکھ کر ادا السقیم میں
 لکھا ہی کہ جو لوگ شرک میں گرفتار ہیں اور اپنی
 وضع صوفی کی سی بنائے رہتے ہیں ان کی سب بدعتوں
 میں سے جو اس زمانے میں اکثر خواص اور دعوائم
 لوگوں میں خصوصاً ہندوستان کے ہمارے
 مشہور مشہور رہتی ہیں اور وہ بدعت الہ تعالیٰ کے
 بعضے مقبولوں تک بھی جا پہنچتی ہیں ایک بدعت
 یہ بھی کہ شہادت اور ارجحہ طریقے پر ہونے کے مرشد کی
 تعظیم ہی اس سال رکھا گیا کہ الودیت لایا بیوت کے
 اعتقاد میں مل جاتی ہے موصوفوں ہی کہ اس بات کے
 حوالہ عند ال کو سمجھتے ہیں اس مقام میں اندازے کا
 خیال نہ رکھنا ضروری ہے نہ اس قدر تعظیم کرنے کہ
 اپنے مرشد کو مقبول ویت یا نبوت کے لئے واجب تہات
 پہنچاؤں اور نہ اس قدر اس کو حقیر جانے کہ لکھنے

لکے جسے ہم دیکھ کر شکر و تحسین کرتے ہیں۔ اس میں
 برائی و خصلت نہیں آگئی۔ اس کے نزدیک و بیکار و بیکار
 میں اور جیل میں۔ اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔ اس کے
 نزدیک ایک ہی ہے جو جیل میں ہے۔ اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔
 کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ مرشد
 کے مشہد اہم تعالیٰ کیا راہ کا وسیلہ ہے جس کا
 فرمایا اے صاحب خدے۔ اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔
 میں تبارک الدین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا اللہ الوصل
 وابداهہ وافی علیہ لعلکم یفلحون ﴿۱﴾ اے ایمان والو
 قیہ کے لئے تمہارا پس منہ ہو اور تمہارا منہ ہو۔ اس میں
 وہ سب بات ہے۔ اس کی یہ بات ہے۔ اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔
 محلا ہو۔ اور بظاہر میں ہمارے۔ اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔
 و اس میں طرز و غیر فقیر فرمایا۔ اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔
 و اس میں کہی نہایت شیں اور انہی کی یہ بات ہے۔ اس میں
 اہل سلوک کے اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔ اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔
 کہتے ہیں۔ اور یہ وہ سب بات ہے۔ اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔
 ہر شے کی اصلاح و ترقی ہے۔ اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔
 و اس میں جو بات ہے۔ اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔
 ہر بات میں اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔ اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔

نہیں پاسکتا تو اب چاہئے کہ مرشد اس شخص
 کو مقرر کرے جو کسی طرح سے مخالفت شرع شریف
 کے نہ ہو اور سیدھی راہ پر کہ تابعہ اری قرآن
 او حدیث کی بھی نہایت منقبو لا قدم ہو جس ایسے
 شخص کو اپنا مرشد اور ماوی مقرر کرے لیکن
 اس طور پر نہیں کہ وہ کسی حال میں ہو خواہ شرع
 کے خلاف ہو خواہ موافق ہو اگر اس کی پیروی ہم کو
 مضطرب رہی * بلکہ اپنا پیشوا سلطان شرع شریف کو جانتے
 اور اصل میں تابع حکم اللہ اور رسول کا ہو جو کچھ کہ مرشد
 از روی شرع شریف کے فرماوے اس کو دل اور جان
 سے بجالا دے اور جو کام کہ شرع میں مباح ہے اس
 کام کو مرشد کے حکم سے اپنے اوپر واجب سمجھے اور
 اگر کوئی بات خلاف شرع کہے تو آہٹن بات میں
 ہرگز اس کی تابعہ اری نہ کرے بلکہ اس کو رد کرنے
 کیونکہ حدیث شریف میں ہی کہ لَا طَاعَةَ لِمَا خُلِقَ فِي مَعْصِيَةِ
 الشَّالِقِ يَعْنِي تَابِعِ اَرِي مَخْلُوقِ كَيْفَ نَهَى لَا يَنْفِي خَالِقِ كَيْفَ
 نَأْمُرُ مَالِي مَعْنِي * اور محبت مرشد کی اس طور پر چاہئے
 کہ اپنا مال اور جان اس کی رضا پسند ہی اور آرا م
 کے واسطے خرچ کرنے لادے وینا کی کسی چیز کہ

مرشد کی سرمد الہمدی سے رہا۔ وہ عزیز نجات کیونکہ مرشد
 سے جو رابطہ ہے، غافل ہو گئے ہیں۔ خود ہم دیکھنا سے
 ہر انسان و ذی شعور پریشان ہے۔ اور محبت مرشد کی
 ایسی ہے جو کوئی بھی نہ کر سکتی۔ محبت کے آگے الہ
 اور رسول کی نافرمانی کا روادار ہو کیونکہ ایسی
 محبت حق تعالیٰ کی درگاہ پر پہنچانے پر آمادہ کرتی ہے
 اور چاہے چھوٹے اور بزرگ کی اصل الہ تعالیٰ کی
 محبت اور حق ہی الہ تعالیٰ کے حق اور محبت کے
 مقابلے میں کسی کی محبت اور حق کو خیال میں لانا
 الہ تعالیٰ کے جناب سے ہم دور جانے اور اس کی
 عنایات سے محروم ہونے کا باعث ہے۔ اور اگر
 حق کے طالب کو کسی مرشد سے بیعت کرنے کے بعد
 اس مرشد میں کوئی کام خلاف شریع ظاہر ہو تو
 اس مرشد کو خیر خواہی سے انجمنیت کرنے اور
 اس کے جناب میں اس کے حق میں دعا کرنے بھرا ہوا
 ہوا رہا۔ اس میں کسی کے کام سے باز نہ آویں اور
 اس کام کو بھلا کر شریعت و ریافت نہ کریں۔ اگر
 وہ برا کام رہا تو اس کی اس میں بے قیود کا قیاس
 ملے گا۔ اس سے اپنی بیعت کا طلوع نکال دے اور اس کو

اپنا پرو مشد بخاتے اور اگر اس کام میں عقیدہ ہے
 کا قیاد نہیں ہی اگر نہ گناہ گیرہ ہی تو اس کو اپنی
 مشدی سننے نہ نکالے لیکن اس کو جانے کہ بلا میں اگر فتنار
 ہی اور اس میں سے کام میں اس کی تابعداری کو
 حرام جان کے اس بلا ہے اس میں پر شد کئی نجات
 کے واسطے ظاہری اور باطنی کو پیش کر کے
 یہاں تک صراط المستقیم کا مضمون ہی اور اس میں
 مضمون اکثر العباد اور قول میں لکھا ہے ﴿اس قند و
 مضمون بیعت تو بہ کے ثابت کرنے کے واسطے
 کفایت ہی اور باقی اس طریقہ کا اور ایمان لکھنے کو
 ایک کتاب جدا چاہتی ہے ﴿الحمد لله کہ یہ رہ جائے
 یہاں بہت سے اخیر و خوبی تمام ہو المصہ اس کو قبول
 کرے اور اس کے پرہیز والوں کو سیدھی براہ پر
 چلاوے اور ہم سب مسلمانوں کا حاکم کرے لا ایلہ الاہ
 محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 دِہِیْقُوْنَ وَقُلَامٌ عَلٰی الْمَرْفَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
 خاتمہ ﴿جب کتاب قوت الایمان تمام ہو چکی تب مولوی
 عید السجاد ابن حبیب احمد ساکن شہید پورہ نے غایتی زبان
 میں ناول علی کے ہاتھ ایک سوال لکھ کے پھر پکار کہا



بھیجا کہ اگر اس سوال کا جواب نہ لکھو گے تو ہم
 جو فتوے الامان کا جواب لکھیں گے اُس میں لکھیں گے
 کہ ہمارے اس سوال کا جواب نہ لکھ سکے تب
 اس خاکسار نے کہا کہ اس سوال کو اُسے
 لکھو اللہ اور نیچے اُنکا نام بھی لکھو والا تو تب بارے
 مولوی عبد الجبار صاحب نے اس سوال کو لکھ
 کے اور اُس کے نیچے ایک رقعہ بھی لکھ کے بھر
 ناد ر علی کے ہاتھ بھیجا اور رقعہ کے نیچے نام حیات نبی کا
 لکھا۔ ہم نے ناد ر علی کو قسم دی کہ پوچھا کہ سچ
 کہو ہمارے قلم کا ہی تب اُس نے کہا کہ عبد الجبار
 کا اور حیات نبی کا نام بھی اُنھوں نے اپنے ہاتھ سے
 لکھا ہی ہے۔ اُس رقعہ دارو سوال کو پچھتہ ہم
 لکھ کے اُس کا جواب ہندی میں لکھتے ہیں: حسین
 بہر خاص او عام کنی مجھ میں آوے اور سب مسلمان
 لوگ سوال و جواب دیکھ کے اُنکے مذہب کا حال
 بخوبی دریافت کر لیں۔ رقعہ عبد الجبار کا یہی ہے۔
 والسلام علیکم وافتح باد این سوال مشکل است
 نویشن جواب خلی و شوار چان نشود کہ بجای جواب
 ہاوی ہند کہ این طعن است بر جناب امیرالمومنین

مستند احمد چہ سوائے این جواب دیکر از آن صاحب
 ممکن نیست و اگر قصد جواب باشد و سوال من
 لم ویشش نمایند و رند و رقابت و اسگیر و اہم
 شد بقدر و بیش و راہ علاج نوشتند حیات نبی ﷺ رقعہ
 کا جواب علیکم السلام پہلے اپنے رقعہ کا جواب سنئے ﷺ
 مولو صاحب آپ نے جو رقعہ لکھا اور اُس کے
 نیچے نام حیات نبی کا لکھا تو اسے کیا قائد آخر نادرقی
 کو جب نامیے قسم و لایات اب اُس نے صاف کہا کہ
 یہ رقعہ بھی مولو صاحب نے لکھا ہی اور حیات
 نبی کا نام بھی اُنھوں نے لکھا ہی تو کیا آپ کو معلوم
 نہیں ہی کہ جیسے جھوٹا کہنا منع ہی ویا جھوٹا
 لکھا بھی اسی طرح آپ لوگوں کو مسئلہ بھی
 بتاتے ہوئے ﷺ اور آپ نے جو لکھا ہی کہ یہ سوال مشکل
 ہی اِس کا جواب لکھنا بہت دشوار ہی ایسا نہو کہ چائے
 جواب کے لکھو کہ یہ جناب امیر المومنین سید
 احمد بڑ طعن ہی کیونکہ اُس کے سوائے دوسرا جواب
 آن صاحب سے ممکن نہیں ﷺ سو آپ سے ہم پوچھتے
 ہیں کہ اگر آپ نے یہ سمجھا ہی کہ اِس سوال کا
 جواب کسی بشر سے نہو سکیگا تو ایسا سوال

لکھنے کے متعلق ان کے دل میں جو سوالیں برآمد ہو گئیں
 تھیں اور اگر اس سوال کا جواب آدمی سے ہو سکتا تھا
 تو پھر یہ لکھنا کیا ضرور تھا کہ تم نے وہ جوابات
 خود سیکھ لئے تھے اس لئے کہ تم نے جو اس کے لکھنے
 کے بعد جناب امیر المومنین سید احمد علی علیہ السلام
 شاید سے جواب لکھا تو پھر تم چھوٹے ہوئے اور پھر یہ
 جواب لکھا ہے کہ اگر جواب کا قیود ہو تو میرے سوال
 میں کہنی زیادتی نہ کرنا میں تو قیامت میں زیادتی ہو گا
 تو بھائی! کہی زیادتی کا کون کون کرے گا؟ ہمیں پہلے سوالوں
 میں کہی زیادتی کہی تھی، اپنے دل میں خود سوچو
 سوچو جسے غلط جمع رہے کہی زیادتی نہیں ہو سکتی ہو گی؟ باقی
 عام ہیں جو جتنے ہیں ان کے ہر سوال میں کہی زیادتی
 نہ کر بن گئے اور یہ جواب معقول پر بن گئے تھے بلکہ
 وہ اس چھوڑنے کا اذکار میں لکھا کہ وہ بنا سب لکھا کہ
 ہمارے ذہن اسے لکھ رہے ہیں کیونکہ تم نے جسے چند روز
 پیش کو وہ شریف پڑھا ہے اور چپ چپ جواب معقول
 پتا ہو گئے اور دل کی شک و قیاس ہو گئی تھی اور
 زیادتی اس لئے لکھی رہا تھا سب میں کہ ایک بھائی
 اس میں تو شبہ نہیں کہ تم نے تو بھائی سے پیچیدہ نہیں

ہی اور تمھارے سوال سے تو حضرت پیر و مرشد
 کے حق میں خفاف ظعن پہناتا ہی جتنا نچہ نمکو بھی معلوم
 ہو گیا اور تمہیں پیشین بندی کر کے لکھا کہ اس میں سوال
 کو سید صاحب پر ظعن سمجھو گے سو بھائی یا سہمیں
 تو تم بڑے اچھے ہو رہے ہو نمکو تو یہ پیش سوال میں صاف
 ظعن معلوم ہوتا ہی مگر بھائی مجھے یہ سوچو لکھا ہی کہ سو اے
 اس کے کہ اس میں سوال کو اس پر اس میں نہیں پر ظعن
 سمجھو تم سے وہ میرا جواب ممکن نہیں ہی ہو اس میں
 تو ہمکو خوف ہی کہ کہیں تم جھوٹے نہیں بنو یا وہ کہو
 جواب تو اس سے ہو سکتا گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور
 بھائی ہم تو نمکو سچا کرتے کے واسطے جواب نہ لکھتے
 مگر لاچار ہیں حق چھپانا گناہ ہی یا سے ہم مجبور
 ہو کے جواب لکھتے ہیں اور یہاں وقت اس تمھارا
 پر وہ وہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہی کہو کہ تمہیں غواہ کے
 ہرکانے ہیں اور ہم سب بھائیوں کو آجس میں لکھواتے
 میں قصور کیا اور وہ ہندی کی مثل کہ لا دے چاہا
 جو جھپٹتھان ہم اوگون میں سچ ہو چائی اگر
 ہم اوگب بھی تمھارے سے ہوتے اس لیے سوال
 کا جواب سنو بسم اللہ الرحمن الرحیم سوال خون

طرائق اربعه که عبارت از حشیه و نقیشت بندیه و نقادریه
و محدویه است و نقیشتهای گوناگون این طریقهها در عالم
واقع است بعضی در طریقه حشیه بیعت حاصل کرده
حشیه پیگو یا تند و بعضی قاوریه و بعضی نقیشتندیه و بعضی
مجد وید و نیز و جمهور را بلی این طریقهها داخل اند بر و آنها
که در شان آنها نعمت عالمیست و خارج اند از مرز آنها که
در شان آنها غیر الممضون عالمیست و لا الضالین است و احادی
قایل نیست که کسی از مباهرین و متابعین این همه
طریقه را یکجا ساخته بطور مجموع مرکب و مخلوط ساخته
گاهی بطور نقیشت بندیه مثل شمو و یا میشد و گاهی بطور
طریقه دیگر و درین جزو ازمان جناب سید احمد صاحب
که اهل طریقه بودند و نام طریقه خود محمدیه و انشیه
بان چار طریقه منظم ساخته و از پنج طریقه بیعت می گرفتند
چنانچه در خلفای ایشان الی الان این طریقه جاری
است پس این ترا کتب و تعلیم میدهد اینست است
یا ضلالت اگر ضلالت است چرا سید محمد و خ و
مزید الفس این راه پیمنه و اند و اگر نه اینست است
ی الا تضام بدانستند و بعضی که همه با قایل حق و ایز الله
و منحصرا چه قیامت سید اند بر تقدیر قیامت حشیه

جواب دادن این اعتراض کہ جناب امام ابو حنیفہ
و امام محمد و امام ابی یوسف و امام زفر رحمہم اللہ
باوجودیکہ باخود اختلافات کثیرہ دارند مخلوط و مرکب
نکردہ ہر ایک مذہب قرار دادند و نامیش خفیہ
نکردند اگر کیے مذاہب اربعہ را حق ہند ایستہ ہمہ را
مخلوط کردند و مذہب محمدیہ نام ہند و گاہی فتویٰ ہر قول
امام اعظم و گاہی ہر قول امام شافعی و گاہی ہر قول
امام احمد و چنانکہ فتویٰ گاہی ہر قول امام محمد و گاہی
ہر قول امام ابی یوسف و گاہی ہر قول امام زفر
ہند ہند چہ قباحت پیدا ہست و بینوا و تو خدا  جواب
حقیقت یہ ہے کہ سوال کرنے والے کو مطابق علم سے
بہرہ نہیں ہی کسی فیادی نے بیچارے کو دیا ہو کھا
دینے کو اسطیے اور حضرت سید صاحب کے طریقہ
سے اس کو بے اعتقاد کر کے اسطیے ہند سوال
عوام فریب سنا دیا ہی سو بیاباں سیج سیج و ہوا کھا
گھا گیا ہی اور اس کے دل میں ایسی شک آگئی
ہی کہ اس نے جان لیا ہی کہ اس میں سوال کا جواب
کسی سے نہوسکتا ہو ہم اس میں سوال کا جواب
لکھتے ہیں باقی دین کی سمجھ دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہی 

۱۔ متب و اس ہر مضمون کا بخوبی استنباط جو مایل ہے
 لکھا ہی کہ چونکہ چار و طریقہ کے مراد ہی چشتیہ اور
 نقشبندیہ اور رقا و ر بہ اور مجددیہ سے اور
 ان طریقوں کی طرح طرح کی نعمتیں عالم میں پھیلی
 ہیں بعض لوگ طریقہ چشتیہ میں بیعت حاصل
 کر کے چشتیہ کہلاتے ہیں اور بعض قادر یہ اور
 بعض نقشبندیہ اور بعض مجددیہ اور سب لوگوں
 کے نزدیک ان طریقوں کے لوگ داخل ہیں
 انکے گروہ میں کہ جنکی شان میں اہمیت ملیم ہی اور
 خارج ہیں انکے گروہ سے جنکی شان میں غیر المعضوب
 ملیم ولا الضالین ہی ۱۰۰ مایل کا ان طریقہ کے
 لوگوں کو ایسا سمجھنا غنیمت ہی اور یہ جو لکھا ہی
 کہ کوئی شخص اس بات کا قائل نہیں ہی کہ کسی
 اپنے مناظرین اور پیروں میں سے ان سب طریقوں کو
 بطور معجون مرکب کے اکٹھا کر کے اور ایک ہی
 میں ملا کے کہہ میں نقشبندیہ کے طور پر مشغل کیا ہو
 اور کہ میں دوسرے طریقہ کے طور پر ۱۰۰ اور اس
 زمانے میں جناب سید احمد صاحب کے اہل طریقہ
 تھے اور اپنے طریقہ کا نام محمدیہ رکھا کے ان چار و

طریقہ میں شامل کر کے کمالیہ طریقہ میں بیعت کیے تھے
 جیسا کہ اُنکے خلیفوں نے اب تک یہ طریقہ جاری
 ہی ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ مابین مطلق مباحثین
 اور متقدمین کے طریقہ سے واقف نہیں ہیں بلکہ
 باوجودیکہ مرید کمرے کا دعویٰ رکھتا ہے اور اگرچہ
 حضرت پیر و مرشد برحق حضرت سید احمد اداہ
 اللہ برکاتہ سے اُسکو ملاقات بھی نہیں ہے اور بعضے
 ناواقف اُسکو اُس جناب کا خلیفہ بھی جانتے ہیں مگر
 اُنکے ملفوظات کو بھی جگانام صراط المستقیم ہی نہ دیکھا
 کاش دنیا کمانے کی لالچ سے بھی اُسکو دیکھے ہو تا
 تب بھی آج اُسکے کام آتا اور اس شک
 میں گرفتار نہ ہوتے پتا افسوس تو یہ ہے کہ ہزاروں
 شیعہ اُس جناب کے طریقہ کے گھر گھر موجود
 ہیں کبھی اُسکو بھی نہ دیکھا جو آج وہ شیعہ بھی
 اُسکے کام آتا خلاصہ یہ کہ حضرت پیر و مرشد کا
 بطورہ معجون مرکب کے ان طریقوں کو ماننا ثابت
 نہیں ہوتا یہ البتہ ثابت ہوتا ہے کہ جاریہ طریقوں کی
 نعمت بیعت اور اجازت کی اُسکو اپنے مرشد حضرت
 مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز سے حاصل ہے جیسا کہ

حضرت پیر و مرشد کے مشیخہ سے ماہر شاہزادہ
 ہی اسے بکواسی گریختوں مرکب سمجھو تو بتا دین میں
 حضرت شاہ عبد العزیز اور ان کے امتداد اور مرشد
 اور ماہر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور
 ان کے باپ اور مرشد شیخ عبد الرحیم رحمہم اللہ
 نے بھی مرکب کیا ہے اس طرح سے کہ شیخ عبد الرحیم
 نے بہشتیہ طریقہ اپنے مرشد اور زانا شیخ رفیع
 الدین سے حاصل کیا اور قاذریہ اور نقشبندیہ اور
 مجددیہ طریقہ سید عبد اللہ الکبر آبادی سے حاصل
 کیا پھر اُسے چاروں طریقے اکٹھا کر شاہ ولی اللہ محدث
 کو حاصل ہوئے اور اُسے شاہ عبد العزیز محدث کو اور
 اُسے حضرت پیر و مرشد سید احمد کو اور منتقلہ میں
 میں جو طریقہ حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی کو
 پہنچاؤ طریقہ حضرت امام جعفر صادقؑ کے داماد محمد
 باقر سے حاصل کیا اور جو طریقہ حضرت خواجہ بہاول الدین
 نقشبندی کو پہنچاؤ طریقہ حضرت امام جعفر صادق
 کے نواسہ ابن محمد سے حاصل کیا پھر اسے گزاردون طہر
 طریقہ میں ایک شخص کا بیعت کرنا اسے کہو سمجھو
 مرکب سمجھا ہی تو تھا خیرین متقدمین سب اپنے اپنے فعل

میرزا کو بھی آپ اور اپنا کہیں اتنا کہتے ہیں کہ بے لایعوب
 بے لایعوب باادب باالعبیب * باقی یہ جو لکھا کہ یہ
 بات کوئی نہیں کہ مٹائی کہ مٹائی نہا خیرین اور مستعد ہیں
 نے سب طریقوں کو بطور مجموعی مرکب کے ملا کے
 کبھی بطور نقش نمونہ کے استعمال کیا ہو اور کبھی
 تو مرنے کے طریقوں کے طور پر سوایتہ بھی چہار اہل کا باعث
 ہی جن مٹا خیرین میں گون کا ذکر ہوا وہ سب آپ
 کرتے تھے چنانچہ قول جمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ
 محدث رحمہ اللہ ایک فصل میں مشائخ حیلانہ یعنی
 قادریہ کے استعمال کا بیان لکھتے ہیں دوسری فصل
 میں مشائخ حشیدہ کے استعمال کا بیان لکھتے ہیں
 اور تیسری فصل میں آنکاعین تھپا اور ایسی طرح سے
 حضرت مولانا محمد امجد علی امجدی رحمہ اللہ دہلوی رحمہ اللہ
 حضرت میرزا محمد ابراہیم رحمہ اللہ احمدیہ احمدیہ احمدیہ
 کے لئے باب میں ذکر ولایت کرتے ہیں چاروں
 طریقہ کے استعمال کو جدا جدا پہلی فصل میں طریقہ
 قادریہ کے استعمال کا بیان فرماتے ہیں دوسری فصل
 میں طریقہ حشیدہ کے استعمال کا تیسری فصل
 میں طریقہ نقش نمونہ کے استعمال کا اور چوتھی

مجہد یا چوکہ دونوں کے اشتعال ایک ہی ہیں مگر مجہد
ایک لفظ کا لفظ ہی سو اس کو بھی جو تھی فیصلہ نہیں
بیان فرماتے ہیں یا تو یہ ہے جو حائل لکھنا ہی کہ کسی
مناظرین مستند ہیں لے ایسا کیا کہ سب طریقوں کو
بطور مجموعہ مرکب کے مانا کے کبھی بطور منفست ہندو
کے مشغل کیا ہوا اور کبھی بطور مجموعہ کے طریقہ
لے اور سید صاحب نے اس کا سوسیدہ صاحب کا طریقہ
جو مذکور ہو اس کے سمنیں تو مجموعہ مرکب کی صورت
نہوئی۔ بلکہ مجموعہ مرکب کی صورت کو ثابت ہونی چاہیے
لکھتے ہیں مشغل میں دو تو یا چار و طریقوں کے مشغل
ایک جہان کریجے اور ایسا حضرت پیر و میر شہر حق کا
مشغل کرنا ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ مراد السنی
ہیں اور جو دینی ہو کبھی لو جاکہ ان کے جسمیں تو ہر طریقہ کے
بیشغل کو ادا ہے آفرین ہے جدا جدا بیان فرمایا ہے
حق کہ تین پہلے ہی کہ پیوستہ ہے جو نہ تھا ان کے کہ
کشت و زور و میاشی اندر طعنہ پان کان ایز و اللہ تعالیٰ
پہلے ہی کہ آپ جہاں حائل لکھنا ہی کہ حضرت سید
لاحضہ صاحب اپنے طریقہ کا عالم محمدیہ رکھنے کے اس
مجاز و طریقہ میں شامل کر کے بالخصوص ہر طریقہ میں بیعت

صحرانے تھیں ••• پہلے ہی دروغ کو را حافضہ بنامشہ ••• کیونکہ اُسکے
 لکھنے سے تو خود معلوم ہوتا ہے کہ چار و طریقوں کو
 حضرت پیر و مرشد نے اپنے جال پر جدا رکھا اور
 پانچو ان طریقہ اپنا جدا نکال کے آنکے شامل کیا جیسا کہ
 آنکے شجرہ میں بھی پانچو طریقہ کے نام جدا جدا
 مذکور ہیں! ••• سطح پر چشتیہ اور قادریہ اور نقشبندیہ
 اور مجددیہ اور محمدیہ تو طریقہ نکالنا کہنا ہوا اور حضرت
 پیر و مرشد بیعت ہیں وقت بھی اپنے مرید سے یوں کہلانے
 تھے کہ بیعت کیا میں نے بیچ طریقہ چشتیہ اور قادریہ
 اور نقشبندیہ اور مجددیہ اور محمدیہ کے اوپر ہاتھ
 فقیر سید احمد کے اسد تو قبول کر اور نعمتیں ان
 طریقوں کی ہمارے نصیب کر ہزاروں مرید اس
 جناب کے ہو جو و ہیں شک ہو تو پوچھ لو باقی
 حضرت پیر و مرشد کے طریقہ کا نام محمدی ہوتے ہی
 یہ وجہ ہے کہ سطح سے حضرت غوث الاعظم
 کا نام عبد القادر ہی تو جس نام کی طرف آنکے
 نسبت تھی اسی نام سے آنکا طریقہ مشہور ہوا
 یعنی قادر پے کہلایا عبد القادر پے نہ کہلایا ••• اور خواجہ
 بہاؤ الدین کی نسبت نقشبندیہ کی طرف تھی! ••• اسطے

اور ہمارے لئے وقت بندہ کرنا یا ہمارا والا نہیں نہ کہنا یا ہمارا
 حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی نسبت چشتیہ
 کی طرف تھی اس لئے اس کے طریقہ چشتیہ کہنا یا
 معین الدین کہنا یا اس کے طریقہ چشتیہ کہنا یا
 اس کے لئے کہ نسبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 طرف تھی کہ قدم بقدم حضرت کے متھے لڑیں اور اس کے
 ہاتھ لکھ لکھنا یا احمدیہ کہنا یا اور باقی اس
 کے لئے کہ نسبت حضرت محمد کی نسبت آخر کو محمد رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کتاب چینی ہی حقیقت میں
 نسبت طریقہ محمد بن ہشام کے نسبت کرنا فقہ پیران
 کے واسطے ہی جیسا کہ قرآن میں ہے یا شمس کی چوٹی
 حنفی شافعی مالکی حنبلی جیسا کہ اس کا ذکر اوپر ہو چکا
 اور یہ جو لکھا کہ پھر اس کے طریقہ چشتیہ کا نام اور نسبت
 اور یہاں ابھی کیا گیا ہے اگر گزرا ہے ہی تو نہیں
 اور اس کے سر یہ دونوں کے واسطے یہ ہے کہ
 اختیار کی سوائے اس کا جو اب یہ ہے کہ طریقہ ملا یا کہ
 ہی نہیں خدا جانے کیا غلط کر رہا ہو اگر مزاج شریف
 میں کچھ جنوں کا حرافہ آگیا ہو تو آخر طابنت بھی
 نہ ہو کر تے ہو کچھ فتنہ کر دالو آج کے فساد دنیا اللہ تعالیٰ

گے ہاتھ ہی ۛ باقی پانچوں مرشد کے طریقہ کا جو مذکور
 ہوا ہے اس میں دو رست ہیں تو ان کے طریقہ میں ہر اس
 ہدایت ہی ان کے طریقہ کو ہنسی یا کسی طرح سے
 گہرا کرے تو وہ خود گمراہ ہی اور رہے جو لکھا ہے کہ چاروں
 طریقہ کا ملنا یا اگر ہدایت ہی تو چاروں مذہب کے ملانے
 میں کہ سب کوئی قائل حق و الہ کے ہیں نہ منحصر کے
 یعنی سب کوئی اس بات کے قائل ہیں کہ حق چاروں
 مذہب میں واپس بھی چاروں میں سے کسی ایک ہی
 میں منحصر نہیں ہے کہ ملانے ہی مذہب میں حق ہی
 اُس کے سوا دوسرے میں نہیں کیا قیاحت جانتے ہیں ۛ
 سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تمہاری یہ غرض ہے
 کہ جب چاروں طریقہ کو ملا یا سب چاروں مذہب کے
 ملانے میں کیا قیاحت ہی سو طریقہ کا ملنا تو ثابت نہوا
 اب اپنے سوال بموجب ۶ اوقات الشریفات
 الشریف و طہر ہر آدھ کے روز یا کہ یعنی چاند و مذہب
 کے ملانے میں قیاحت سمجھو کیونکہ احام و مذہب کے
 ملانے میں سوا و اعظم کا خلاف کرنا ہی اور پھر یہ
 جو لکھا ہے کہ جس تقدیر میں چاروں مذہب کے ملانے
 میں قیاحت ہی تو ایسا کہی ز غما ہندی کسی کو مستطی

۱۔ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چار اہانت دیئے اور بتایا کہ جو شخص اس کے چار اہانت کرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا اور اس کے چار اہانت یہ ہیں: ۱۔ کہ میں نے تم کو پیدا کیا ہے۔ ۲۔ کہ میں نے تم کو پالیا ہے۔ ۳۔ کہ میں نے تم کو بڑھا دیا ہے۔ ۴۔ کہ میں نے تم کو مراد کیا ہے۔

ابو یوسف اور زفر رحمہ اللہ کا مذہب ایک تھا
 چار کہاں سے سمجھا جو ملانہ کہا خلافت امام ابو حنیفہ
 اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد
 حنبلی کے کہنے لوگ مجتہد مطلق اور صاحب مذہب
 تھے اس واسطے چار و ایماموں کے مذہب کو
 ایک مہینہ ملانے سے سوا و اعظم نے منع کیا ہی مگر
 بین و تہ سے خیر اگر حضرت شاد عبد العزیز رحمہ اللہ کے
 فتویٰ سے اوپر بخوبی لکھ چکے کہ انھوں نے بغیر قیون وجہ
 کے ذریعے امام کے مذہب پر عمل کرنا حرام لکھا ہی
 اور ایسا ہی شرح سفر السعادت میں بھی لکھا ہی ﴿﴾
 باقی رہا مجتہد مطلق یعنی مجتہد فی الشرع اور مجتہد
 فی الہدایہ کا فرق حضرت شاد ولی اللہ محدث رحمہ اللہ نے
 عقد الحیدر کی دو فیصلوں میں اور رقم "الانظار کے اور ایام
 میں بخوبی لکھا ہی جو چاہے سو دیکھ لے مگر ہم قاعدہ
 عام کے واسطے کچھ یہاں بھی لکھ دیتے ہیں ﴿﴾ قرۃ
 الانظار میں لکھا ہی کہ فقہاء کے ہر طبقہ یعنی مساب
 م رحمہ اللہ پہلا طبقہ مجتہدین فی الشرع کا مثل چار و
 ایماموں کے یا مثل اُنس شخص کے کہ اصول کے
 قاعدے مستقر رکھنے اور چار و دیلموں سے یعنی

کتاب اور سنت اور اجماع اور تباہی سے اصول
کے قاعدے موافق فقہی مسئلے نکالنے میں اُنہی دائرہ
اختیار کرے بغیر اسکے کہ کبھی کا مسئلہ ہو فروع میں
یا اصول میں اور ولولہ طبع مجتہدین فقہی الشیخ صاحب
کا یہی مسئلہ ابلیہو سے اور محمد وغیرہ صاحب
ابن حنیبلہ کے کہ جنکو چاند و دلیوں نے احکام نکالنے کی
قدرت تھی اُنہیں قاعدے سے متوافق جو اُنکے اُستاد
ابو حنیبلہ رحمہ اللہ نے مستقر کر رکھا ہی اور
اُن لوگوں نے اگرچہ بعض فقہی احکام میں ابو حنیبلہ
کے خلاف کیا ہی لیکن اصول کے قاعدوں میں
ابو حنیبلہ کی تقلید کرنے میں اور اُنہی تقلید کے
سبب سے وہ لوگ اُن لوگوں میں سے جو مثیل
ابو حنیبلہ کے صاحب مذہب ہیں مثیل شافعی کے
صاف پیمان پر تھے ہیں نیز اہل مجتہدین فی المسائل
کا یہی کہ جس مسئلے میں صاحب مذہب سے روایت
نہیں ملے ہیں تو اُس میں انکو قید نہ نہیں لینی کہ
صاحب مذہب سے فقہاء ملت مکررین نہ اصول میں اور
شروع میں لیکن وہ لوگ کیا کرتے ہیں کہ جس
مسئلے میں صاحب مذہب سے بیان عریض نہیں ملے

ہیں تو اُنہیں مسئلے کے احکام نکالتے ہیں اُنہی صاحب مذہب کے اصول موافق جو اُنہی قاعدے فقہ رکھ رکھا ہی اور یہ لوگ کون ہیں مثلاً خصاص * اور ابی جعفر طحاوی * اور ابی حسن کرخانی * اور شمس الاسلام طوالتی * اور شمس الاسلام مدنی * اور فخر الاسلام بن زوی * اور فخر الدین قاضی خان وغیرہ کے جو تھا طبعہ اصحاب تخریج کا مقلد ہیں میں سے مثلاً رازی اور اسکے مانند کے * کیونکہ یہ لوگ اجتہاد کی قدرت بطلان نہیں رکھتے لیکن یہ لوگ اُنہیں سب سے کہ اصول کے قاعدے انکو خوب ضبط ہیں اور جس مقام سے امام نے مسئلے نکالا ہی وہ مقام انکو خوب معلوم ہیں یہ طاقت رکھتے ہیں کہ امام کا جو قول مجہول ایسا ہو کہ اُس میں دو وجہ ہو سکتی ہی سو اُس میں سے جو وجہ قوی ہو اُسکو بیان کر دین اور جو فقہی مسئلہ صاحب مذہب نے یا اسکے اصحاب سے منقول ہو اور اُس میں دو احتمال پایا جاتا ہو تو اُس میں سے جو احتمال قوی ہو اُسکو بیان کر دین * جو بعض مقام میں جو ہدایہ میں لکھا ہے کہ

کہ افی تخریج اگر کسی و تخریج الیٰ الٰہی تو اُنہی کے ہیں
 معنی ہیں پانچویں طبقہ اصحاب اہل بیت کا بھی متعلق ہیں
 ہیں سے مثل الیٰ الٰہی۔ قد و رای پاویہ صاحب ہدایہ
 وغیرہ کے اُنکا کام یہ بھی کہ بعض روایتوں کو بعض
 پر فضیلت دینا یعنی اُسکی فضیلت بیان کرنا ایسے
 قول سے اسباب تخریج سے کہ افضل روایت پر لکھتے
 ہیں ﴿ہذا اولیٰ و ہذا اصح روایت و ہذا اوضح روایت
 و ہذا اقویٰ و ہذا اوفیٰ للنیاس و ہذا اوفیٰ للناس﴾
 اہل بیتان طبقہ اُن مقلدین کا جنکو طاقت ہی کہ فرق
 کردین و رہبان اقویٰ اور ضعیف کے اور طاہرہ سبب
 اور تا و روایت کے ﴿مثل اصحاب ستون پندرہ
 کے متاخرین میں سے﴾ ساتھ صاحب کنز
 اور صاحب مختار ﴿اور صاحب و تحفہ﴾ اور
 صاحب مجمع کے ﴿اور ان لوگوں کا کام یہ
 ہی کہ اپنی کتابوں میں جو قول کہ مروی وہی اور جو
 روایت کہ ضعیف ہی اُسکو نہ نقل کریں گے﴾
 ساتھ ان طبقہ اُن مقلدین کا جنکو اُن باتوں کی جو
 مذکور ہوئیں طاقت نہیں اور روایتی اور موسیقی کا
 فرق نہیں کر سکتے اور راہنے بائیں کسی امتیاز نہیں

رکھتے بلکہ جو ہاتھ ہیں بتو رے جانے ہیں رات کے
 لگے بہارے کی طرح سوا یوں ہر افسوس ہی
 اور جو ایسوی تقابہ کرے اُس پر تو برا افسوس
 ہی ہے بات تھیک تھیک اُنھیں کی شان میں ہی کہ
 آنکھ موڑنے ہر کسی کی تقابہ کرتے ہیں اور جاہلون
 کے کہنے سے سنت ترک کرتے ہیں اپنے دل میں
 خود سوچیں کہ جنکو نے سب اپنا پیشوا سمجھے ہیں وہ
 کیسے ہیں سبحان اللہ تقابہ چھوڑیں ابو حنیفہ کی
 اور تشابہ کریں غیر کی غرض یہ کہ ہم نے سنا تو طبقہ کا بیان
 مسلمانوں کے قائد کے واسطے کر دیا ہی جو یہ
 مضمون یاد رکھیں گے تو بہت مقام میں کام آویگا
 یہاں تو فقط استفادہ غرض تھی کہ امام محمد اور
 ابو یوسف اور زفر دوسرے طبقہ والے ہیں یعنی حنفی
 مذہب کے مجتہد ہیں تو کبھی امام محمد کے قول پر
 فتویٰ دینا اور کبھی ابو یوسف اور زفر کے فتویٰ پر
 اس کو مذہب کا ملا مانہیں کہتے اور جو کہنے والے فتویٰ
 پر عمل کریگا تو وہ ابو یوسفی محمدی زفری نہ کہلاویگا
 بلکہ حنفی کہلاویگا اب جو رسالہ گمنام ہیں لکھا ہی
 کہ بعض مقام میں حنفی ہوتے ہیں اور بعض مقام میں

ابو یوسف سفی اور محمدی اور کہیں زفری اور کہیں
ابو اللیثی تو خفیت لے سکی کہان باقی رہی ہی ہو
اُسکا لکھنا بھی باطل ہو گیا افسوس ہی کہ سائل کو
قفہاء کے ساتھ طبقہ کا حال بھی معلوم نہیں ہی وہ
لے اس جواب کا لطف کیونکر پاویگا۔ بس لے سقندر
جواب تو کفایت ہی مگر ایک جواب اور بھی
آسان تھا کہ ہر ایک کی سمجھ میں آوے لکھتے ہیں ●
وہ یہ ہی کہ اول تو حضرت شہید صاحب ہونے
چارو طریقے کو ملایا نہیں اور اگر شاید ملانے بھی تو ملانے
سے یہی ہونا کہ سب طریقے کا مشغل ایک ہارگی
کرتے تو اس میں کیا قباحت ہوتی ہر گونہ ذکر اللہ
کی جو مباح ہی اور ہوجاتی اور دین کے کسی احکام
میں خلل نہ آتا اور سواد اعظم اور مسلمانوں کی
جماعت کے خلاف نہ ہوتا بخلاف چارو مذہب کو ایک
میں شلانی کے کہ آسمین مروت صاحبی قباحتیں
موجو د ہیں کہ آن حضرت نے جس بجا بجا کے
واسطے اپنے فعل میں اختلاف کیا اُنہی کا تذکرہ
کرنا اور سواد اعظم کا خلاف اور اپنے جہں کو خراب
کرنا جیسا کہ بے سبب بائیں طرح طرح سے اوپر مذکور

ہو چکے ہیں و دوسرے یہ کہ جو رتہ حضرت پر و مرشد کا
 ملاوک کی راہ میں تھا اُس کا بیان کہاں تک کریں
 ولایت سے سارے ہندوستان تک و بیدار لوگ
 اُنکی ولایت کے معتقد ہیں اور گویا اُن طریقوں
 میں وہ مجتہد تھے سو اُنھوں نے باوجود اُسکے چارو
 طریقوں کو معجون مرکب کیا تو اب مایل پہلے
 اُس قدر کمال احکام شرع میں حاصل کرے جس قدر
 حضرت پر و مرشد کو ملاوک میں حاصل تھا تب چارو
 مذہب کو ایک میں ملائے گا ارادہ کرے جسمیں
 اپنی بیوقوفی پر ہنسے ہنسے آپ ہی لوگ مرنے
 نصیحت ﴿﴾ مسلمان کو لازم ہے کہ عوام کے دل
 کے شہرہ کو دفع کرے نہ کہ الٹے اُنکو و سواس و لاویے
 و سواس و لانا تو دوسرے کا کام ہی ﴿﴾ بیت ﴿﴾ بابلا
 مژدہ بہار یار ﴿﴾ خبر بد بیوم باز گزار ﴿﴾ ایس نصیحت
 سے یہ غرض ہے کہ جب قوت الایمان جا بجا پہنچی اور
 لوگ اُسکو دیکھ کے حق مذہب پر قائم ہوئے
 لگے ﴿﴾ تو بعضے لوگ جنکے دل کی نیت اسد جائے لوگوں
 کو ناجایا اُسکے مضمون پر و سواس و لائے لگے
 جسمیں لوگ اُسکے قائم سے صبر و م رہیں

سو انکی ایک دستاویز کا ہم ذکر کر کے اُسکا
 جواب دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ جو نیچے شہد کے جواب
 میں جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
 کی نزدیکی اور دوری کے خیال سے حدیث صحیح
 اور ضعیف کے واسطے باسی اور تازی نعمت
 کی مثال دی ہے اور وہ نہایت خوب مثال ہے
 اُس مقام پر دیکھتے سے معلوم ہوگی سو اُس
 مثال پر بعضے نے کہا کہ حدیث میں دخل نہیں ہے ہنسے
 ہیں کہ دیکھو صاحب حدیث کو ماسی کہا حدیث اور
 باسی ❁ اور انکی ہنستی دیکھ کے بیمارے عوام
 گھبراتے ہیں سو انکی ہنسی کا بہرہ جواب ہی کہ باسی
 اٹھانے کی مثال کر وہ نہیں ہی کیونکہ باسی کھانے میں
 کچھ عبت نہیں ہی بلکہ باسی کھانا تو حضرت کے زمانے سے
 ایکپ رات قریب ہونے کے سبب سے مارے سے افضل
 ہی تو افضل چیر کی مثال میں کیا قباحت ہے مثال تو
 فقط مضمون صاف ہو نہ کوئی ہی سو مثال میں مامل و درکار
 ہی کہ غرض مثال دینے والی کی کیا ہے ❁ مثلاً کوئی شخص
 جو ان مرد کو کہے کہ آؤ میرے شہر پہر آسکو
 کوئی لڑائے والا سمجھائے لگے کہ دیکھ تجکو اسے خود تھوار

اور موزی جانو رکھا تو وہ بے شخص اگر عقلمند ہو گا
 تو اُسکی وہی بابت نہ سے گا۔ اسے یہ شرح ہمارے
 مثال بھی سمجھو اب اسے لوگ سے خوف ہی کہ
 ماسی مازی پر تو یہ وہ سو اسے دلائے ہیں کہیں
 بلوغ الہرام کے اول ہیں جو مولوی ولایت صاحب
 نے خلیفہ کے قائمہ کے واسطے کچھ حدیث کے
 قسموں کا بیان فرمایا ہے اُس میں ایک قسم کو
 حدیث مردود بھی لکھا ہے سو اُس کو کہیں دیکھیں
 تو اُس پر نہ نہیں کہ دیکھو صاحب حدیث کو
 مردود کہا حدیث اور مردود ﷺ معاذ اللہ حدیث نبوی کو
 کون اس کا کہیگا مگر حقیقت اس کی یہ ہے کہ جس
 حدیث کو مستثنیٰ اور حافظے کے پورے راوی سے
 روایت کیا اُس کے خلاف جو کوئی حدیث روایت
 کرے وہ راوی جو مستثنیٰ اور حافظے کا پورا نہیں ہے
 تو اصطلاح حدیث میں وہ حدیث مردود ہی اُسی کو
 مولوی صاحب نے بھی مردود لکھا ہے کچھ اپنے دل
 سے نہیں مگر جو لوگ مطلب نہیں سمجھتے اُسے خوف
 ہی کہ اُس پر بھی نہ نہیں مردود کے یہ معنی کہ
 اُس کو جو دیکھے سو پھیر دے اور قبول نہ کرے

اور رہے پھر دینار اوی کے قیمت سے ہی نہ کہ حدیث
 نبوی ہونے کے سبب سے اس بطرح ہم نے بھی
 وہاں زمانے کے نزدیک اور دور ہونے کے لحاظ
 سے ماسی قاری کی مثال لکھی ہے کچھ حدیث نبوی
 ہونیکے سبب سے نہیں تو اب ہم دونوں بھائی کے
 مضمون پر اسے والے باید ان میں ایک سے بکا
 اختیار نہیں کیونکہ ایسی سمجھ والے تقویۃ الایمان کی
 بعضی مثالوں پر بھی شبہ نکال چکے ہیں اللہ تعالیٰ
 میلانوں کو تو ذیق نیک دے اور خاتمہ کرے
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر

تمام شد

الحمد للہ کہ رسالہ قوت الایمان در مطبع قادری
 یحییٰ مالک مطبع مولوی عبد الجلیل صاحب و ناشر
 منشی بقاء اللہ صاحب در سہ ۱۲۹۰ ہجری باریج
 وہم شہر جمادی الثانی روز جمعہ بقایا مطبع و در آمد
 از غلامی دین تو قع آن داند کہ اگر امین رسالہ
 موافق مذہب اہل سنت و جماعت یا شہر ہمد
 و دستخط خاص خود ہرین فرماید